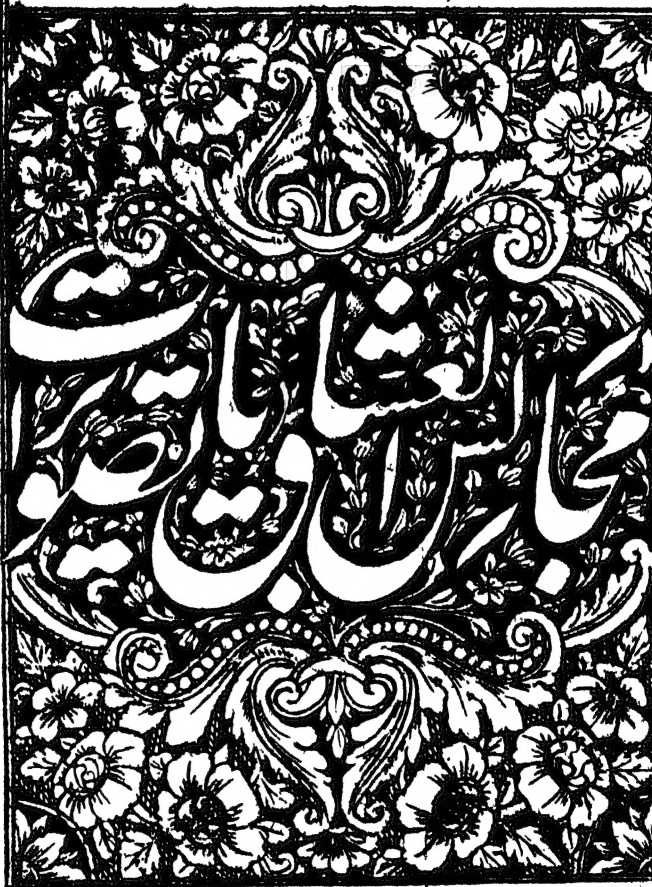


Cal. c. 164.

S. no. 029378

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن
مكتوباً



در مطبعه مشهوره
کتابخانه مشهوره
کتابخانه مشهوره

فہرست کتاب نامادہ آفاق مجالس انصاف

صفحہ	مجلد	عبارت	صفحہ	مجلد	عبارت	صفحہ	مجلد	عبارت
۲	۰	محمد و نسا و ولعت رسول خدا	۵۳	۵۳	از بن جہر اگر وہ پیر نہ گذشتہ حسن	۶۶	۶۶	تصویر حضرت شیخ موصوف مع معشوق -
۳	۰	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -	۵۴	۵۴	ذکر حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر -	۶۸	۶۸	ذکر حضرت شیخ سعد الدین جو علیہ الرحمۃ -
۸	۰	بیان جن حقیقی و عشق تحقیق -	۸	۸	تصویر حضرت محمد روح و جان	۶۹	۶۹	تصویر حضرت شیخ مع معشوق -
۱۶	۰	موضع حضرت آدم علیہ السلام -	۵۶	۵۶	نیشاپوری معشوق آنحضرت -	۸۰	۸۰	ذکر حضرت شیخ روز بہان علیہ الرحمۃ و الغفران -
۱۹	۰	تصویر حضرت یوسف موزیخا بنیت	۵۹	۵۹	ذکر حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ	۸۱	۸۱	تصویر حضرت شیخ روز بہان علیہ الرحمۃ و الغفران -
۲۳	۰	دا من وری در ہنرم خانہ -	۹	۹	تصویر حضرت خواجہ موصوف	۸۲	۸۲	ذکر حضرت شیخ روز بہان علیہ الرحمۃ و الغفران -
۲۹	۰	موضع حضرت یوسف موزیخا -	۹۲	۹۲	ذکر حضرت امام احمد غزالی	۸۳	۸۳	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۳۳	۰	تصویر حضرت روح اللہ سن حضرت	۹۴	۹۴	ذکر حضرت امام احمد غزالی	۸۴	۸۴	ذکر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۳۶	۰	دریختہ الکلبی و در حضور لامع النور	۹۵	۹۵	تصویر حضرت محمد روح -	۸۵	۸۵	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۳۹	۰	نقشبندی قلی علیہ وآلہ وسلم -	۹۶	۹۶	ذکر حکیم سنائی رحم -	۸۶	۸۶	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۴۲	۰	حکیم حضرت امام جعفر صادق -	۹۷	۹۷	تصویر حکیم موصوف و تصاحب	۸۷	۸۷	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۴۹	۰	تصویر حضرت محمد روح -	۹۸	۹۸	معشوق آنجناب -	۸۸	۸۸	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۵۳	۰	ذکر حضرت شیخ ذوالنون رحم -	۹۹	۹۹	ذکر حضرت شیخ عین القضاۃ رحم -	۸۹	۸۹	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۵۶	۰	تصویر حضرت شیخ و جان مست	۱۰۰	۱۰۰	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -	۹۰	۹۰	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۵۹	۰	ولا یعقل و مارگزندہ -	۱۰۱	۱۰۱	ذکر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -	۹۱	۹۱	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۶۳	۰	ذکر حضرت ابراہیم ادہم رحم -	۱۰۲	۱۰۲	ذکر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -	۹۲	۹۲	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۶۶	۰	تصویر حضرت ابراہیم ادہم رحم و ولایت	۱۰۳	۱۰۳	ذکر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -	۹۳	۹۳	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۶۹	۰	خلف حضرت موصوف در پیش	۱۰۴	۱۰۴	ذکر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -	۹۴	۹۴	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۷۳	۰	پدر بزرگوار -	۱۰۵	۱۰۵	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -	۹۵	۹۵	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۷۶	۰	ذکر حضرت سلطان بایزید علیہ الرحمۃ	۱۰۶	۱۰۶	امیر از کہ حاکم نیشاپور معشوق	۹۶	۹۶	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۸۱	۰	تصویر حضرت محمد روح و جان	۱۰۷	۱۰۷	آنجناب -	۹۷	۹۷	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۸۴	۰	خضر دیہ -	۱۰۸	۱۰۸	ذکر حضرت شیخ اودہ الدین کرانی	۹۸	۹۸	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۸۷	۰	ذکر حضرت حسین بن منصور طبر -	۱۰۹	۱۰۹	رحمۃ اللہ علیہ	۹۹	۹۹	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۹۱	۰	رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۰	۱۱۰	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -	۱۰۰	۱۰۰	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۹۴	۰	تصویر بر دار کشی حضرت حسین	۱۱۱	۱۱۱	ذکر حضرت شیخ اودہ الدین کرانی	۱۰۱	۱۰۱	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۹۷	۰	بن منصور رحم -	۱۱۲	۱۱۲	تصویر حضرت شیخ اودہ الدین کرانی	۱۰۲	۱۰۲	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۱۰۱	۰	ذکر حضرت شیخ ابوالحسن فرقانی	۱۱۳	۱۱۳	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -	۱۰۳	۱۰۳	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۱۰۴	۰	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -	۱۱۴	۱۱۴	ذکر شیخ شہاب الدین مقتول رحم	۱۰۴	۱۰۴	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -
۱۰۷	۰	جان معشوق آنحضرت و مراد	۱۱۵	۱۱۵		۱۰۵	۱۰۵	تصویر حضرت شیخ موصوف و معشوق آنحضرت -

مجله	عبارت	صفحه	مجله	عبارت	صفحه	مجله	عبارت	صفحه
۲۴	ذکر حضرت شیخ محی الدین اعرج	۱۲۶	۱۲۶	مع پسرشان معشوق آنحضرت	۱۲۳	۱۲۳	تصویر حضرت خواجه علیه الرحمة	۱۲۳
۲۵	رحمة الله علیه	۱۲۶	۱۲۶	ذکر حضرت امیر سید حسینی علیه الرحمة	۱۲۶	۱۲۶	ذکر حضرت مولانا سید محمد الدین	۱۲۶
۲۶	تصویر حضرت شیخ موصوف	۱۲۶	۱۲۶	تصویر حضرت امیر سید حسینی علیه الرحمة	۱۲۶	۱۲۶	تصویر حضرت مولانا موصوف	۱۲۶
۲۷	و شیخ صدر الدین معشوق	۱۲۸	۱۲۸	لویان -	۱۲۸	۱۲۸	تصویر حضرت مولانا موصوف	۱۲۸
۲۸	آنحضرت -	۱۲۸	۱۲۸	ذکر حضرت شیخ محمود شستری	۱۲۸	۱۲۸	ذکر حضرت امیر سید شریف	۱۲۸
۲۹	ذکر حضرت شمس تبریز علیه الرحمة	۱۳۰	۱۳۰	تصویر حضرت شیخ موصوف مع	۱۳۰	۱۳۰	علیه الرحمة -	۱۳۰
۳۰	تصویر حضرت شمس تبریز با جلال	۱۳۰	۱۳۰	معشوق -	۱۳۰	۱۳۰	تصویر حضرت امیر سید شریف	۱۳۰
۳۱	معشوق -	۱۳۱	۱۳۱	ذکر حضرت امیر خسرو دهلوی	۱۳۱	۱۳۱	علیه الرحمة -	۱۳۱
۳۲	ذکر حضرت نجم الدین رازی	۱۳۱	۱۳۱	رحمة الله علیه	۱۳۱	۱۳۱	ذکر حضرت مولانا محمد شیرین	۱۳۱
۳۳	رحمة الله علیه	۱۳۲	۱۳۲	تصویر حضرت امیر و شاه علاء الدین	۱۳۲	۱۳۲	علیه الرحمة -	۱۳۲
۳۴	تصویر حضرت موصوف با جلال	۱۳۲	۱۳۲	فیروز شاه و حسن معشوق امیر	۱۳۲	۱۳۲	تصویر حضرت محمد رح -	۱۳۲
۳۵	زرگر -	۱۳۲	۱۳۲	ذکر حضرت سلطان حسین اخلاطی	۱۳۲	۱۳۲	حضرت شیخ کمال غفاری	۱۳۲
۳۶	ذکر حضرت شیخ سیف الدین باقر	۱۳۳	۱۳۳	رحمة الله علیه	۱۳۳	۱۳۳	تصویر حضرت شیخ محمد رح -	۱۳۳
۳۷	رحمة الله علیه	۱۳۳	۱۳۳	تصویر حضرت موصوف مع معشوق	۱۳۳	۱۳۳	ذکر حضرت امیر مخوم علیه الرحمة	۱۳۳
۳۸	تصویر حضرت شیخ مع بادشاه	۱۳۴	۱۳۴	ذکر حضرت امیر سید علی مهدانی	۱۳۴	۱۳۴	تصویر حضرت امیر موصوف -	۱۳۴
۳۹	بنجارا که عاشق وی بودند	۱۳۵	۱۳۵	رحمة الله علیه	۱۳۵	۱۳۵	ذکر حضرت خواجه ابوالوفاء رشتی	۱۳۵
۴۰	ذکر حضرت شیخ عزیز نسفی رح	۱۳۶	۱۳۶	تصویر حضرت موصوف	۱۳۶	۱۳۶	علیه -	۱۳۶
۴۱	تصویر حضرت شیخ و پسر کی از	۱۳۶	۱۳۶	ذکر حضرت خواجه بهار الدین نقشبند	۱۳۶	۱۳۶	تصویر حضرت خواجه و جوان	۱۳۶
۴۲	امرای معشوق آنحضرت -	۱۳۶	۱۳۶	رحمة الله علیه	۱۳۶	۱۳۶	چنگی -	۱۳۶
۴۳	ذکر حضرت مولانا جلال الدین محمد	۱۳۷	۱۳۷	تصویر حضرت خواجه محمد رح -	۱۳۷	۱۳۷	ذکر حضرت قائم الانوار علیه الرحمة	۱۳۷
۴۴	رحمة الله علیه -	۱۳۸	۱۳۸	ذکر حضرت محمود پور یار معلوان	۱۳۸	۱۳۸	تصویر حضرت موصوف -	۱۳۸
۴۵	تصویر حضرت مولانا محمد رح و	۱۳۹	۱۳۹	رحمة الله علیه	۱۳۹	۱۳۹	ذکر حضرت امیر سید عطاء الدین	۱۳۹
۴۶	جوان در کوب معشوق آنحضرت	۱۳۹	۱۳۹	تصویر حضرت موصوف و کشتی گیری	۱۳۹	۱۳۹	رحمة الله علیه -	۱۳۹
۴۷	ذکر حضرت شیخ فخر الدین عراقی	۱۴۰	۱۴۰	بهلولان دیگر -	۱۴۰	۱۴۰	تصویر حضرت گشتی حضرت موصوف	۱۴۰
۴۸	رحمة الله علیه	۱۴۰	۱۴۰	ذکر حضرت مولانا لطف الله	۱۴۰	۱۴۰	ذکر حضرت مولانا حسین خوارزمی	۱۴۰
۴۹	تصویر حضرت شیخ موصوف و	۱۴۱	۱۴۱	یشاپوری رح	۱۴۱	۱۴۱	تصویر حضرت مولانا موصوف	۱۴۱
۵۰	قلندریه معشوق آنحضرت -	۱۴۲	۱۴۲	تصویر حضرت مولانا موصوف	۱۴۲	۱۴۲	ذکر حضرت مولانا شرف الدین علی	۱۴۲
۵۱	ذکر حضرت شیخ مصلح الدین سکه	۱۴۳	۱۴۳	و جوان رعنا -	۱۴۳	۱۴۳	رحمة الله علیه	۱۴۳
۵۲	شیرازی علیه الرحمة -	۱۴۳	۱۴۳	ذکر حضرت خواجه شمس الدین	۱۴۳	۱۴۳	تصویر حضرت مولانا موصوف	۱۴۳
۵۳	تصویر حضرت شیخ و خواجه بهار الدین	۱۴۳	۱۴۳	محمد حافظ شیرازی رح	۱۴۳	۱۴۳	ذکر حضرت امیر سید حکیمی علیه الرحمة	۱۴۳

صفحه	مجله	عبارت	صفحه	مجله	عبارت	صفحه	مجله
۱۶۹	مجله	تصویر حضرت امیر سید مکی و	۲۰۳	مجله	تصویر حضرت قیس و سیلی -	۲۳۸	مجله
		خواجہ علی معشوق انصاری -	۲۰۶	مجله	تصویر حضرت خسرو شاه -	۲۴۰	
		تصویر حضرت شیخ زاده مراد -	۲۱۰		تصویر حضرت خسرو شاه مع -		
۱۷۰		تصویر حضرت شیخ موصوف -			معشوقه -		
۱۷۱	مجله	تصویر حضرت مولانا محمد تابا و گانی -	۲۱۱	مجله	تصویر حضرت سلطان محمود -		
۱۷۲		تصویر مولانا می موصوف و	۲۱۳		تصویر حضرت سلطان محمود و ابی -	۲۴۲	
		درویش محمد نائی معشوق شغرت -	۲۱۶	مجله	تصویر حضرت سلطان جلال الدین -	۲۴۳	
۱۷۳	مجله	تصویر حضرت خواجہ عبدالعزیز -			اکبر شاه -	۲۴۵	
		تصویر حضرت خواجہ موصوف -	۲۱۷		تصویر حضرت سلطان سابق الملک -	۲۴۶	
۱۷۷	مجله	تصویر حضرت مولانا محمد الرحمن جانی -	۲۲۰	مجله	تصویر حضرت سلطان محمد شاه -	۲۴۷	
		علیه الرحمة -	۲۲۲		تصویر حضرت سلطان موصوف -	۲۴۹	
۱۸۰		تصویر حضرت مولانا می موصوف -	۲۲۳	مجله	تصویر حضرت ابوالنظر امیر سید -	۲۵۱	
۱۸۱	مجله	تصویر حضرت سلطان بسط ابراهیم -			اسمعیل کیلیکی -		
		علیها السلام -	۲۲۴		تصویر حضرت امیر موصوف -		
۱۸۳		تصویر حضرت موصوف -	۲۲۵	مجله	تصویر حضرت سلطان مسعود -	۲۵۱	
۱۸۸	مجله	تصویر حضرت خاقان قیصر بهت جیشید -	۲۲۸	مجله	تصویر حضرت سجن ملک شاه -	۲۶۰	
		خورشید اتران شور و غوغا و القریب -	۲۳۱		تصویر حضرت موصوف -	۲۶۳	
۱۹۲		تصویر حضرت خاقان قیصر بهت -	۲۳۲	مجله	تصویر حضرت ابوالفتح ابراهیم سلطان -		
		وقت معرکه -	۲۳۴		تصویر حضرت سلطان موصوف -		
۱۹۴	مجله	تصویر حضرت فراد -	۲۳۵	مجله	تصویر حضرت بابر شاه -		
۱۹۸		تصویر حضرت فراد و شیرین -	۲۳۶	مجله	تصویر حضرت جهان شاه شاهزاده -		
۲۰۰	مجله	تصویر حضرت قیس عامری -	۲۳۷		تصویر حضرت شاهزاده موصوف -		
میزان کل مجالس		۴۵	میزان کل قصاید		۴۴		



تهیید بلاغت تشیید عمدة البلاغاز بدة الفصحاد بیر الانشا
منشی محمد ظیر الدین خان بجا و متخلص بظہیر غفرہ اللہ تقدیر
بسم اللہ و بالہ و خیر الاسماء

فَبِصَحَّاحَاتِ الَّذِي يَبِيدُ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
بحون امده الملك المستعان این کتاب عجیب از عجائب قدرت الہی از قبیل نعمت
شاملہ عامہ الہی بواسطہ مطبع وقف عام میشود و بحکم تقدیر اصل نسخہ بیاض اول
مسودہ مصنف کتاب بدولت کسرو انکسار انقلابات لکنو از خزائن مخفیہ سلطین
اودہ بدست اہل مطبع افتاد کہ در چنین فیض عام الہی بخل رود و اشتن و تنہا مستند
بودن رود و انمود مؤلف کتاب صاحب دل اہل معنی امیر سلطان حسین نبیرہ شنشہ
بہفت اقلیم سلطان البر و البحر پادشاہ اولو العزم کہ بعد سکنہ رن و القرمین جزا و
نشان ندادہ اند یعنی حضرت صاحبقران امیر تیمور گورکان سلطان ابن سلطان
خاقان بن الخاقان بودہ است جد امجد مصنف کتاب حضرت امیر تیمور کہ ہمین
سلطان عالم صوری بود مگر از مذاق کلام مؤلف کتاب یافتہ میشود کہ سلطنت
معنوی ہم با سلطنت صوری جمع داشت نام کتاب

مجالس العشاق

لطف مضامین کتاب کہ وجدانی و روحانی است از ولایت ناطقہ و اقلیم خامہ

بیرونست مابین کتاب از آخر تقریظ ظهیر که آخر کتاب هست واضح می تواند شد
جان سخن نیست که عشق و عقل هر دو از ازل متضاد افتاده که گفته اند فرد

عشق و رآمد ز در گفت سلام علیک	عقل برآمد ز سر گفت سلام علیک
-------------------------------	------------------------------

پس درین صورت عقل و عشق هر دو با هم دیگر جمع نمی توانند شد و این خود معلوم
و ظاهر است که شرف و فضیلت و ترجیح و تسلط و تصرف و ملکیت نوع بشر بر همه بیا
و تمام مخلوقات محض بدولت عقل است و همین عقل عین شریعت و شان انست
است هر گاه در بارگاه حضرت عشق عقل را بار نماند انسانیت و آدمیت و شریعت
که از لوازم عقل انسانیت کجا باقی ماند که مرفوع القلم می شود و تکالیف شرعی
از وسط قطع میشود و در زمره مجانین و دیوانگان از بهائم بیش نمی ماند و شان حضرت
عشق اینست که آنچه ناعق رساند آن عشق است و دران بارگاه کبریا هم این عقل
انسانی را با نیست که گفته اند

فرد

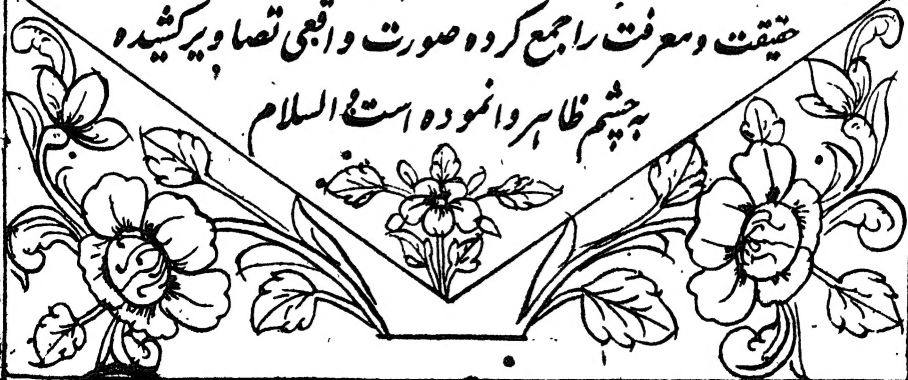
سند عقل در صحرای اولنگ	لباس محرم بر بالای اوتنگ
------------------------	--------------------------

زیرا که شعر

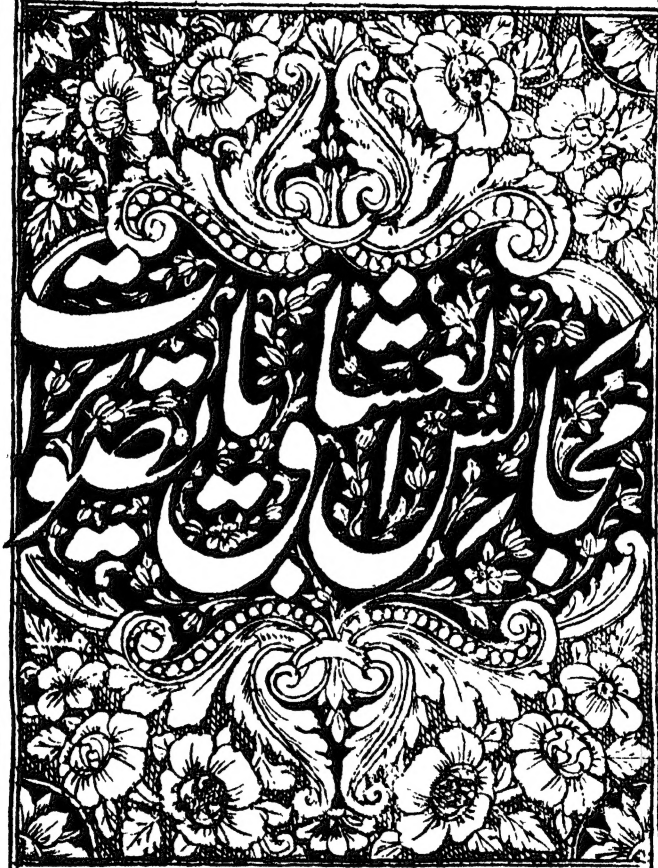
عقل انسانی پذیرای خطاست	آنچه در عقلت نیاید آن خداست
-------------------------	-----------------------------

پس درین کتاب کمال چنان کرده است که عقل و عشق و شریعت و طریقت و
حقیقت و معرفت را جمع کرده صورت واقعی تصاویر کشیده

به چشم ظاهر و انموده است السلام



عزیز شاه مجید کا فضل خاں زین العابدین



در طبع منشی نوک شویطی بن مطبوع بن



بسم الله الرحمن الرحيم

ای حبیبی که شعله لعلات خمنت هر جا چراغی برافروخت از آتش عشقت خانمانا سوخت و آس
بسید بلی که شعله آفتاب جالت هر کجا جلوه گر گردید ذرات کائنات از مهر رویش زیر و زبر گردید شعر

در ازل بر تو خست ز تجلی دم زد

عشق پیدا شد و آتش همه عالم زد

کجاست آینه که آفتاب صفت عکس پذیر نیست و کوسینه که آتش عشق تو اش در ضمیریت شعر

جسوه حسن تو کجاست که نیست

شیوه عشق تو که است که نیست

ای یک رُق از دفتر خست مجبوره گلهامی بهار و آسای مقامات معانی خوانت بر سر شاخی هزار نظم

ای گل جانم استبسم ز تو
چهره نمای مه خورشید فن
کرد بومی تو درین تیره خاک
دیده گلزار بد و دروشت
غنچه شاخ گلستان فروز
مجره گردان گلستان تست

بیل جانم استرغم ز تو
با دل خونین جگر سوخته
سینه چو پیراهن گل چاک خاک
در سر آتش سودا می تست
هر تو در باغ شده عود سوز
میتوزد و دل هر بلی

هر تو ای نافه کشای چمن
غنچه ز گل مشعل افروخته
لاله که آرایش این گلشن است
بر دل او داغ نمنا می تست
این گل رعنا که بتان تست
مشته نبفشه گر به بر گل

<p>در موسی دیدنت ای رشک خور موسی برآورده ز بانمش تمام گوش که سر حلقه این مجنست هر رمی از جرعه جامت جی آنکه سر عیش گشت عیش یافت از رونق دار اسلام ای دل بزمین فرضه بحر خون ماز کجا حسد و ثنا از کجا</p>	<p>آمده چشم از سر ز کس بدر دیده که آینه روشن لبست گوش برآورد از تو در زلفت ذکر همه گرچه شنای تو است فرش شدش طارم فیروزه فرش سر علم حمد بند آخته ما چو جانی و تو یک قطره خون بلکه قصورست بعجز اعتراف</p>	<p>گفته ز بس تو ذکر تو سون ام بر خیالات تو سر زلفت هر کف خاکی ز رهت آدمی حمد و شنای تو سزای تو است عالم سفلی که جهانست نام رایتی از عجز بر افراخته ما تو آهست زبان دعا رو من اینجا تو ازین پیش لا</p>
<p>پس چنانکه حمد و شنای تو مقبول تست صلوة و سلام در غرر رسول تست که مجمع البحرین صورت معنی و غنای قاف قاب قوسین او ادنی است ثنوی</p>		
<p>بحر و فا گوهر کان صفا بحر محیط از کف جودش کفی</p>	<p>شاه سر پرین الملک دل نه فلک از آتش قهرش نفی</p>	<p>دری برج فلک صفا هر منیر فلک آب و گل پایه معراج کین پایه اش</p>
<p>از سر عالم نشود سایه اش</p>	<p>همچنین ستایش آمرزش جناب اوست که لائق آل و صحاب است</p>	<p>پادشاهان عرصه ملکوت ماهر و یان احسنوا الحسنی حمد نیست صفت این شاهان</p>
<p>که نجوم سماوات و دلایت و موس مشارق نبوت اند ثنوی</p>	<p>شاهبازان قرب او ادنی رهبران خسره راه نجات ربنا عافا و ارحمنا</p>	<p>پادشاهان عرصه ملکوت ماهر و یان احسنوا الحسنی حمد نیست صفت این شاهان</p>
<p>شاهبازان قرب او ادنی رهبران خسره راه نجات ربنا عافا و ارحمنا</p>	<p>باده نوشان جام لم زلی ساکنان طریق صدق و صفا</p>	<p>پادشاهان عرصه ملکوت ماهر و یان احسنوا الحسنی حمد نیست صفت این شاهان</p>
<p>اما بعد چون ذوالجلال و الجلال را بکمال ان الدجیل سبب الجمال حسن بر کمال عشق و محبت جمال صفت ذاتیت و شمع حسن او هر جا نوعی دیگر برافزوده</p>	<p>اما بعد چون ذوالجلال و الجلال را بکمال ان الدجیل سبب الجمال حسن بر کمال عشق و محبت جمال صفت ذاتیت و شمع حسن او هر جا نوعی دیگر برافزوده</p>	<p>اما بعد چون ذوالجلال و الجلال را بکمال ان الدجیل سبب الجمال حسن بر کمال عشق و محبت جمال صفت ذاتیت و شمع حسن او هر جا نوعی دیگر برافزوده</p>
<p>و آتش عشقش هر کی را طود دیگر سوخته غزل نبشته ز لیخائی بر بسته خریداری وز روی تو در عالم هر رمی بدیواری</p>	<p>در مصر علم یوسف بر هر سر بازاری کامی بر سر بازاری صد خرقة بز ناری هر ذره ز غرر شیدت گویایمی انا الحقی</p>	<p>در مصر علم یوسف بر هر سر بازاری کامی بر سر بازاری صد خرقة بز ناری هر ذره ز غرر شیدت گویایمی انا الحقی</p>

<p>این طرفه که از یک خم هر یک ز منی مستند تناسب بر رخ حسن اوست که عالم را متصل</p>	<p>هر گوشه چو منصوری آویخته از داری وین نادره که یک گل در هر قدمی خاری</p>
<p>و اصل ساخته و تجاذب عشق او که قطره راعین بل من مزید و در گردن جان هر قطره رسیان</p>	<p>و اصل ساخته و تجاذب عشق او که قطره راعین بل من مزید و در گردن جان هر قطره رسیان</p>
<p>عاشق و معشوق و ساتی و سستی و صبا کیمیت مشهد و شمشاد و شاد و سولی و مولای کیمیت اسم اعظم در میان جمله اسمای کیمیت ز آنکه اندر ز شاه توجیه اسمای کیمیت مینماید در هزاران آنه اسمای کیمیت در حقیقت دلبر کیمیت بی همتای کیمیت گشت معلوم این زمان سر قندهار کیمیت</p>	<p>نخن اقب گفت یعنی قطره و در یک کیمیت ایکه دور افتاده از خویش اگر داری خبر گرچه عالم منظر همسایه خنی خد است مستی مطلق توئی دیگر خیالی بیش نیست حسن عالم گیر تو از بهر اظهار کمال با همه خوبان اگر چه حسن تو همراه بود اینهمه آشوب غوغا در جهان از عشق اوست</p>
<p>در کربلا دست مثل تقاطیس آهن و کاه و پیچاده از عشق اوست نبات است خواه در کوه و خواه در صحرا همچون درخت نرواده خرمادر سر هر که ام از عشق سوخت است و در دل هر یک از جنس خود نوعی هویت در وادی که حیوانیت در پی او سرگردانست بر اقیانوس براده کوبی درخشان اگر همه مثل نفاس است بوزینه از همان پر تور و شیطان عکس پذیر گشته آینه قلم</p>	<p>در کربلا دست مثل تقاطیس آهن و کاه و پیچاده از عشق اوست نبات است خواه در کوه و خواه در صحرا همچون درخت نرواده خرمادر سر هر که ام از عشق سوخت است و در دل هر یک از جنس خود نوعی هویت در وادی که حیوانیت در پی او سرگردانست بر اقیانوس براده کوبی درخشان اگر همه مثل نفاس است بوزینه از همان پر تور و شیطان عکس پذیر گشته آینه قلم</p>
<p>ز آسمان بر زمین و ز ذره تا خورشید کمال خود طلبت از خدای خود جاوید کمال حیوان انسان که اوست اصل نوید که اوست اصل مرادات و فخلص مهید گذشت قصر جلالت ز قیصر و جمشید</p>	<p>تعبیات جهان در میان بیم و امید همه بر غیبت خود در میان کون و فساد کمال خاک نبات و کمال او حیوان کمال انسان باشد بلوغ حضرت حق بقول قاسم اگر باز دانی این اسرار</p>
<p>آنچنانکه انسان در مراتب بر رخ شامل حسن کامل رومی آورده فتح القدس در وادی مقدس</p>	

آئی انا آمد از شجر نفس قدسیه او شنید هر جا که هست لعل روی تو لامع است مجموع در صحیفه انسان جامع است	گرد ویر سونات بود که صوامع است ذرات کائنات که آیات حق تست پس هر نظری که هست از روی عشقش
نیکنار که روی پوش شود از از دست که عاشق است که به معشوق هم آغوش کرد و با جلال خود را بنماید خواهد که هر زمان خود را بطوری دیگر بیاراید و بر سطح نقابی بکشد به منوی	
نکور و تاب ستوری ندارد که چون خرم شود فصل بهاران ترا چون معنی در خاطر افتد کنی ظاهر گفتن یا نوشتن برون زخمیه ز اقلیم تقدس بهر جا خاست از وی گفتگوی همه سبوحیان سبوح جویان بر آمد نعره سحان ذی الملک رخ خود شمع زان آتش برافروخت برون آورد نیلوفر سر از آب لب شیرین بشکر ریز بکشد ز لعلاراد مار از جان پر آورد بر پرده که مینی پر دگی است بهر اوست جازا کارانی هلا تا نطقه تا که نگه از و سر بر زده در تو نموده	به بندی در ز روزن سر بر آرد کند شق شقه گلریز خارا که در سلک معانی نادر افتد جو هر جا هست حقش تقاضا تجلی کرد بر آفاق و انفس از یک لعل بر ملک ملکیت شدند از بخودی سبوح گویان از آن آتش فروغی بر گل افتاد به رکاشانه صد پروانه راست ز نورش روغی پیش آراست دل از پروین بود و جان ز فدا جمال اوست هر جا جلوه کرد قصا جنبان هر لبر دگی است ولی که عاشق خوابان در بخت که از ما عاشقی و روی نکوی تویی آینه او آینه آرا
نظر کن لاله را در کو بهاران جمال خود کند زان آشکارا نیاری از خیال او که شتن نخستین خیش از حسن ازل تا ز بهر آینه نمود روی ملک سرگشته خود را چون فلک ز غواصان این بحر فلک ز گل شوری بجان بلبل افتاد ز نورش یافت بر خورشید کتاب به هر مویش ز مجنون خواست سر از جیب سه کفان بر آورد ز معشوقان عالم بسته پرده به عشق اوست دل بازندگانی اگر داند چگونه عاشق است که همچون نیکویی عشق ستود تویی پوشیده و او آشکارا	

چونیکو بگری آئینه هم است	نه تنها گنج او بچینه هم است	و چون محبت صفات خود در
--------------------------	-----------------------------	------------------------

آدمی پوشانیده پس بالضرورة میل خاطر بحسن و جمال شیوه اصلی او باشد و انجذاب باطن بجمال و کمال سیرت جلی او در هر مرتبه از مراتب وجود که جمالی بنظر او در اید و دل در آن بند و در شوق تعلیق

بدان پیوند و آفرین سامعه هر آوازی که بگوش او رسد بحکم مصرع	الاذن لعشيق قبل العین ایحیانا
یعنی گوش عاشق بشنودش از شمع ایحیانا در زرش افتد جامی	نه تنها عشق از دیدار خیزد

بسا کین دولت از گفتار خیزد	در آید جلوه حسن از ره گوش	زبان آرام بر باید ز دلش
----------------------------	---------------------------	-------------------------

چنانکه محرابین انشا خاک راه او یا سلطان حسین ابن سلطان منصور ابن بایقرا بن عمر شیخ بن تیمور

گور کارز ابدان بخنان واقع است بیت	از صدای سخن عشق ندیدم خوشتر
یا و گاری که درین گنبد دوار بماند	هر آئینه مدتهای بیان قصه عاشقان بیدل

و دین فجور ای سخن نقص عیدک حسن نقصن بها و حینا ایک هذا القرآن و ان کنت من قبله لمن

الغافلين و دل خلعان نمید و تا درین روزگار بچکر فرموده بیت	و از ادات شاعری که عشق می آید بگوش
---	------------------------------------

عشق میگویی بگو عقل میگویی خورش	آفتاب احتجاب از چهره مقصود بگشود از آرزوی این مجموعه را ترتیب
--------------------------------	---

کرد و صفت جنش را صفحه صفحه بگوید ملاحظت تدبیر نمود و نظم

درج کرده در دو قالی عشق	بود چون پر ز حرف عشق او را	جمع کرده در دو حقایق عشق
نمک جن تا به عشق آتینخت	روح در قالب تناسب بخت	نام کردش مجالس العشاق
حسن معنی بر پیهر شد	انا ملخ نشانه آنست	یوسف از حسن صورت انور شد
حسن صورتی و معنوی زاندم	جمع گوید و این زمان با هم	آن طلب کن که هر چه هست است
		و از طهر من لشمس است که بر آئینه

ضمیر منیر که از پر تو آفتاب غیب عکس پذیریت روشن خواهد بود که با مقتضای حی ذاتی اصلی یوسل

جلی اولی مقتضای انجام نمای کنت کنز انخفا فاجبت ان اعرف خلقت الخلق لا یعرف حقه

عزت عزت شانه و عظم بر بانه و در بستان انزل که بحکم اول ماخلق الله تعالی اعقل بیت نقش شدی

منور بدائع و رنگ آمیزی نقوش صنایع تا به ستیاری مهندس قضا و قدر و پیشکاری و ما امرنا

واحدة ملح بالبصره

لقمان شام را بی درز و دوز

علما پوشانده اند ز بخت روز

ز پیکر والا که وجود در عین خود آن ذات پاک بر آن جوهر تابناک انداخته و آن جوهر را که مستی
 بعقل سه صفت بخشیده که بسبب آنکه دوست میداشته که او را بشناسند آنرا از محض موهبت خود بدو
 ارزانی داشته یکی شناخت حضرت حق جل جلاله یکی شناخت دو یکی شناخت محکم معدوم بود و موجود شد
 ازان شناخت که تعلق بحق داشت حسن پدید آمد و آنرا جان آرای خوانند که عبارتست از تناسب
 و تجاذب بلکه روحیت و مبدء در قالب تناسب و ازان شناخت که تعلق بخود داشت عشق پدیدار
 که آنرا مهر گویند که بر خصلت میان عاشقی که اقتضای عشق است تعین و تنزل و میان معشوقیت که نفس
 تنز و عین تجلیست و ازان شناخت که تعلق به نبودن ظاهر شد که آنرا درد و اندوه خوانند که در
 عالم ظهور و انظار خلیفه عشق گشت و این هر سه صفت از یک اصلند بهر آنکه شلخ منشعب شده باشد
 سه برادرین که برادر هفت برمنصه خوبی میگویند در خود و نگر نیست خود را عظیم خوب یافت ناشتی
 در و پدید آمدنمی کرد چندین هزار ملک مقرب را حضرت عزت در میان آن تبسم که در نشاء او خلق
 گردید بود بیا فریغ عشق که برادر بیامیگست با حسن نسی داشت و چشم از نومی توانست گرفت علم حسن
 دائم اومی افراشت چون تبسم بدید شوری در وی افتاد مضطرب گردید و خواست که بخود اند
 در حرکت آید حزن که برادر کترست در او آویخت در آن آویزش حضرت حق آسان و زمین ایام فریغ
 چون آدم خلعت هستی در پوشانیدند و آوازه در ملائ اعلی افتاد که نقاش تقدیر پر کار بر تخته خاک
 نهاده و صورت زیبا سپید کرده اهل ملکوت را آرزوی دیدن او شد بر حسن که پادشاه آن بود و عرض
 کردند حسن گفت که اولی من بر کیت که بر پاسو ابفر دیت بر دم اگر مرا خوش آید انجا توقف نموده
 شما را طلب دارم چون حسن بشهرستان پیکر آدم رسید جامی خوش و مزه شگامی دلکش یافت
 که قابلیت آن دارد که هر چه خواهند در آن می توان ساخت و بسی رایات خوبی در بر میتوان
 افروخت فرو داد و ملک و وجود آدم را فرو گرفت چنانچه هیچ جامی را در شهرستان و جلاله از
 خود خالی نگذاشت شعر

جلوه کرد خوش یک ملک عشق شگفت

عینش شادین غیرت بر آدم

عشق چون از رفتن حسن خبر یافت برافقت حزن قصد ملازمت حسن کرد و اهل ملکوت چون شنیدند
شدند از عقب ایشان روان گشتند و عشق را بر هر خود ساختند سلطان وقت منصبی به هر یک از
اهل ملکوت تفویض فرموده و حسن را ناظر گردانید برایت حسن را بر دوش اسرافیل نهاد و جبرئیل
را قائم مقام عشق گردانید و غزالی را بجای حسن توابع ساخت بمیت

عقل میخواست که از آن شعله چراغ افروزد	برق غیرت بدخشید و عجمان بر هم زد
---------------------------------------	----------------------------------

چون بگریاس اساس بارگاه عالم پناه حسن رسید دیدند که طاقت سلطوت تجلیات حسن از
بیکبار و بر خاک نیاز نمی نمود و بزبان عجب گفتند بمیت

در ازل قبله جانها خسرو ابروی تو بود	رومی تو سوی دل و رومی دلم سوی تو بود
-------------------------------------	--------------------------------------

موضع حضرت آدم علیه السلام

ملک از نسبت آن سجده آدم میکرد	که گل قابلهش از خاک سر کوی تو بود
-------------------------------	-----------------------------------

فسجد الملائکه کلمه اجمعون الا ابلیس که از رومی عجب و پندار شکبار نمود و در زمین نفاق و سحر
بیت از شده مرغان ملک اینچنین

زن همه را آند و سر بر زمین	مدعی خواست که آید تماشاکه راز
----------------------------	-------------------------------

دست عیب آمد و بر سینه نامحرم زد

چون قامت قابلیت آدم بدین خلعت مزین گردید نیمه روز اینجا
که پانصد سال اینجا باشد و بهشت بیاید بعد از آنکه بعالمش فرستادند یک قول آنست که
ریشش بر آند و قول دیگر آنکه هرگز ریش بر نیارد اما قول اول بنا بر غلبه کردن طرف
کثرتش بر جانب وحدت محست چون آدم سر در نقاب عدم کشید حسن بخت بر بست و رو
بعالم خود نهاد و منتظری بود که کجا جای یابد که مستقر غرور اشاید چون دید بان او یوسف
را دید که چون آفتابی او مطلع جمال طالع گردید فی الحال بحسن ساینده حسن بخت بنزل او کشید

و بزبان عجب گفت بمیت	ای دل و دلدل از چونت یاتم	ومی گزیده یار چونت یافتم
----------------------	---------------------------	--------------------------

تو صبح مطلع حسنی من از هوای تو مستم	وز آفتاب جمالت من آفتاب پرستم
-------------------------------------	-------------------------------

سویا باغ چه حاجت کنونکه رومی تو دیدم

مرا از سر و چه خیزد کنونکه با تو نشستم

عشق و خزن احرام ملازمت حسن بختند و از راه دریای محیط علم کشتی طلب نشستن چون مطلوب
 رسیدن حسن را دیدند با یوسف نشسته و دوئی از میان ایشان رخت بر بسته چون عشق و خزن
 حلقه نیاز بر در آمدند زود از درون سرا پرده یار باز جواب استغنا و ناز نشنودند تا میسر
 باز گردیده روی به بیابان حیرت ننهادند و با یکدیگر گفتند که تا ما بودیم با حسن می گفتیم و شنیدیم
 اکنون که ما را بنحو ساخت و از نزد خود دور انداخت تدبیر نیست که هر یک بطرفی رویم و از
 روی ریاضت بحکم تاسف و آغوش سفری کنیم خزن رد بکنان بجران نهاد و عشق راه
 مصر جمعیت پیش گرفت خزن را راه نزدیک بود یک منزل بکنان رسید چون از شهر وارد
 خبر یعقوب شنید چون در خدمت او چند وقت بسر برد و خود را تمام بدو سپرد یعقوب را با او
 موافقتی تمام حاصل گشت سجاده صبر بنیخت و خزن را سجا و نشین ساخت خود در پهلوی او
 نشست و با نامرادی پوست دایم نقش سرور از لوح ضمیر میزد و دند و بدین ترانه مترنم

میو دند میت دیگران قرعه قسمت هم عیش زو	دل غمیده ما بود که هم بر غم شدیم و یعقوب
--	--

هر چه داشت به خزن داد اول سواد ملک ویده بنطوق و بهیضت عیناه من الحزن پیشکش کرد
 و صومعه از در ساخت و موطن عاشقان بلا کفر و نام آن صومعه بیت الا حزان نهاد و تولیت از او داد

بیتان سواد چشم مرا کرده قبول بشرطی	که جز خیال تو نوری درین سواد نباشد
بدروهای تو قاسم نهاد دل چکند چون	گدای کوی ترا غیر ازین نهاد نباشد

و از آنجانب عشق بقرار دیوانه وارد در هر وادی و کسار رسید و دید و دو منزل را یک منزل می کرد
 تا بمصر جمعیت رسید زلزله در مصر افتاد و مردم بهم برآمدند و از اطراف او درآمد هیچ جا آرام
 نگرفت. مقام ساخت نشان سرای عزیز پدید چون سراغ یافت اول بدر حجره رسید چون
 با طراف و جوانب نگاه کرد ناگاه نظرش بر منظر زینا افتاد دستار دید چون ماه شب چهارم
 از گوشه بام حجره برآمده که ام ماه و چه ستاره پری یکپرسی که فانی در وصف او گفته مقنونی

براف بخت خوبی آفتابی	بدندان در لب لعل ندایی	غلامان درش صاحب میزانی
----------------------	------------------------	------------------------

عشق چون از رفتن حسن خبر یافت برافقت حزن قصد ملازمت حسن کرد و اهل ملکوت چون او را
شدند از عقب ایشان روان گشتند و عشق را بر هر خود ساختند سلطان وقت منصبی به هر یک از
اهل ملکوت تفویض فرموده و حسن را ناظر گردانید و رایت حسن را بر دوش اسرافیل نهاد و جبرئیل
را قائم مقام عشق گردانید و غزرائیل را بجای حسن توابع ساخت بمیت

عقل سنجاست کزان شعله چراغ افروزد	برق غیرت بدرخشید و جبهان برهم زد
----------------------------------	----------------------------------

چون بگریاس اساس بارگاه عالم پناه حسن رسید دیدند که طاقت سطوت تجلیات حسن از
بیکبار و برخاک نیاز نمی نمود و بزبان عجب گفتند بمیت

در ازل قبله جاننا خسرم ابروی تو بود	رومی تو سومی دل و رومی دلم سومی تو بود
-------------------------------------	--

موضع حضرت آدم علیه السلام

ملک از نسبت آن سجده آدم میکرد	که گل قابله از خاک سرگومی تو بود
-------------------------------	----------------------------------

فسجد الملائکه کلمه اجمعون الا ابلیس که از روی عجب و پندار تشکبار نمود و در زمین نیتا بسجود
بیت از شده مرغان ملک ایچرا

دست عیب آمد و بر سینه نامحرم زد	چون قامت قابلیت آدم بدین خلعت مزین گردید نیمه روز اینجا
---------------------------------	---

که پانصد سال اینجا باشد و بشدت بیابید بعد از آنکه بعالمش فرستادند یک قول آنست که
بریشش برآمد و قول دیگر آنکه هرگز ریش بر نیارد و اما قول اول بنا بر غلبه کردن طرف
کثرش بر جانب وحدت صحت چون آدم سر در نقاب عدم کشید حسن نخت بر بست و رو
بعالم خود نهاد و منتظری بود که کجا جای یابد که مستقر غر او را شاید چون دید بان او یوسف
را دید که چون آفتابی او مطلع جمال طالع گردید فی الحال بحسن ساینده حسن نخت بمنزل او کشید

وزبان عجب گفت بمیت	ای دل و دله ارچونت یاقم	ومی گزیده یار چونت یاقم
--------------------	-------------------------	-------------------------

تو صبح مطلع حسنی من از هوا می تو مستم
مرا از سرو چه خیر و کنو کنه با تو نشستم

عشق و حزن احرام با نیت حسن بنهند و از راه دریای محیط علم کشتی طلب نشستن چون مطلوب
 رسیدن حسن را دیدند با یوسف نشسته و دوئی از میان ایشان رخت بر بسته چون عشق و حزن
 حلقه نیاز بر در امید زدند از درون سراپرده یار بار جواب استغنا و ناز نشنو دندنا میسند
 باز گردیده رویه بیابان حیرت نهادند و با یکدیگر گفتند که تا ما بودیم با حسن می گفتیم و میشنودیم
 اکنون که ما را نهجور ساخت و از نزد خود دور انداخت تدبیر نیست که هر یک بطرفی رویم و از
 روی ریاضت بحکم تسافر و تصحوا سفری کنیم حزن رو کبکغان هجران نهاد و عشق راه
 مصر جمعیت پیش گرفت حزن را راه نزدیک بود یک منزل کبکغان رسید چون از در شهر وارد
 خبر یعقوب شنید چون در خدمت او چند وقت بسر برد و خود را تمام بدو سپرد یعقوب را با او
 موافقتی تمام حاصل گشت بجاده صبر بنیداخت و حزن را هجاده نشین ساخت خود در پهلوی او
 نشست و با نامرادی پوست دایم نقش سرور از لوح ضمیر میزد و دند و بدین ترانه ترنم

میو دند میت دیگران قرعه قسمت هم عیش زدن	دل غمیده ما بود که هم بر غم ندیم به یعقوب
---	---

هر چه داشت به حزن داد اول سواد ملک دیده بنطوق و ابیضت عیناه من الحزن بشکیش کرد
 و صومعه از در ساخت و موطن عاشقان با کاشک دنام آن صومعه بیت الاحزان نهاد و تولیت از بدو داد

میتان سواد چشم مرا کرده قبول بشرطی	که جز خیال تو نوری درین سواد نباشد
بدر دمای تو قاسم نهاد دل چکند چون	گدای کوی ترا غیر ازین نهاد نباشد

و از آنجانب عشق بقرار دیوانه وارد در هر وادی و کسار رسید و بدو دو منزل را یک منزل می کرد
 تا بمصر جمعیت رسید زلزله در مصر افتاد و مردم بهم برآمدند و از اطراف او درآمدند هیچ جا آرام
 نگرفت و مقام ساخت نشان سرای عزیز پدید چون سراغ یافت اول بدر جبهه رسید چون
 با طراف و جوانب نگاه کرد ناگاه نظرش بر منظر زیبا افتاد دستاره دید چون ماه شب چهارم
 از گوشه بام حجه برآمده که ام ماه و چه ستاره پری یکپیری که فانی در وصف او گفته مثنوی

برایم سج خوبی آفتابی	بدندان در لب لعل ندایی	غلامان درش صاحب پیران
----------------------	------------------------	-----------------------

افدای راه او جان عزیزان
 گیم من تاشوم و صف اوئی
 خیالی می پریم با گفتگویش
 ز سرتاپای آن پاکیزه گوهر
 بدو زم از خیالی حلماش
 قدش شاخ گل از باغ فردوس
 بزیر بوی خفته اژدهائی
 ساش چشم پاکیزه ذاتی
 ز بیکو دین برفت و دل نیکو
 به فرق آن پری روی گل اندام
 نهاد او در میان فرق تارک
 بهرموئی از ان زلف رس ساز
 خیال خام خالش نقش بر آب
 دو ابرویش نشان قلاب تو سیر
 چو خط استوا بر چرخ بینی
 از ان بینی نشانی داد گلشن
 دو جان از یک گریبان بزده

بوصفش کی نمایم تیر سی من
 نمایم با خیالش گفتگوئی
 شده چون منظر تبلی السرائر
 گهی گیرم ز پایی و گاه از سر
 ز لعل از لعلم در یوزده گشت
 رخس در زیر ابرو ماه در قوس
 بلائی بود خود پیوسته ابرو
 ز سرتاپا منش آب حیاتی
 چو زاب خضر پرویز برآمد
 بهم پیوسته بودی کفر و اسلام
 فرو آویخته زان ریسمانها
 گر مشکین لباسی ریسمان باز
 بیخ هر گونه خال از شکناش
 ز باغ حسن هر شمشیر یک عین
 تو گوئی معجز شوق القمر بود
 که گشته زان نشان صد چشم روشن
 برین اوصاف آن هم صفا و ق

موس دارم خیال انگیزی من
 نگنجد در بیانها وصف پوش
 ز عکس او کنم روشن ضمائر
 چو معجز گیرم از سرتاپایش
 آشایم از لب او روزه گفت
 ز مویش ساختن ام بلائی
 بلائی گشته دیگر از سرمو
 ساش ساختن چون پرویز
 هزاران رشته جان بر سر آمد
 بدست حسن کرد و آزار تارک
 زهر مویش شده بر باد جانها
 جبینش قرص خورشید جهان تاب
 کواکب سوخته بر آفتابش
 بران رخسار چون خورشید بینی
 که در هر ساعت از گشت نمود
 ولی هم هست اینجا چیز دیگر
 درین ره عین معشوقست شوق

نظر زینما و نظر عشق بر یک خط شاعی واقع نمیت شد و نخواست سوخت این بود که پرده مویش
 میان عشق و زینجا حاصل شد و اگر نه دست از کار برد و کار از دست عشق چون آتش ناروئی
 و اثر مهر برنا صینه زینجا بید و لش فرو گرفت بایستاد و گفت ع
 تو خود حواله ما بوده ز روز نازل
 زینجا استفسار نمود که چه کسی و از کجای می آئی و کجا خواهی رفت و نام تو چیست و بیست

از کجا میرسی اید دست چنین شک لطیف	تجربا میروی ای یار بدین زیبا بی
گفت مردی سرگردانم کار خود جیران رباعی	
هر روز بنزلی و هر شب جانی	چون ز ورق افتاده به رویا
از سر چه بغیر دوست ناپروائی	و فی قصه طول انت طول
نه منزل و نه ما وائی	حال پامالان اده عشق بنزیری
القصه به نقد از بیت المقدس می آیم و در محله نامرادی وطن دارم و در چار سو می رسوائی	دکان داری میکنم و متاع و کاغذ همه نجست و محنت و غم و درد
هزار محنت درد و بلا و نامش یار	به طلب خانه براندازان میرم
یعنی که تر می طلبم خانه بخانه	که معکلف و یرم و که ساکن سجد
باشم عشقم خوانند و چون بحجم روم مهرم نمانند علی کل حال بقول حضرت قاسم الانوار نظم	
در عدم بگذار مارا بنجیبه	نام او را کیه و نام ما بهر
در بیابان فسا آواره	فی مبارک بنده فی مقبلی
من کیم سرشته بیچاره	هم ز دست خوشتن پادوگی
قصه من دور و دراز است ماسه برادر بودیم در ولایت یگانگی به ناز پرورده و روی نیاز زید	
چنانکه فرموده رباعی	استجا که زهر و کون آثار نبود
معو شوقه عشق و ما بهم میویدیم	در گوشه خلوتی که دیار نبود
بر لوح وجود نقش اغیار نبود	و با هم در دیرستان ان الله
بغنی عن العالمین هم سبق بودیم و هر چه داشتیم با هم در طبق داشتیم خشم من و ایم نکران حسن بود	
و این زمان نیز نظر من در عالم خیال بر حال اوست چنانکه خواجہ حافظ فرموده	
میت بر لوح دلم جز الف قامت دوست	چکرم حرف و گریه انداد استادم
قاسم الانوار ابیات	مانه امر و ز است که عشق و ولاد مینیم
سالم باشد کاین ساد می را بعلالم نیز نیم	آدن مارا بدین عالم گو مقصود چیست
روح قدس آورده و بر خاک آدم نیز نیم	هزاره بکتب میرفتیم و همراه بخانه می آیدیم
هذه از فرقت او میوزم و در حسرت آن روز نظم	من کیم تر تا باشم در کوی لیلی خانه

پهلوی مجنون کاشکے بودی مرادیرانه
بنیاد صبرم بر دل و دل در میان دیوانه
تاره نیساید در دلم اندیشه بیگانه
بگست پرخ آن رشته و انگند هر جادانه
گر دیده حال کو کهن در دور من افسانه
سوز دگر بر حال اور و ز می دل پروانه

چون هجر یارم و تنی در قصد جان نه چون کنم
پهلوی به پهلوی در تنم خواهد نشیند ناکش
چون عقد پر وین متصل بودیم بچند می بزم
مجنونم و پر خون کفن بر کند دل از جان تن
هرگز شبی آن شمع را دل بر فنامی خود نشت
دل ز لیلای عشق بسوخت و از نشیند

آخال آتشی در سینه اش بر افروخت از حال برادرش پرسید گفت یکبار آواز ده در وقت
ما افتاد که در عالم خاک کسی پیدا شده بود لعجب هم زمین سرت و هم آسمانی هم جسمانی و هم روحانی
من آن حال را بر من عرض کردم حسن رفت و آنجا قرار گرفت و ما را چون حد آن نبود که در
مقام او باشیم و کفین دل آدم با تش کردن مشغول شدم تا آدم زنده بود من کفین تابانی میکردم
و حمام بدن آدم به آتش من گرم میشد از خواب و سوز می بیدیدم تا آدم را بمن چندان نسبی
نبود هر چه داشت با جوانی داشت میل نام که سبق خدمتی بآدم میبودش و در بشت آدم را

شینه گندم او ساخته بود شعر
کاش بروی زرش وانه خالی باری

آنکه در خسلد بریش برآمد کار
آدم از عالم رفت و نوبت به یوسف رسید

چون حسن واقف گشت بهمان قاعده رفت و بهز انومی یوسف گردید و من و حسن از محبت
رفیقیم دیدیم که حسن از آن زیاده شده که بود مطلقا با التفات نبود بیت کردم سلام گرم و زخم بوسه بر
پیش التفات سوی من بتلاک کرد چون دیدم که هتغنامی او از آن زیاده است که ما را بخود را دیدیم

هر یک رو بطرفی کردیم در بیابان نهادیم بیت
باز شیم به خجالت پس سر خاریدیم
هرگز نهوای وصل تو از جان ما نرفت

چون بدیدیم که وصل تو بامی نرسد
و مع هذا چنانکه قاسم فرموده بیت
سودای سلطنت ز سر این که از نرفت

عزیز کبکان رفت و من بانیخا آدم ز لیلای چون این حکایت شنید خانه دل را به عشق پروانه

و عشق را گرامی تر از جان خود ساخت و گفت بیت ما و این عشق دل افروز که جان در جانیم	
با خود دارد دست چه گوئیم که عین آنیم	تا آنجا که حضرت یوسف بمصر آمد و نقابا
عزت بکشد و آتش در صراقتا و خبر به زلیخا رسید و عشق نیز نشنید عشق چون مدتی بود که حسن	
جدا افتاده بود و در فراق او چو کیمیا کشیده و یوانه اگر بیان زلیخا بگرفت و او را بتماشای یوسف	
کشید فریاد از نهاد زلیخا برآید و این بیت سلمان خواند بیت یار برنجیز لطف باز مرا می کشد	
در پی او میردم تا بجای میکشد	هشتم زلیخا چون بر جمال یوسف افتاد از زبان عرائی گفت بیت
همه جمال تو بنیم چو دیده باز کنم	همه شراب تو نوشتم چو لب فرا کنم
حدیث عشق تو گویم سخن بر از کنم	قاسم الانوار بیت
که در جمال تو سر دیده تماشا هست	خواست تا پیش رو و پای دلش بسنگ حیرت درآمد و از جا
صبر بلغزید و بر خاک مذلت بیافتی افتاد بدین ترانه ترسم گردید که	
جان علوی هوس چاه زرخندان تو داشت	دست در حلقه آن لطف خم اندر خم زد
حافظ آرزو ز طرب نامه عشق تو نوشت	که قلم بر سر اسباب دل خرم زد
چون نظر دیگرش بر روی یوسف افتاد برق حسن بدخشید و به سوید ای دلش رسید یکبارگی	
سودائی گشت و این مطلع رشید و طوطا را خواند که بیت تا تو بر برگ سمن نقطه سودا زده	
در سوید ای دلم آتش سودا زده نظر بر جمال یوسف دوخت پروانه و از بر شمع خسارش بخت	
این مطلع اسیر منی را بعرض حسن رسانید که بیت	شمعی درون سینه زد دل بر فرو خستم
هر چه خیز عشق تو دیدم بسو خستم	و این غزل را بر عشق خواند غزل
در بزم غم پروانه کس دیده چون من سوخته	در خاک خون گردیده جان رفته و تن سوخته
مجنون عشقم تو دودل گردیده بر سر موی من	برق غم لیلی و شمع زاندم که دامن سوخته
نما کاشته در باغ دل دهبان غم تخم امید	کس همچو من بیجای صلی کم دیده خرمن سوخته
از سوزن مرغان خود گیرم که دوزم سینه	و چون کنم با چاک دل چون جایی زن سوخته

از دست بیدار خزان و زور بد عهدهی دهر	دل لاله را در بزم گل بر حال گلشن سوخته
در سینه ات گرا نگر می یابی فانی دل گم	دیوانه بیچاره در کنج گلشن سوخته

چون یوسف عزیز مصر شد و خبر کینعان رسید یعقوب و فرزندان با خزان راه مصر جمعیت پیش گرفتند چون به یوسف رسیدند و آن خورشید چشید بهت را بر تحت سلطنت حسن تکیه زده بدین عزیز می بدیدند همه روی بر زمین نهادند حضرت یوسف گفت این تاویل آن خواب است که دیده بودیم که یا ابنت انی رأیت احد عشر کوبا و اشمس القمر ایتیم لی ساچه ین در همان حضرت یوسف از یعقوب پرسید که عشق چه کس است و خزن کیست چون میدانست که در فراق او عشق و خزن با جان یعقوب چه کرده اند یعقوب در جواب یوسف تا حال خود را بدلات التزامی اعلام یوسف کند گفت عشق بر عشقه است و آن گیاهی است که عشق پچاش گویند که در باغ پیداید و بر درخت پیچد و جمله درخت را فرو گیرد و چنانش به فشار که غم در شاخ و برگ درخت نماند و هر غذائی که بواسطه آب هوا بدخت میرسد بتاراج برود و او را خشک گردانند

عشق ما را کرد خالی خود بجای داشت	پرسدیم از عشق حق فی مغرماند اینجا نه پست
----------------------------------	--

همچنان در عالم بشریت در حقیقت مقصود لغامه که آن بجبهه اقلب پیوسته که از زمین ملکوت برآمده و این جبهه اقلب دانه است که باغبان ازل و ابد از انبار خانه الارواح جنود مجنده در باغ ملکوت قل الروح من امر ربی نشانده و بخود می خود پرورش آن داده که قلوب اعباد بین الاصبعین من اصابع الرحمن بقلوبها کیف یشار و دآب علم و من المار کل شیء حی باسیم ان لکم فی ایام و هر کم نفحات از زمین بین الله بدین حیه اقلب میرسد و صد هزار شاخ و برگ و حانی از دوسر میزند و نجوای انی لا تجلس الرحمن من جانب الیمین عاشقان استشاق در و احوال آن نسایب مینایند که الاقرضوا الما طیت تا محله گفت بر دست صبا

ازین آمد من بوی خدا	بوی جان می آید از با و صبا این بوی چه پست
شک این حد نباشد نکمت کیسوی اوست	چسیت بود و وقف شدن از سر محبوب ازل

آنکه چون آئینه با ذرات عالم رو بروست	و آن جبهه اقلب که آزا کلمه طیبه خواند
بعد ازان تربیت شجره طیبه میکرد و موسی در وادی مقدس طومی ازان شجره نفس قدسیه در کوه طور صدامی انی انا الله میشنو و ازان شجره در عالم کون و فساد عکسی افتاده و بطل موسوم شده و ما در بدن میخوانند و درخت منتصب القامه میگوبند و چون این درخت بالیدن آغاز کند و به نشو و نما در آید عشقه عشق سر از گوشه بر آورد و در وی سجده و تمسکیت در و نگذارد و چندی آنکه پنج او بسته شود آن درخت در تر گرد و ازینجاست که امام احمد غزالی گفته	
رویم چو بدیز در آن سبز نگار	گفتا که دگر بوسلم امید مدار
توزنگ خزان اری و ما زنگبار	پس آن عشق هم در خانه زلیخا و هم در خانه یوسف برای خود
سنازل ساخت هم آنجا میبود و هم اینجا و امکان از که بی عشق مجاز کسی تحقیق رسد که البماز قطره الحقیقه و عشق و طبع موزون لازم نشاء و ولایت است و حکم و ما علناه اشعر و یانی له انبیا چون صاحبان تکمین اند و شعر گفتن اظهار عشق کردن چون در مقام تمویین است لایق شان آنبیا نیست بد آنجت حضرت ق تعلیم رسل نکرده آنکه بران قادر بودند پس آن عشق ظاهر که از انشای زلیخا سر بر زده بود عکس عشق یوسف بوده باشد حضرت ج	
بمعشوقی بر آمد آخرش نام	که آمد در طریق عشق صادق
حضرت مولوی مخومی	هر که او در عشق صادق آمده
حضرت عطار	آنکه عاشق دیدیش معشوق دان
لیک عشق عاشقان تن نه کند	عشق معشوقان خوش فری کند
آن جن عالم افروز زلیخا حکم این بیت شیخ عراقی که طبعیت	
بر به خلق جهان کرده در نفس از	یوسف را در خانه برود و در بامست و بفرغت خاطر وی برود
نوبت حضرت جامی	در و جز عاشق و معشوق کس
رخ معشوق در پیرایه ناز	گر زنده شمع و سید عیس
دل عاشق سرود و عشق پراز	
هوس را عرصه میدان کشاد	

طمع را آتش اندر جان فدا ده
به شیرین کتمایی دلپذیرش
به آب دیده گفت آن سر قدرا
ولی یوسف نظر با خویش میدا
مستور دید با او صورت خویش
از انصوت و ان صرف نظر کرد
بهم آن هر دو گلر خسار دیدی
زینجا زان نظر شد تازه امید
ز چشمم دل بخوبناری درآمد
بحق آن خدائی بر تو سوگند
به ذیبا پوش سر و جامه بهت
به مشکین نقطه ات بر رو گلرنگ
به استغایت از بود و نبودم
بدل عمریت تا داغ تو دارم
به بومی رونق باغ و لم شو
جوابش داد یوسف کاپی برادر
بسا دیر آ که خوشتر باشد از زود
ز شو قم جان رسید بر لب مرو
که با وقت دگر اندازم اینکار
مراد خشک فی آتش فدا ده آ
بیا بر آتش من یکدم آبی

زینجا دیده و دل مست جانان
خرمان بر دنا پائی سر پیش
که ای گلخ بروی من نظر کن
ز هم قننه سرور پیش میدشت
زویبا و حجریر افکنده بستر
نظر گاه خود از جامی دگر کرد
فرودش نیل ازان سومی زینجا
که تا بد بروی آن تابنده خورشید
که اسی خود کام کام من و کن
که باشد بر خداوندان خداؤ
بان موی که میگویی میانش
بشیرین خنده ات از غنچه تنگ
که بر حال من بیدل بجشا
هوای بویی از باغ تو دارم
ز قحط جبر تو بس نا توانم
که ناید با تو از حور و پری یاد
زینجا گفت که تشنه مجتاب
نیارم صبر کردن تا شب امروز
زبان در بند دیگر زین خرافات
ترا با آتش من خوش فدا ده آ
من بر بروی کارم دست دلا

نداده دست خود بر بهت جانان
ببالای سر ری افکنده خود را
بچشم لطف سویی من نظر کن
به فرش خانه سر افکنده پیش
گرفته یکدگر راتنگ در بر
اگر در را و گره دیوار دیدی
نظر بکشا و بر روی زینجا
به آه و ناله و زاری درآمد
بوصل خویش در و مراد و کن
بجاء و زنگس مردم فریت
به آن سری که منجوانی دناش
به استیلا می عشقت بر وجودم
ز کار مشکلم این عقده بکشا
زمانی مرهم داغ و لم شو
بخش از خوان صلت تو بت جانم
مکن تعجیل در تحصیل مقصود
که اندازد بفر داغ و رون آب
کی آن طاقت مرا آید بدیدار
بجنب از جا که فی التا خیر آفت
ازین آتش چو دوم تپست
که خواهم کشت از دست تو خود را

بشیرت دستم اندر گردن آویز بود خون منت مالی بگردن روان میخواست گیردش دست شاد از هر دمی راه گریز اشارت کردش گویی بگشت بدو در آخرین درگاه پیوست	و گرنه برش از بنجیرتینه زینجا در تقاضا گرم و پیوست گر یوسف برکشاید برده است بهر در کادی بی درکشائی کلیدی بود به فتح درشت پی باز آمدن دهن کشیدش	نیاری دست اگر بگردن انمی انگشت اسباب توفیق بجست از پیش و شد بر گامش پریدی قفل جانی پره جانی زینجا چون بدید این از عجبست ز سومی پشت پیرهن دریدش
---	---	---



زینجا دهن یوسف گرفته بر زمین افتاد و زبان به زاری بگشاد و این مطلع فغانی را خواند		
دستم نمیرسد که در آرم بگنجد	دست من شکسته مسکین منو	چو غمزل
در خاک نامرادی افتاده ام بدین دوز	در دل نگر د اثر هم آن یار بی وفارا	رحمی جانانه ادر صبر می از دونه مارا

هر چند خون ل را در گوشه با بوشم
بر خاک راه گنبد زینسان قضایم آخر
معلوم شد که جز مرگ امروز چاره نیست

هر دیده کند باز حال من آشکارا
می بود و بی وفائی هم نقد رخصت را
با دواغ او فدا کی عشاق بی نوارا

حضرت جامه
زنان مصر از آن آگاه گشتند
زبان سر زش بروی کشاؤ
چنان دوزخ جانش جا گرفت
که رود بر بند خویش آمد اورا
همان پیش چشم او نگو نیست
ز ما دیگر کجاست تخلصی
روان فرمود حشبی ساز کردند
هزارش ناز و نعمت در میان
بیک کف کر لکی در کار خود تیز
پی صفر ایان در مان نافع
چما دارید زینسان تلخ کام
بدیدارش مرا معذور دارید
همه گفتند که هر گفتگوئی
کشد بر فرق ما از ناز و امان
زینجا دایه را سوسویش فرستاد
به پیش قد رعنا می تو افقیم
بپای خود زینجا سومی او شد

زینجا چون بگفت آن گل راز
ملاست را و انگاه گشتند
که شد فارغ ز هر سنگی و نامی
که دست از دینش اگر گشت
عجب تب کان غلام از روی گفت
از از و خاطرش میل است
زینجا چون شنید این دلتاز
زنان مصر آواز کردند
نهاد از طبع جیلت ساز پرف
بدید کف ترنجی شادی انگیز
بدیشان گفت پس کامی نازنینان
به طعن عشق عبه رانی غلامم
اجازت گر بود آرم بر و نش
بجز و می نیست ما را آرزوی
بریدن بی خرس نیکو نیاید
که بگذر سومی ما می سر آزاد
بقول دایه یوسف بر نیامد
در آن کاشانه همز نومی او شد

جهانی شد طبعش لبسب آواز
به هر نیک و بدش در پی قنار
دلش مفتون عبرانی غلامی
عجب گمراهی پیش آمد اورا
ز دوسازی و همایش دوست
گر آن دلبر گهی با ما شسته
فضیحت هست آن ناز تازا
چه حشبی بزنگاه خسروانه
ترنج و کز لکات دست هرن
ترنج رنگ او صفرا می فاقع
به بزم نیکوئی بالانشینان
اگر دیده زومی پر نور دارید
بدین اندیشه کردم رهنوش
بفرماتارون آید خرامان
نمی برد کس تا او نیاید
برون نه پاکه در پایی تو افقیم
چو گل افسون او خوش بر نیامد
بزار می گفت کامی نور دودید

تسای دل محنت کشید و
 فتادم در زبان مردم از تو
 بنزدیک تو بس بی اعتبارم
 شد از انقباس آن فسونگر گم
 چو سرو از حله سبزش بیارت
 میانش را که بامو همبری بود
 زهر جوهر پیرانش لطف ظاهر
 ردائی از نصب کرده حامل
 کینری از پیش زرش عصابه
 بد انسان هر که دیدش چاکست
 که از هر صف کاندیشم فرو نود
 زمان مصرکان گلزار دیدند
 زمام اختیار از دست شان رفت
 چه هر یک اودان دیدار دیدن
 تنج اوجاب جوی خون شد
 بدل حرف فامی اورقم کرد
 چو دیدندش که جزو الامکت
 کز ویم سز شمسار نشانه
 بخلوت محمان با هم نشینند
 ز شاخ عیش گلهامی ربودند

ز خود کردی نخست امید دارم
 شدم رسوای میان مردم از تو
 مده زین خواری و بی اعتباری
 دل یوسف به بیرون آمدن نرم
 فرو آویخت گیسوی معنبر
 ز زرین منطقه زیور گری بود
 بیای نعلینه از در و گهر پر
 به تارش گره صدف صدل
 یکی طشتش کعب از نقره خام
 نخست از جان شیرین دست خود
 ز خلوتخانه آن گلج منفه
 ز گلزارش گل دیدار چیدند
 ز زیباشکل او حیران ماند
 تمناشه ترنج خود بریدن
 موضع یوسف و زلیخا
 یکی بر ساخت از کف صغیر سیم
 بر آمد بانگ از ایشان کین پیش

به نومیدی فتاد آخر قرارم
 گرفتیم آنکه در چشم تو خوارم
 ز خاتونان مصرم شمر ساری
 پی تزیین او چون باد برخت
 به پیش حله اش چون عنبر تر
 بسرتاج مرصع از جوهر
 بر دستانه دوال از رشته در
 بهتش داد زرین آفتابه
 بسان سایه اورا گام برگام
 نیارم بش ازین گفتن که چون بود
 برون آمد چو گلزار شکفته
 بیک دیدار کار از دست شان رفت
 ز حیرت چون تن بجان ماند
 از آن خون کوز انگشتان برود
 یکی از تیغ انگشتان قلم کرد
 کشیدش جدل از سرخی چو قیوم
 زلیخا گفت هست این آن گانه

چون مدتی برین حال گذشت عاقبت الام به حبس فرموده او
 برومی غیر مشکین پرده بستند
 بسی بر بزم شان سنبیل سمن تخت
 بسی با یکدیگر گزین گونه بودند
 مگر کی عاقبت بر بلع شان سخت

چون حضرت یوسف را فرمان رسید که از دار فناء بدر بقا پیوندد و درخت بر بندد و چنانکه هم او فرمایند

بگفت جبریل حاضر داشت بسی
روان سیب را بوسید جان او
زینجا گفت این شور و فغانست
بسوی تخته رو کرد از سر تخت
چو بشنید این سخن از دوشین رفت
زیوسف کرد اول پیش آغاز
زبان پر از نوای مینوایی
ز ظلم آسمان مظلومیمین
وفادار او فاداری زاین بود
که بیرون نماید الا ز گل من
همان بهتر که ز اینجا پر کشایم
برای خود عماری را بیا ساز
ندید آنجا نشان آن گوهر پاک
ز شک لعل در گوهر گرفتش
چو چشمان خود انگشتان در آورد
دو بادام سیاه بر خاکش افتاند

کوبان غله از آن میدشت نیری
چو یوسف از آن بوجان برآمد
پراز غوغا زمین و آسمانست
وداع کلبه تنگ جهان کرد
فروغ تیز پوشش از بدن رفت
جز این از وی خبر باز ندادند
بدو میگفت از داغ جدائی
بریدی از من و یادم نکردی
بیاران شیوه یاری زاین بود
نه جائی راه رفتن کرده ساز
بیک پروا کردن سویت آیم
بیک جنبش از آن اندوه خا
بجز خریشته از خاک نناک
چو درد و حسرتش از حد بردند
دو زگرش از زگر گدازان در آورد
بخاکش وی خون آلود نهاد

چو یوسف را بدست آن سیب نهاد
ز جان حاضران افغان برآمد
بدو گفتند کان شاه جوانخت
وطن بر او چو کاخ لاسکان کرد
ز فوط ضعف چون آمد بنجد باز
که همچون گنج در خاکش نهادند
بیای کام جان محرومیمین
بدید از خود شادم نکردی
عجب خاری شکستی در دل من
کز آنجا هیچگاه آید کسی باز
بگفت این و عماری دارا ساخت
بر عتگاه یوسف شد روان
ز رخسار چو زور زگر گرفتش
برسم خاک بوسی سرگون شد
چو آن سکین تا بوش جدا ماند
پسکینی زمین بوسید و جان داد

چون این واقعه پایله با حادثه یوسف و یعقوب انضمام یافت حدیث عمرایشان انتقام پیوست
حسن و عشق و خزن سرگردان و حیران ماندند و بجای اشک خون از دیدگان افشانند چنانکه

هم او فرموده نظم
بشتندش ز دیده شک باران

هر آن نوحه که بهر یوسف او کرد
چو برگ گل ز باران بهاران

همیکه دند آنا باد و صددرد
هر سه برادر کنج زاویه خفا

و بتناز کلیم او بار در سر کشیدند یکبار چنانکه صاحب گلشن قدس سر فرموده است نظم

ملاحات از جهان بی مثالی	در آمد هیچ رند لا ابالی	به شهرستان نیکوئی عطر زو
همه ترتیب عالم را بهم زد	خلقه و دبدبه عظیم در عالم افتاد	حسن و عشق و حزن از
زادیه خمول سر بیرون کردند	گرد و غبار آن کثرت و ازدحام اندکی کم شده بود و دیدند	که ملاحات با هزار شتمت اہت ہم بموجب فرموده مشارالیه نظم
گمی با لطف تیغ ابد است	چو در بخش ست گویندش حلا	چو در نطق ست گویندش فصاحت
نبی و شاه و درویش و توانگر	ہمہ در تحت حسن او خسر	حسن و عشق و حزن اورا
نمی شناختند ہر یک بتجہین قیاس سخنی میگفتند ناگاہ عشق را الهامی رسید و بسرحد ولا	ملاحات پی بردی شنیدم کہ آہستہ آہستہ با حزن می گفت ہم بموجب فرمودہ مشارالیه نظم	
درون جن و می نیکو آنست	نہ آن جنست نہا گوی آنست	جز از حق می نیاید لرزانی
کہ کس نیست شرکت در خدائی	از انزو می ہمہ سر بر قدم ملاحات نہادند و پیش او در زمین افتادند	و استند عالمودہ اورا بجانہ حسن فرود آوردند و خود را بنده وار بد و سپردند تا ہنگامی کہ بتبایز
صبح سعادت محمدی و آفتاب عالم تاب احمدی از افق عالم قدس لایع و طالع شدن	و ملاحات و عشق و حزن متوجہ سہر اوقات اجلال جلال آنحضرت گشتہ ملازم کرباس اساتر	شدند ہر کہ ام را در محلی لائق مقامی مقرر فرمودہ و نقش بیگانگی از لوح قابلیت ایشان
بزد و دتا ملاحات عین جن و عشق عین حزن گشت ظاہر ایشان باطن ایشان و باطن ایشان	ظاہر ایشان گردید ملاحات و منظر انبیای دیگر نہان بود و اینجا حیاں شد چہا نکہ قہم	فرمودہ است بیت
باہمہ انبیا آمدہ در خفا	ظاہر با مصطفیٰ خسرو عالم عشق	کوس ختمیت بر بام ذولتش فرو کو قنند و شامیانہ جمعیت بر سر بارگاہ شمش زدند و کتابہ ایوان
شاہنشاہش نوشتند غزل	ای کوس کبریای تو در لامکان زدہ	عشق بغیرت آمدہ و قہر مان شدہ
و می آتش سرای تو در ملک جان زدہ	حیران شد از لواہع اشراق آن جمال	آتش میان خرمن صاحب دلاں زدہ

<p>عقلی که در صفات تولد بیان زده چشمی به غمزه ره صد کاروان زده زان پس هزار نعره بامید آن زده تا در طریق عشق نباشم زیان زده تا از شراب شوق تو رطل گران زده</p>	<p>رویت ز لعل پیشه و کاروان شده ایک ناله زوز شوق دلم تیر غمزه خورد هر روز درد و سوز دلم را زیاده کن بر خاسته ز فکر جهان جان قاسمی هرگاه سیل حسن از شرق صبح سعادتش</p>
<p>روحی فدای اسی صنم لطیفی لقب کس نیست در جهان که ز حسنت عجب نماند هر کس نیافت جبرئه از جام وصل تو نزد لعل تو شبست سخت آفتاب چاشت رفتن بسیر طریق ادب نیست در بهت دل باد منزل غم و سر خاک متقدمت مطلوب جامی از طلبم گفته که چیست</p>	<p>طالع شدی و از برای تفاؤل از نصف آفتاب جمالش سوره و شمس بر آید بی مخاطب بخطاب ستطاب شد یا احمد گردیدی و از عالم قدس این حدیث شنیدی نظم آشوب ترک و شور عجم فتنه عرب ای در کمال حسن عجب تر ز هر عجب زین بزمگاه تشنه بگردفت و خشک لب واللیل و الضحی ست مرا و روز و شب ما عاشقیم و مست نیاید ز ما ادب کاین موجب شرف بود و مایه طرب مطلوب او همین که دهد جان درین طلب</p>
<p>در وقت آفتاب ملاحظت که آن معنی سنت و رامی حسن که بواسطه قلبه احکام و وحدت سلطنت اطلاق از ادراک عین بصیرت که مدرک خفیات اشیا است و بغایت باریک و نازک است و محقق آنرا جز بیده شود که بکمال وحدت حقیقی کتمحل باشد ادراک نتوان کرد و از افاق پیر سر جمال و ظل وحدت حقیقی آن حضرت بفرمای حدیث انا ملحق من یوسف بر آدمی من رانی فقد ربانی الحق و من لطف الرسول فقد اطاع الله بر خود خواندمی این مطلع حسن گفتی مطلع انا ملحق که حدیث تو در افواه انداخت</p>	<p>قصه یوسف مصری همه در چاه انداخت</p>
<p>و هر محل که قلم عشقش در تلاطم افتاد می روح القدس در صورت دجته اکلبی از برای تسکین او</p>	<p></p>

فرو دادی و مضمون آیت فادجی الی عبده ما اوجی بدو فرو دی آوردی و چون بازی گشتی



و آنحضرت از بخودی مقام لی مع الله وقت لایسعی فیه ملک مقرب

کلبینی یا جمیل میزدی

ولابی مرسل بخودی آمدی

و هر وقت طوفان لوح خون در جوش و خروش می افتادی ارضی یا بلال می گشتی
و هرگاه شجره نفس قدسیه اش از اصل طینت قابلیت وحدت جمعی او کما ظل وحدت
حقیقی هست ثمره حسن ملاحظت و عشق و حزن با هم برآوردی که شعری

محمد دارای قاسم ثمر مطلوب جان آمد

ولیکن مشهد موسی نظر اندر شجر کربن

و رشده ختمیت که معراج دلی فدا لی فغان قباب تو سین او ادنی ست التبیات الله گفتی
والسلام علیک یا انبی تنید می بر آئینه در انوقت جانب ظلمانی چراغ دلش را که بقا عده
کثرت منی گشته چون عین جانب روحانی نورانی او گردیده و تمام روح شده آئینه گیر

بود چنانکه عطار فرموده است

بیت

چو پشت آینه از تیر گه تن	ولی جان روی آینه ست روشن
چو پشت آینه چون روی گردد	یکی باشد اگر صد سومی گردد
محمد را چو جان تن بود و تن جان	سومی معراج شد با این و با آن

صاحب گلشن

ز خود هر دم ظهور سایه شد	که آن معراج دین را پایه شد
زمان خواجہ وقت استوا بود	که از هر ظل و ظلمت مصطفی بود
بنخط استوا بر قامت رست	ندارد سایه پیش و پس چپ و راست
بهست او چو شیطان شد مسلمان	بزیر پای او شد سایه پنهان
ندارد سایه کو دار و سیاهی	ز سه نور خدا ظل است

حضرت مولوی صاحب ثنوی میفرماید که دومی در سر میدان شمس تبریز که هنوز من اورا نمیشناختم خان مرا اگر سوال کرد که مرتبه محمدی بلند ترست یا مرتبه منصوری و بایزیدی مرا ازین سوال چنان آمد که دو دیباه از زمین برآمد و با همان رسید که اطباق سموات از هم فرو ریخت گفتم و پیشتر عجب سوالی میکنی محمد کجا منصور و بایزید کجا هیات هیات گفت پس چونست که یکی میگویی انا الحق و آن دگر میگویی سبحانی ما اعظم شانی و حضرت محمد میگویی که ما عفاک حق معرفتک و ما عبادناک حق عبادتک گفتم کاسه قابلیت منصوری و بایزیدی تنگ بود به اندک شرابی از سر بدر رفت و قلم قابلیت مصطفوی را گنجایش آن بود که از غمخانه فیوضات الهی

هر چند شرابا تا تناسلی ریخته می پر نشدی	قطره قاسم شد از شراب ازل مست لم یزل
بل من مزیدی زنده از جسد باقیات	یکه از بوی درخش غافل آمد
یکه از رنگ صافش ناقص آمد	یکه از نیم جسد گذشته صاف حق

یکه از یک صراحی کشته عاشق
 می و خنجرانه و ساقی و خسار
 نهی در یاد دل رند سرافراز
 منقبش بزبان شیخ عراقی میفراید
 ذرات کاینات اگر گشت منظر
 اشباح انس چیست نگه دار پیکرم
 کان کریم شمه از لطف گوهرم
 و پیش آفتاب ضمیمه منورم
 گر برده صفات خود از هم فرو درم
 آن آب چیست قطره از حوض کوثرم
 یک نفحه است از نفس روح پرورم
 در من بدن که مجمع بحرین اکبرم
 بل اسم اعظم بحقیقت چو بنگرم

یکه دیگر فر و پرده به یکبار
 مشیده جمله و مانده دهن باز
 از نیجاست که زبان هر بتیش در بیان
 خورشید آسمان ظهورم عجب مدار
 ارواح قدس چیست نمودار معینم
 بحر محیط رشم از فیض فاضلم
 از عوش تا بفرش همه ذره بود
 روشن شود ز روشنی ذات من جهان
 آبی که زنده گشت از و خضر جاودان
 دان دم که زو سیح همی مرده زنده کرد
 بحر ظهور و جبر بطون و قدم بهم
 فی الجمله منظر همه اسماست ذات من
 و چون عشق مجازی که عبارت از افراط

محبت است و آئینه نمایش عشق حقیقی است جز از حسی که ظاهر در منظر انسانی باشد که پرتو
 حق مطلق است صورت نه بند و خواه آن منظر وجه باشد یا دلبری عیدیم الیه نظم

گفت دلدار در آینه رخسار من
 خدای در دو جهان دوستدار صورت است

بجدا اینک می گفتش آرمی جدا
 بر غم که نظران بنده باش و کار خدا کن

و آئینه دل او موصوف است بهت لایعنی لایعنی و لاسالی و لکن سبغی قلب عبد المومن

که ام دل نظم	آن دل گوشت ناپروای دل	شد رستی غرقه در بای دل
آن دلی که ز آسمان برتر است	آن دلی که بر جان برتر است	هر آئینه جز بصورت حسن تام

که منظر انسانیت متفرق نگردد ز پر که نشاء عشق و محبت جز مناسبت نیست پس آئینه دل

انسانی را که محیط همه است لائق صورتی تواند بود که جامع جمیع مراتب حسن و کمال باشد
و اگر نیک نظر کنی خود بود که خود با خود عشق باز و با غیر سپرد از د

رباعیات

چشمش بگر که مست لبهای خود است
خود بین چو شوم نشست اگر بر چشمم
خود ساقی لعل فسخ افزای خود است
چون می بینم که در تماشای خود است

که همین عشق مجازی باشد که از غلبه صورت معشوق که آئینه جمال حقیقی است چون
یقین عاشق را بسوزد و بی مزاحمت غبار اغیار اعتبارات و حجت نبیات خود بخود
عشق بازی کند حقیقی گویند و هرام و حالی که بسبب اعتبارات از حقیقت متمایز گشته باشد
چون قطع نظر از اعتبارات کنند غیر حقیقت نماید پس خود عاشق باشد و خود معشوق لیلی
عاشق خود است و معشوق خود و مجنون در میان بخود

رباعیات

گفتم که کرا می تو بدین زیبائی
هم عشقم و هم عاشق و هم معشوقم
گفتم بزار دل ترا دارم دوست
گفتم خنجر راه وصال از که کبیت
بجهم و بحیو نه چه اقرار است
دو عاشقند و دو معشوق در کین و کجائی
گفت خود را که خود منم کیتائی
هم آینه هم جمال هم بنائی
در خنده شد از ناز که این شیوه بگو
فرمود که ای دوست هم از دوست بدو
بزی پرده مگر خویش را خریدار است
ولی تصور اغیار محض پسندار است

نظم

عشق مجازی که شود غرق حسن
صورت محبوب تجلی کند
برق زند شعبه برق حسن
قبله مجنون رخ لیلی کند
چون شود او غرقه حسن تمام
گر دو ازان روی محبت بنام

<p>بحر محبت چو شود موج زن کو کبک عشق بر آرد علم محض حقیقت شود آنکه مجاز دید اول رخ خود بین مدام ناظر و منظور خود و خود نظر آینه و مردک دیده خود</p>	<p>محو شود شایبه ما و من دل بکشد در سهستی قلم دیده دیگر شود از دیده باز چشم دوم عکس رخ این تمام خود شده آینه خود آینه گر دیده خود و عکس خود و دیده خود</p>
<p>ولمذا آئینه بدی و حضرات اولیا</p>	

نظم

<p>محرمان سراچه قدسی پادشاهان تحت روحانی شاهبازان در قفس مانده می نخورده شده بومی مست بار محنت کشیده چون ایوب جان انا الحق زمان و تن بر دار بن و بیخ خیال برکنده</p>	<p>لوح خوان سراچه قدسی غوطه خواران بحر سبحانی پیش بینان باز پس مانده دوست ناویده دل بداده بت زهر فرقت چشیده چون یعقوب فارغ از جنت و گذشته زنا گشته آزاد و همچنان بنده</p>
--	---

مجلس اول

حضرت امام جعفر صادق علیه الصلوٰه والسلام که انسان العین حقیقت ایشان اقتباس نور
افشکوه حقیقی کرده محبت مشاهده پر تو حسن مطلق نظاره جمال دلربایان موش میگرداند و مرغ دل
در اوقات مخمفه از دانه های خالی دلربای ایشان قوت لایوتی همیایمی ساخته از آنجمله
چون طوفان محبت زور آورده بنطوق وفات التوراب محیط عشق از عین جعفر که دریاست

پیر کو هر بر جوشید و بجائی رسید که بزبان حال از زبان قاسم الانوار میفرمود	
باز دست عشق عقلم را گریبان یکشد	باز جان را بر سریر غر سلطان یکشد
لابن الفارض	
همی عبرت نمت به جوی نمت	سجرت ادوا مالی اودت
ادالی که چه میگوید بزبان فنا فی میفرماید رباعی	
که اشک شود شعله فروزدل من	که آه کند زیاده سوز دل من
القصه بگشت در دلبه در مانم	امروز مباد کس بر و ز دل من
لابن الفارض	
فطوفان نوح غم نوحی کا دمع	و ایقا دیزان اخلیل کلوعته
رباعی بحریت دلم که بوی خون آید از	صد شعله بروی فرون آید از و
صد بار چ آب و آتش نوح و خلیل	تا چشم بهم زخم برون آید از و
عشق آنحضرت دست در گردن جن امام جابر حیان کرد و مادر او را به عقد نکاح خود در آورد و بریت او مشغول شد و در فضل و کمالاتش مرتبه رسانید که اقصای کوشش الفطار را بدید و تفصیل علوم تجصیص حکیات چنان شد که آنچه حکما در کیش حیران بوده اند و حکمت او بیان نتوانسته اند کرد و بجاییت قایل شده اند جابر حکمتش را گفته	
موضع حضرت امام جعفر	
و امام حبان	
روزی سرگربان تفکر فرو برده بود و متامل نشسته حضرت امام جعفر بر سر او آمده پرسید که در چه کاری غرض کرد که میخوام اسم که تحقیق کنم که از چرند و خرند و پرنده کدام بعضی منند و کدام بچه می آورند امام فرمود که محتاج بدین مقدار فکر نیست بنویس که گوش هر حیوان که مرتفع است بچه می آورد و گوش هر کدام که منتهی نیست	



بیضه می نهد ذلک تقدیر الغریز العلیم مار با آنکه فرزند
چون گوش منخض است و بسر و چسپیده بیضه می نهد و گوش خفاش با آنکه پرند است چون
مرتفع است و بسر و چسپیده نیست بچی می آورد و تفصیل علوم امام جعفر صادق از شریعت
و حکیمات و جفر زیاده از آنست که در جریبان آید در تاریخ سنه احدی و حسین و مائه از
هجرت رحلت نموده در گورستان بقیع مدفونست

مجلس دوم

مرکز دائرۀ نون انظم و مایطون شیخ ذوالنون از کمل او یا بوده روزی در شنای سیر بکنار جوی رسید و
تجدید وضو مشغول گردیده مشاهده فرموده که عقربی در غایت اضطراب انیطرۀ آنظر
میند و و تاگاه ضفدعی از آب بیرون آمده آن عقرب بر پشت او دوید و ضفدع بآب آمد
و او را از آب گذرانیده عقرب از پشت او خود را بیندخت و دندان شد شیخ با خود گفت که دزد
سری هست از عقرب کژدم روان شده به درختی رسید دید که جوانی مست لا یعقل درخت

زیبائی در سایه آن درخت خلطیده و استغراق کرده از نیطرف عقری زرد و از انطرف
 ماری سیاه متوجه اویند شیخ باخود گفت که اگر معلوم شود که بقصد او میروند و ضرری نخواهد
 که بد و رسانند بدفع ایشان مشغول شوم مار از انطرف و عقرب از نیطرف اتفاق بهم
 رسیده اند که دوم بر سر مار دیده و نشتر می فرو برده فی الحال مار بر خود چسبیده و مرده
 و کژدم از همان طرف که آمده بود باز گردید و همان کیفیت بمعانت صفدع از آب گذشته
 حضرت شیخ عاشق شده و بیکبارگی از دست رفته گفت آئی در اول که اینجالت مشاهده
 کردم غمگنم مگر این شخص یکی از اولیاست که بدین نوع حضرت حق نگهدار است و ثانی فی الحال
 مشاهده کردم چون غم خورده بود حیران مانده ام از اینجالت جواب آید که مگر لطفت مایهین
 نگهدار تو انگران اعمال ست سوگند بعزت و جلال احدیت که درویشی و تو انگری اگر قصد
 عالم عشق کنند در دست درویش بهیمنی باشد نیم سوخته و در دست تو انگر چرخی باشد
 برافروخته نیم عنایتی که از مشرق عشق و شمال حسن لا تقطوا من رحمة الله لوز و نیم سوخته
 درویش را برافروزاند و چراغ تو انگر را بنشانند بر دند شکستگان ازین میدان گوی میت
 نه همه زهد مسلم میخورند بهیج درگاه او هم میخورند حضرت رسالت فرموده که
 بسیار کسان عمل اهل بهشت کنند ایشانرا بهشت برند چون بجهت رسند باز گردانند و بدو
 برند و بسیار کسان عمل اهل دوزخ کنند از دوزخ باز گردانند بهشت رسانند به میت

کسی کو افتد از درگاه حق دور	حجاب ظلمت او را بهتر از نور
که آدم را از ظلمت ضد بدوشد	ز نور ابیس طعون ابد شد
اگر آینه دل را زد و دست	چو خود را بنید اند روی چو سوت

شیخ از آن حالت برگردان جوان میگردد و اشعار میخواند و مضمون آنحال را باز میرواند
 ناگاه آن جوان از خواب مستی در آمد و نظرش بر حضرت شیخ افتاد بغایت شرمسار شد
 زبان معذرت بکس خود شیخ فرمود که تو چه خبر داری چون آن جوان کیفیت استفسار نمود شیخ فرمود



در میان خاک و خون گردان
 سنگ کی آن لعل آتش گون شده
 ریگ گشته دانه تسبیح آب
 آنکه تاجش آتش است تحت آب
 گاه در مسجد قاده گاه دیر
 گوی چرخ فلک گردان از د
 بر فراز طارم دنیا شست
 بر شوی تا صبح دم در جستجوی
 کرسی قدش دو دم صف شکن

زره زره گشته سرگردان
 آنکه در خون نشسته از غمش
 خاک در سودای او بخورد و خور
 روز و شب در جستجو و بامی هو
 در هواش گشته آتش برقی بر
 بجز بر کف نقد دل آورد و پیش
 آن فرشته کش بسی فرو به است
 خاکه ان دهر در چنگال او
 وان دگر ز آتش سپی یک پزیر

که آن آفتابی که در هوا می شوق
 کوه را در لاله پنهان چرخش
 دغهم او کوه را دل خون شده
 باد همچون آب غلطان سوسو
 بهر او بر آب و آتش ز مضطرب
 بهر خدمت چرخ را غم پیش و پیش
 تا به غروب از شرق سرگردان از د
 خیر و شر هر یک پری از بال
 از برای او بود تسبیح گوی

متصل فی این برش بآن گر	لیک با هم هر دو چون شیر و مشک	گاه ذاکر گاه گشته محو آن
و ایش اوقات صرف نخوان	جلوه گر بر کر سئ نور آن دگر	زیر ایوان سوم طاقش مقرر
چونکه فارغ میشوند از ذکر او	بار دیگر می فتد در فکر او	چارمین و چیمین و هفت و شش
خواهند و طور و خواهی ترک او	حمد او گویند و مدح او همه	نیست خالی هیچ جا زین زمره

بدین نوع از نور افق که ممر نزول فیض فرشته هندی طور که از عناصر بجای خاک از طبائع
بجای سودا و از عناصر بجای خار سیاه افتاده زحل را گردانیده و ممر نزول فیض فرشته
ترک و ش که از عناصر بجای آتش و از طبائع بجای صفر و از مواد بجای غریب زرد
افتاده مریخ را ساخته و ممر نزول فیض فرشته با فرو بها که از عناصر بجای آب و از طبائع
بجای بلغم و از مواد بجای ضفدع افتاده شتری را گردانیده و ممر نزول فیض آن فرشته
یک بال آتش و یکی از برف که از عناصر بجای هوا و از طبائع بجای خون و از مواد بجای
انسان واقع شده یعنی آن جوان عطار در ساخته و ذوالنون را کیفیتی تشابه الاجزا
گردانیده که از امتزاج عناصر حاصل شده و بزنج موسوم گشته که نفس ناطقه اینجا عبادت
از دست و بجای آفتاب افتاده و لهذا مقارنه عطار در با آفتاب واقع شده و بر دست
آنحضرت توبه کرده و یکی از هفت تنان گردیده چه این قاعده مقرست که هر منظری که هست
ترتیب از اسمی میباید و عمل بر طبقه او میکند فاما موانع وصول بدرجه کمال بسیار است
مثلاً در فصل بهار اسمی مدد و معاون حرارت هوا بود و در رسانیدن اشجار بکمال از بار و
اشمار اسمی دیگر که در انوقت تقویت برودت میکند سر راه بران گیرده و معاونت سرانجام
و آن از بار و اشمار را در باید و به عکس بحین حضرت حق ملائکه را بر عالم موکل گردانیده
پس ملکی که ترتیب منظر می کند ناگاه ملکی دیگر که در انوقت و فعل اقوی است منع عمل
اول کند و ترتیب او مشغول گردد و او را طوری دیگر سازد و از ان جمله ملکی که زحل ممر
نزول فیض است میخواست که آن جوان را ترتیب کند در صورت مار سیاه درآمده خواست که

اور از خمی زند و رقیقه حیات را از و قطع کند یعنی حرارت عشق را از نشأه او سلب نماید و بمقام
بنی آتشی که فی الحقیقه عبارت از آنست رساند ملکی دیگر که میخ مهر نزول فیض اوست در صورت
عقربن ظاهر شد همچون آتشی معاونت ملکی دیگر که زهره مهر نزول فیض اوست بدو رسید
و منع عمل اولین که طبیعت مرگ داشت کرد پس آن جوان که در بدن انسانی بجای روح حیوانی که در
محل او واقع شده افتاده آئینه شیخ واقع شده که در پیکر انسانی بجای روح انسانی که در
دماغ است افتاده پس بچنانکه اشعه روح نفسانی مادام که از آئینه روح حیوانی بزرگ و عکس
روم صورت نخواهد بست و ادراک حاصل نخواهد شد و صفات سبعة بوتیه سمت ظلمت نخواهد یافت
همچنین بحکم المومن مرات المومن تا آن جوان آئینه عشق شیخ خواهد گشت حقیقت عشق بطور
نخواهد رسید اینست حقیقت عشق شیخ بران جوان و عهد کردن و انیت حقیقت یکی از
هفت تنان شدن و الله اعلم بحقائق الامور و در تاریخ سنه احدی و شین و ماه وفات کرده
محاسن سوم تیر اعظم سپهر سلاطین عالم ابراهیم ادهم کنیش ابواسحاق و نسب ابراهیم
بن ادهم بن سلیمان بن منصور بلخی است در ریاضات و مجاهدات و کشف و کرامات مشهور جهان
و مذکور بهر زبانست در محلی که قبه الاسلام مقام و مستقر سر سلطنت او بود و شبی بر بام قصر

خوابگاهش آواز پایی شنیده رباعی	آن شاه سر بر فقر و سلطان انام
چون کشف شدش حقیقت حق تبسم	از بام سرای دل که قصه شایهست
بشنید صدای فادخلو باسلام	فرستاده که معلوم کند که چه کسست دیدند

شخصه اجنبی بر بالای قصر ایستاده چون از احوال پرسید ند گفت شتر می گم کرده ایم بجم
سلطان فرمود که شتر را بر بام می طلبی مردی سرشته عجیبی گفت که کار تو ازین غریب تر و
عجیب تر است که خدا را می طلبی بر بالای تخت با این همه سباب سلطنت از این و شتر خست
و بخت ازین سخن و غدغه در خاطر سلطان پدید آمد و متامل و متفکر گردید صبح آنروز که
بار عام شد شخصی باشکوه در میان انقوم انبوه از گرد راه پیش تخت شاه آمد سلطان فرمود

کہ چہ میخوابی گفت نقطہ میخوابم کہ دین رباط فرود آیم کہ ہمراہان من در عقب اند چون برسند سلطان گفت این خانہ من ست رباط انجمن نباشد گفت بیشتر ازان کہ بود فرمود ازان پدرم گفت پیش ازان فرمود ازان پدر او گفت آن پیشینان کہ جہارفتند فرمود ایشان چند روز در اینجا نشستند و بعد ازان رخت بر بستند و حضرت قاسم الانوار حسب حال ایشان فرمودہ

ہر یک دوسہ گامی بدویدند و رفتند	اگر مرد خدا بود و اگر مست ہوا بود
---------------------------------	-----------------------------------

گفت رباط انجمن باشد کہ یکی مے آید و یکی میرود این سخن گفتہ و برگردیدہ و برقی از عالم غیب در وادی دل سلطان ازان درخشیدہ و ہیکلگونہ تسکین حرارت آن نمی شد جہت دفع آن غم و الم غم شکار کرد و آہوئی را جدا ساختہ بہ تیر گرفت آہو پس نگاہ کرد و بزبان حال گفت کہ ترا برای ہمین کار آفریدہ اند کہ مر نیست گردانی ابن ادہم را از شکار ازان خطرات و تنگ بسیار درین حال درمی بروی او کشادہ شد و فی الحال از عقب آہو برگشت مصراع

این نہر باز کہ بہین شیر شکار آہوئے	خانہ دل را از تاج و تخت خالی ساخت و
------------------------------------	-------------------------------------

خود را از اسپ بنیداخت بشان خود رسید کہ گو سفند ان میچرانید تاج مرصع و جامہ بخت را بدو داد و گو سفند از ابد و بخشید و جامہ بشین طاقیہ ندین اورا پوشیدہ و از بہت بلندگفتہ

رباعی یارب خرد امین ارزانی دا	و اخلاص ندر امین ارزانی دا
-------------------------------	----------------------------

خاک در خود را بہین ارزانی دا

زیاران منقطع زرد و ستان و	غریب و عاجز و بیمار و مجبور
---------------------------	-----------------------------

زمانی از غم دل باز گوید	فقیر و بیکس و مجروح و فلکا
-------------------------	----------------------------

نہ یاری فی دیاری فی مکانی	نہ جسمی و نہ روحی و نہ جانی
---------------------------	-----------------------------

بہین چون او فادہ ابن ادہم	یا دیاران قدیم تجھ بیص آنکہ آرام دل و ملبس ندیم او
---------------------------	--

بودہ و مدتہا بودہ کہ تعلقی غریب داشتہ نالہ میکرد و بہای ہای میکرست و میگفت ثبت

یارب کہ میر و ز دل ناتوان با	پیش حبیب قصہ در دہان ما
------------------------------	-------------------------

	و گو یا عصمت برای او گفتہ
--	---------------------------

ز حیرت و ستان چرخ شد ز رون سینه جان من | فراق بهشتیان سوخت مغز استخوان من

چون یک زمان از اشتغال ناره خزن و اندوه بسوختی و دهمدم از آه دردناکش مجر سینه
برافروختی باز در بامی فقرش در جوش آمد می و آبی بر آتش زومی و میگویند چون از بلخ عتبت
نمود او را پسری شیر خواره بود چون بحد بلوغ رسید از والده اش پرسید که پدر من کجاست
ماورش کیفیت باز نمود و گفت میگویند که این زمان در مکه معظمه است پسر را چون آرزوی
دیدار پدر بسیار بود با اتفاق مادر غنیمت نمود و منادی کرد که هر کس را داعی حج است او
و راحله میهمان کو قدم در راه نه چهار هزار کس بر او و راحله او غنیمت کردند چون بمقصود رسید
در حرم جمعی درویشان را دید پرسید که ابراهیم او هم را شناسید گفتند شیخ ماست و بطلب بهیم
رفته چون آرزوی دیدار پدر بسیار داشت تحمل آتش نبود که صبر کند که پدرش از صحرا
باز آید بر اثر او و صحرا رفت پیری دید پشته بهیم گران بر پشت بسته می آید گریه بر او
مستولی شد اما خود را بر و ظاهر نکرد و آهسته از عقب او میرفت تا آنکه بهیم را بباز از نگاه
و بفرخت و نصفی بهای آنرا تصدق کرد و نصفی را نان ستانید و جهت درویشان
آورد پس بمنزل آمد و شرح حال بهادر گفت و روز دیگر بطواف آمد و در آشنای طواف
بر پدر سلام کرد و ابراهیم نیز در او نظر کرد و یاران ابراهیم را عجب آمد چون از و بکرات
شنیده بودند که در صاحب جمال نظر کنید که مبادا تفرقه وقت باز آرد چنانکه حکیم سنائی

گفته است **سنگ در بستان که آخر کار** | **نگرستن گریستن آرد با**

چون از طواف فارغ شدند گفتند رحمت الله یا شیخ ما را فرمودی که در هیچ امر و نظر نکنید
و تو امروز در غلام صاحب جمال نگرستی چه حکمت است ابراهیم گفت چون از بلخ می آمدم
پسری شیر خواره داشتم چنین دادم که این آن پسر است روز دیگری از یاران ابراهیم بسیار
قافله بلخ رفت خیمه دید از دیبازوه و کرسی زرین ناده و آن پسر نشسته و قرآن میخواند
و میگفت آن درویش نصحت طلبیده در رفت و پرسید که پسر گیتی گفت من پدر را

نمیدانستم مگر دمی روز نمیدانم که اوست یانه و می ترسم که اگر سپهرم بگریزد که اواز ماگر محبت
 پدر من ابراهیم اوجم است و ما در هم آمده است درویش گفت بیایید تا شمارا پیش او بر لم ایشان
 بادرویش روان شدند ابراهیم در رکن یانی نشسته باز خود را دید که با ایشان می آید چون
 نزدیک ابراهیم رسیدند زن فریاد برآورد و پسر را گفت پدر تو نیست مادر و پسر و یاران
 همه در فغان شدند پسر را دید ابراهیم جوانی آنچنانکه جامی از دوده نشانی تنو می

ور آمد از درش ناگه جانے
 هایون پیکه می از عالم نور
 ربوده سر بر حسن جالش
 به آزادی علامش تازه شمشاد
 فروزان لمعه نور از جبینش
 بکمل نرگش از سر مه ناز
 ذقن چون سبزی از غنچ مطوق
 بگل خال رخس از شک داغ

چه میگویی جانے نه که جانے
 باغ خلد کرده غارت حور
 گرفته یک بیک غنچ و دلالش
 کشیده قاتش چون سر آزاد
 مه و خورشید را رو بر زمینش
 ز مژگان بر جگر بانا وک انداز
 ز سبب آویخته آبی معلق
 گرفته آشیان ز باغی باغ

ابراهیم او را در بر گرفت و بانگ دل اندین برگرفت گفت ای فرزند بر کدام دینی گفت بردین مصطفی صلی الله
 علیه و آله گفت الحمد لله تعالی پس گفت قرآن دانی و چه خوانده بعضی پدیسانید پدر از آن خوشحال شد نظم

برومی او پدر چون دیده بکشد
 جمالی دید از حد بشر دور

ز یک دیدارش افتاد آنچه افتاد
 ندیده از پری نشنیده از حور

با خود ابراهیم گفت پیش از آنکه گرفتار شوی از ایشان جدائی اختیار کن برخاست که
 روان شود ایشان فریاد برآورد و ندونی گذاشتند ابراهیم دست دعا برآورد و گفت
 انکی اغثنی در حال پسر جان بداد نظم

چو آن زیبا جوان را جان برآمد

ز جان حاضران افغان برآمد

در فغان

موضع ابراهیم اوهم و پسرو



زبس بالا گرفت آواز فریاد	صداد و گسجد فیر و ز افق	چنین کردند مردان زندگانی
ز کار افتاده بشنودا بدانی	بیت را لکان دانند در میدان	تا فانی عشق با مردان چه کردو

یاران گفتند یا ابراهیم آنچه حالت گشت او را چون در کنار گرفته مهر او در دم سراسیمه کردی و ندانستی که یا ابراهیم

تدعی مجتنب و محبت معانیست	ماران و اسبی حلی به عالم در کش	کاذب کیست دل دو دوستی ناپوش
---------------------------	--------------------------------	-----------------------------

یعنی از دل بیرون کن غم دنیا و آخرت تر خانه جامی نخت بود یا مجال دست حضرت قائم الانو این معنی نشیند

خانه و اپرد از از غیر حبیب دور انصافست یارده دله مصرع دلدار یکی ذول یکی یاریکی

گفتم یارب العزیز مرا فریاد رس اگر محبت او مرا از محبت تو بشغول خواهد کرد یا جان او بردار

یا جان من چه دانستم که این دعا در حق او مستجاب خواهد شد نظم

بنحاک افتاده سر و میسر را	نخست از دور چرخ ناموفق	چو مادر آنچنان دید آن پسرا
برای آتش که در دلش آید	رهی بکشد از چاک گریان	گریبان چاک و چون صبح صادق
فزون شد آتش سوزنده نه کم	بناخن رخسار در روی بیکند	ولی زان راه در جانش بر دم
به بر بوی گزان شمشیر روان کرد	سمن را جلوه گاه ارغوان کرد	برای شمشیر خورجی میکند
		به پینه از تقابن سنگ میزد

<p>طباخچه بر رخ گل رنگ میزد بسوی فرق نازک برد و پنجه</p>	<p>ز سیم آنجا خنثیق تر میست ز زور پنجه او را ساخت پنجه</p>	<p>دزین بر لاله نیلو فرهی رست ز ریسمان سرو بست از یک کزد</p>
<p>بچیدن نبات تا ز آفتاب کزد</p>	<p>پس بدان شکل در پیش مانده و پدر از پیش رفته در عالم مثال</p>	
<p>این چند بیت آن صاحب کمال آید کس بساود جهان چون من گرفتار اینچنین آه من چون میزیم بخت آنچنان یار اینچنین من چه دانستم که خواهی شد مستکار اینچنین</p>	<p>این نم یارب بدو عاشقی زار این چنین فی زنجتم رومی یاری فی زیار امید لطف دل ندادم تا ندیدم از تو صد لطف و کرم چه کیبار خبر فوت آن پسر بان چهار هزارم</p>	
<p>که در قافله بودند رسید همه سرهای برهنه و سینهای چاک خاک بر سر دور و ریختند از رویین مژه پاره پاره جگر چون ریزه انگور ریختند و بنوحه هیات زنان می گفتند غزل</p>	<p>یا و باو ایدل که وقتی نو بهاری داشتیم حسرتا که عرصه شطرنج این کهنه بساط روزگار بی وفا از ما بودش ورنه ما دیدم بر راه سمنده شسوار می داشتیم ماهین یک شاهزاده یادگاری داشتیم با وصال رومی او خوش روزگاری داشتیم</p>	<p>و در میان این غوغا مادر نیز جان بسپرد و زخت پهلوی پسر در نظم خوشا عاشق که چون جانش بید</p>
<p>موامی وصل جانانش بر آید همیکه دند نوحه نوحه گم را نور دیدند بهر تنش دست بسان غنچه کر شاخ سمن رست به پهلوی پسر در خاک کردند</p>	<p>حریفان حال او را چو می بیند بسان نوحه گران سیمبر را بشتندش ز دیده شک باران برو کردند زنگاری کفن خست ندیده هرگز این دو کس از مرگ</p>	<p>فغان و ناله برگردون کشیدند چو ساز نوحه را آهنگ شدست چو برگ گل ز باران بهاران ز گرد و فرفش رخ پاک کردند عده یا صحبت جانان پس از مرگ</p>
<p>ابراهیم گفت تا عیال خود را چون بیوگان گفنی و فرزند خود را بجاک نپاری و شب بر خاکدان چون گمان بخشی طمع ندان که وصف مردان نشینی این گفت و ناپیدا شد شعری</p>	<p>ما گم شدیم در طلب حی لایموت از ساکنان ره ندید کس نشان ما</p>	

بعضی گویند در شام فوت شد و در ایام سنه ست و ستین و ماهه و بعضی گویند در شهرستان لوط غاری بود و در آنجا ساکن شد گفت ازین غار بوی غاری می آید که در نیشاپور در آن غار بموم آنجا در تاریخ سنه پنجاه و ستین و ماهه وفات کرد

مجلس چهارم

قاری سوره بجنانی تخت نشین قلمیم ما عظم شانی در و آشام بزم مل من فرید سلطان بایزید نام او طیفور بن عیسی بن آدم لبطامی ست یگومیند که از اول حال که در می بروی او از غیب بکشاد و جهت طی وادی مقدس طومعی شق قدم در راه نهاد و منزل اولش تکیه انبیا بود و مقام دوم خطیر ابر و در بر که ام یک روز قرار گرفت بعد از آن در مدت عمر از نرینه گاه شطار قدم بیرون ننهاد و شعر

قاسم ازین می بخود میا که در یغ نهست | جانب محنت شدن بعدن شادی

و هم قاسم الانوار در شان حضرت سلطان فرموده است

مست حق بود آن گزیده نژاد | مست رفت از جهان کون و فساد

ایضاً فی شاه

سید هر و ان دین طیفور	آنکه در عهد خویشتن بد فرد
در شریعت رسید راهی یافت	در حقیقت رسید ره گم کرد
راه گم گشت و راهرو هم گم	گم کند راه خویش اینجا مرد

گسی سوال کرد از ابو موسی که این حضرت بچه عمل بدین مرتبه رسید گفت او را این دولت عملی نبود بلکه حضرت حق از محض عنایت خود بد و ارزانی فرمود و بعیت

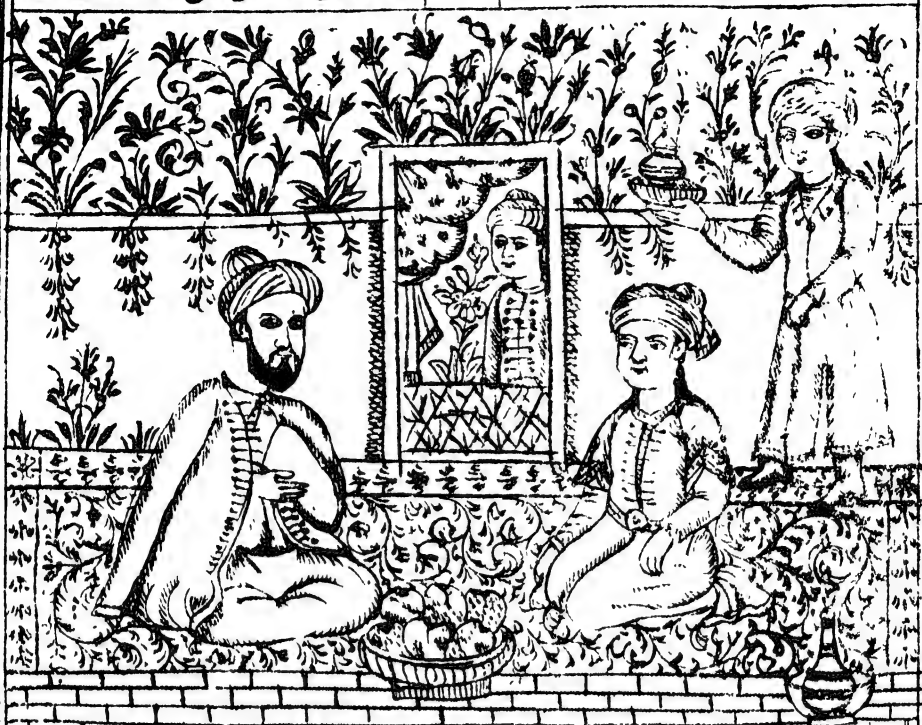
این عنایت ازلی بود که ره بر رسیدیم | وین هدایت ابدی گشت که رویت دیدیم

از اول جال ملاحظه نمایی که پدر او در سایه و یواری بر کنسار جوی که آب بیرون می آمده خواب کرده بود و چون بیدار شد سیاهی بر روی آب از باغ بیرون می آمد چون هوا گرم بود و دبان او از حرارت خشک شده سیب ابر گرفت و قدری از آن

خود و بخاطرش گذشت که بی رخصت صاحب باغ مناسب نبود که چیزی ازین سیب تناول نمود
 بدر باغ رود و بعد از رخصت خاطر را از ان فراغ حاصل گن چون بد ان قیام نموده
 کسی که در باغ بود گفت که من باغبانی بیش نیسم خداوند باغ در بغداد است بدین
 نیت غنیمت بغداد نمود و خانه آن عزیز را پیدا ساخت کیفیت حال را بد و گفت
 آن شخص چون آثار بزرگ و تقوی بر ناصیه او مشاهده کرد گفت مراد خیر نیست
 محروم و کور و شل و برگشته بخت ابد و ازل چنانکه میبکس او را خواستگاری نمیکند
 اگر تو اش بر نی قبول میکنی ترا بجل میکنم متفکر گردید و یک روز صلت طلبید و با خود
 گفت و شنید که او که اگر چنین صورتی اختیار کنی در عذاب افتی و اگر اختیار کنی
 استرضای خاطر او چون شود آخر الامر خاطرش بر ان قرار گرفت که قبول کند
 و عذاب آخرت نکشد و نفس الامر خود این دختر جمیل بود چون عقد نکاح در میان
 ایشان واقع شد آن عزیز را گفت که در وقتی که مرا بدین امر ترغیب میکردی عیبی چند
 شمردی گفتی که این دختر بدان تنصف است هیچ یک واقع نیست حکمت در گفتن سخنی که
 مطلقاً وجود نداشته باشد چیست گفت غیر واقع نیست گنگی و کوری و شل و
 بدان معنی است که آنچه نباید گفت نگوید و آنچه نباید دید نمی بیند و هر چه ناشنید نیست
 نمیشنود و بجائی که نباید رفت نمیرود و پدر بایزید سلطان ازان بغایت سرگشته
 و بعد از چند وقت حضرت سلطان بایزید استکون شد و از عدم بوجود آمد تفکر نمای
 که والده او چه پرهیزگاری بوده و او از چه نطفه حاصل شده پس بد آنکه حضرت حق را
 با او نظر داشت و او را بدین عالم برای کار کلی آورده و دانه معرفت خود را در زمین دل
 او پرورده و در اول جوانی و طغیان حقیقی خضرویه بن شیخ احمد بن خضرویه که از
 کبار مشایخ بلخ است و در خراسان مثل او در آن زمان کم بوده عاشق شد و چون آن
 جوان از روی صورت و معنی در حد کمال بوده و منطوق این بیت که شعر

جان دل ما عاشق آن صورت و نیست

چون صورت زیبای تو در حد کمالست



هر روز عشق آن حضرت در تزیاید میشد و حضرت شیخ فخرالدین و در رساله فصل در اظهار
آن حال شکل با هزار عجز و دره دل خبر داده است شعر

از جالت نمی شکیبم دل
حلقه در گوش عاشقان است
از وصال قد تو ای دل
موی فرق ترا ز موی میان
مانده زان غمزه در شکفتم من
برگ گل از لطافتش غفلت
ای غم تو مجبور دل من
دایم بسته بلامی تو باد
دل ما را فراغت از نیست

عشقت می شوخ میکند پیوست
در دماغم رگیت از سودا
فرق کردن بچشم و سر نتوان
سوخت ما را چو موی بر آتش
لبعلت که رمی بخش نیست
صید عشق تو شاهبازانند
تا دلم هست بکلامی تو باد
و گرم قصد جان کنی شاید

میر و عقل و می فریبم دل
عکس بر مویت ای بت رعا
نیست جز گیسوی تو بر خورار
موی زلفت فراز بار خورشید
ست بیمار است نرد انگن
عاشقان تو پاکبازانند
وز دو عالم غم تو حاصل من
ویده را دیدن تو میباید

زندگانی من بجانانست
عجز من بین دعای من پند
خون شان بر تو همچو شیر حلال
گر تو خوبی و ما ضعیف و فقیر
بر دل جان عاشقان می بخش
این چه لطفت اینچه زیبائی
از جالت نخل شود خورشید
در نیاید کمال بنیائی
بست بی رومی تو عرقی را

آتش عشق در دل ما جوی
میتوانی به لطف دستم گیر
فارغی از درون صاحب دو
تابت ای خور زده باز گیر

غزل

بیم آنست که غم عشقت
گر تو برقع ز روی بکشی
سقطع میشود زبان مرا
بیش ازین طاقت شکستنی

عاشقان ضعیف را و جوی
عاشقا ز از جان گرفته ملال
کمن ای دوست هر چه بتوان کرد
رخ بایمان و جان می بخش
ای ربوده دلم بر عنائی
سر بر آرد دلم بشیدائی
در جالت لطافتی ست کائن
پیش وصف رخ تو گویائی
جذب اخلاص حضرت سلطان

مقناطیس دار از آهن دل سنگین آنچنان را بر بود و ازان آهن آینه ساخت و در بر
او بدشت تاب نمود و در آنچه نمود چون این دو بیت حضرت عطار قدس سره بیت

در عشق چون ام تو من باش
گو یک تن را و دیرین باش
چند روزی بخلوتش بنشانند
همه در عشق او فراموش کرد
چون بسوزد هوای پیاپی
عاشق و عشق و حسن و پاکمیت

ای پیوست گو دو تن باش
که بر لوح خیال از دیوان او در عالم مثال نوشته بود خواندیت
کاندران لوح سر عشق بخوانند
هست عشق آتشی که شعله آن
او بماند جزا و نماند هیچ

چون جمله کیست در حقیقت
چون ذوق و صفاتش پیش کرد
سوز و از دل حجاب سر حدشان
عشق را و صاف کرد و گلیست

در آینه جمال آن جوان صورتی بیدید که چون شرح آن کرد
مزمع میگویند شنید بخت بار از بسطامش بیرون که دنگفت مرا چرا بیرون می کنید گفتند بخت
که با مردمی بدی گفت خوشا شهری که بد او بایزید باشد رباعی دل گفت غمی که محرشان نبود

بر فهمی این سخن آسان نبود
فرمود که سی سال خدایر بطلبیدم چون نیک نگاه کردم او مرا بطلبید نوبتی حضورید بر جوانی

در دهر چون کسی و آنکه کافر

پس همه شهر یکایک سلمان نبود

هر زمان که پسر تاجری بود که ارادت تمام با آنحضرت داشت عاشق بود و در عشق خضر و یقین
 سبحان و حیرت آنحضرت را دست میداد که اکثر اوقات بخود میشدند روزی از قرآن دریا

بکنار آمد و بود و ندانم	که آمد ناگهان از دور جالی	ز خود بگمانه با عشق آشنائی
بزد و گفت بسلطان کیت بود	بگفتا خسته بی پا و بی سر	نه در سلطام نه رمی نه دشت
عجب فی غرقه دریای غمی شست	بر و خواص شوای مرد کر پز	مگر یا بیش در دریای می هر مز
من و مارا آب اندازا اکنون	که مجنون لیلی و لیلیست مجنون	دوئی بر خاست امر و از میثا
همه عذر هست و اتم بر کرانه	چنان گم شو که دیگر تا توانی	نه بینی خویش و گزینی ندانی
مرا گنجی و آن را عشق از است	که در چشم من آن گنج روست	وزان در خاک میگردم چمن خوار
که چشم من چو در پایست خونخوا	در عشقش چون لم درین خون شد	چنان رفت او که از چشم بر خون شد
از آن صد شاخ خون از دور آمد	که آن شاخ از زمین دل بر آمد	زینچو ابی همه میرم چه سازم
که داند قدر شبهای درازم	غم سحر از دل مجور پرسید	در از می شب از بخور پرسید
چو شمع جمله شب سوزد پیش	بسر باریم مرگ روز در پیش	دل چون آتش است و دید چون ابر
بیان ابر و آتش چون کرم صبر	عجب آید مرا این شکل من	دل او سنگ و آتش در دل من
مرا جان سوز و دل باز ندید	و گر گشته شوم آواز ندید	ز بس خون کز غمش در دل بمانده
ز پایم تا بس در گل بمانده است	منم دل بر وفایش چشم بر دور	و فایش در دلم چون چشم بر سر
سرم گر چون تسلیم بر دژ تن او	نیاید جز وفاداری ز من او	و گر از بنجرم برد سر از تن
جفا ز و وفای از دل بر نهی	اگر یکدم بجاک من شتابد	بجز بومی و فاسا چیزی نیاید
و گر عمر بر آید از هلاکم	همه بومی و فای از رخسارم	الا می دیده پر خون باشم پر غم
که خود بومی و آوری مرا	گر تی شیخ فرمود که در گنج زاویه انزوای می صبر در دامن فرا	غمت

کشیده نهشته بودم و خاطر بخوشتن مشغول در نسای فرو بسته از خروج و دخول ناگاه
 یکی دست آهسته آهسته بر در زده

از ره گوش هوش گفت مرا

صوت در بر زبان قرع هوا

خیز و بکشی در که یار آمد
بجو از جامی خویش جستم
اندر آمد ز ماه تابان تر
کافایه در آمد از درین
و ده که بس خوب و دلکش آمد
ملکی یا پری بته یا حور
لب لعلش که ز نغمه لبیک
سوزه بر کند و ساقی شست
خیل حسن تو ملک جان بگفت
کافر مگر ز خو و خبهرام
سواد استانه دور تو
جز تو از هر چه بود بگشتم
تا ز عشق تو مست و حیرانم
مهر و دم را بدان بخوابد خست
از تو در جان نیاز و در دل آرز
تو زنا فارغی و ما دایم
مست انجام اگر چه بود آغا
آخرامی آفتاب مهر افروز
گرا بانت کنی و گرا غراز

میوه از شاخ دل ببار آمد
بکشد و دم درش چون بنمود
وز سحری لب لبس خرامان
بر رخسار همچو مویش شستم
هر جامه را با خوش آمد
تا چنانست مثل تو قمری
کرد اشارت که السلام یک
گفتم ای آرزوی جان پرست
صنعت عشقت همه جهان بگفت
تا بگویم حکایت تو رسید
منتظر تا رویم در سه تو
تا بسودای تو گرفتاریم
ره پستی خود نمیدانیم
غزل
شب اندوه من نگر و در روز
بر درت سر برستان نیاید
مرغ جانم ز آشیانه تن
سایه بر من ضعیف انداید
بعد از نیم ز خویش دورم

بجگر گشت عقل سرستم
در جنت بروی من بکشد
سایه غم برفت از سر من
مست و حیران شدم بد گفتم
آدمی را چنین نباشد نور
در نیاید بد لب بر زوری
آن ز خواب غور خوبی سنت
قبله مقبلان سر کویت
تا بسودای تو گرفتارم
و گرا از دیگران سخن نشنید
تا بگویم تو را بهر گشتم
سر و سودای خود کجا دایم
تا بسودای تو آتشی افروخت
ای شده چشم جان بوی تو با
تا نه بینم جمال روی تو با
در دلم آرزوی عشق ترا
جز بکویت نمی کند پرواز
از تو مارا بسر نخواهد بود
تا نگر و در دیده پرده راز

سالها شد که با او در سخنم و خلق پندارند که با ایشان سخن گویم غزل

مده پندم که من در سینه سودای دگر دارم زبان با خلق گفت و دل جای دگر دارم

خامان

خزانه هر طرف سروی و جان من نیاساید مرا این تشنگی از بهر آب دیگرست ورنه طیبا خویش را زحمت ده چون نخواهم شد ترا اگر رای خونریز من میکند بسم الله به بازار تو دل را من خرید یک نظر کردم نمی اندیشی از دهمای سر و من که میگوئی	که من این خار خار از سر و بالای دگر دارم نمی بینی که در هر دیده دریائی دگر دارم که من اندر سر شوریده سودای دگر دارم چه می پرسی ز من جانانه من را می دگر دارم که من کن یک نظر دیگر که کالای دگر دارم که در هر کوچه خسرو باد و پیای دگر دارم
---	---

روایت کنند که بایزید گفت که حضرت حق را خواب دیدم نه بدین خوابی که مردم می بینند
و نه بدان چشمی که مردم می سنگند بلکه بدان خواب و بدان چشمی که لائق ذات خود خلق
کردم راه بتو چونست گفت از غیب بریدن و صحرائی شهادت نور دیدن و در نیغنی
گفته صاحب گلشن

دو خطوه پیش نبود راه کسا	اگر چه ارد آن چندین ملک
دوم صحرائی هستی در نوشتن	حضرت سلطان را بعد از تو

یکی از بای هویت در گذشتن

کسی در خواب دید پرسید که حال تو چیست گفت مرا گفتند ای پیر چه آوردی گفت درویشی که بدو
ملکی رود او را بگویند چه آوردی گویند چه خواهی و گویند دریشا پور عجزه بود عذراتی بدم
از در با سوال کردم از دینی برفت بخوابش دیدند گفتند حال تو چیست گفت از من پرسیدند
چه آوردی گفتم آه مرا همه عمر بدین دروالت میگردند که خدا بد اکنون میگویند چه
آوردی گفتند راست میگویند از آن باز شنوید از دیگری بعد از فوت او در خواب پرسیدند
که آنجا همه چه میباید آورد گفت شیخ عطار آورده نظم

طاعت و حایان بسیار	سوز جان در دل منیر سی	علم هست آنجا که گداز است	زانکه این آنجا نشان ندی
--------------------	-----------------------	--------------------------	-------------------------

درویشی از راه دور قصد زیارت طیفور کرد چون مقصود رسید مروی دید بحکم حدیث
خیر الزیارة فقد الزور و در عالم دیگر از خیابان و در زبان درویش همین قدر بگشت
که پرسید از کجائی آن درویش در جواب گفت که از راه دور می آیم بلا زمت

تخت نشین اعلیٰ العظمیٰ اکبر بادشاہی بایزید در جوابش گفت کہ سی سال است کہ من طالب علم ہوں
و درین مدت ہر چند طلبیدم از دانشمندی ندیدم و حضرت عطاء الدین فرمود

برای بایزید آمد ز جائے	غریب در بند چون آشنائی	بیان عطاء الدین فرمود
بفکرت ایستادہ بود بر پای	بدو گفت انگوی کہ کجایم	غریب گفت مرد آہستہ بنایم
غریب آمد مہر تقائے	بہوی بایزید از دور جائی	جوابش داد شیخ عالم افزا
کہ امی درویش سیست لڑے	کہ من در آرزوے بایزیدم	بسی جستم ولی گردش ندیدم
نمیدانم چہ افتاد و کجا شد	نمی بینم مگر از چشم ما شد	اگر عمری درین وادی شتابی
نہ خود را نہ اورا باز یابے	وفات آنحضرت در سنہ احدی و ستین و اربعین بودہ و قبرش در	

بسطام ست و درین سال المعتمد علی اللہ و ہوا الخامس عشر من خلفاء العباسین پس پویش جعفر را
و لیجد کرد و المفوض الی اللہ لقب داد و اعمال مغرب تمام مصر و شام و جزایر و موصول را
بدو داد و درین سال نصر بن احمد را برادرانہ و الی کردند و ابو احمد را ناصر الدین اللہ
الموفق لقب دادند و عراق و خراسان را بدو تفویض فرمودند

مجلس ہفتم

غرقہ و ربامی مواج حسین بن منصور حلاج از بیضا بودہ کہ شہریت از شہرہای فارس
سلطان ابو سعید ابو النخیر فرمود کہ سنجبل الارواح نور علی نور حسین منصور در علو حال
بود و در عمد او از مشرق تا مغرب کسی شہل او این وادی را نہ پیو و شیخ فرید الدین عطاء
فرمودہ کہ واقعات غریب و حالات عجیب و شہت ہمہ در غایت سوز و اشتیاق و ہمہ در
تشہ و درد و فراق ست و بمقیرار و شوریدہ روزگار بود و اورا تصانیف بسیار ہست
بر الفاظ مشککہ در حقائق و اسرار شیخ عبد اللہ خفیف کہ از کمل او لیا بودہ کہ حسین منصور
عالم ربانیت و شیخ شہلی کہ از کبار این طائفہ است گفت کہ من و حلاج ہم شہریم او یو
خلاص ساخت و اورا عقل در بلا انداخت و مقرب حضرت باری یعنی خواجہ عبد اللہ انصاری

فرمود آنچه من تصور گفتم میگفتم و آشکار من منضم نقل است که جماعتی از زمانه در بغداد که در
 حلول و الحاق داشته اند خود را حلاجی می گفته اند سخن او فهم ناکرده بر کشتن و سوختن
 به تعلیه مفتخر و مباهی میبود چنانکه در پنج همین واقعه فتاده بود و کس را فاما از کجا تا کجا
 کلام و حاشا که ایشان را حال منصوری بوده باشد فرست میان انگشتی که آتش در و تصرف
 کرده باشد و او مخلوب آتش گشته که مطلقاً انگشت در میان نمانده باشد و میان انگشتی
 سیاه که مطلقاً آتش در و تصرف نکرده باشد آن انگشت که تمام آتش شده و رنگ آتش
 گرفته و خاصیت آتش در و ظاهر شده اگر گوید انا النار بغیر آن سخن میتوان رسید و پروا
 شمع او میتوان گردید فاما اگر انگشت سیاه دعوی آتش کند نمیتوان شنید نظم

گفت منصوری انا الحق و برست	گفت فرعون انا الحق گشت پست
آن انا الحق زوز خود آزاد شد	وین انا الحق زوز خود بر باد شد
این انار العنته اتبه و عتب	وان انار رحمت الله ای محب

شیخ نجم الدین الراهی

ای شمع بن بجز چندین خندی	تو سوز دل مرا کجا مانده
فرقت میان سوز که جان خیزد	تا آنکه بریسانش بر خود بندی

شیخ فرید الدین عطار میفرماید در تذکره الاولیاء که مرعجب آید از کسی که روادار دارد در
 که از او آوازی انا الله بر آید و درخت در میان چار و اندازد که از حسین انا الحق بر آید

حسین در میان نه طیت	توان بشنید این را از درختی	چرا نتوان شنید از نیک بختی
---------------------	----------------------------	----------------------------

روزی در عالم بقراری در میان خواب و بیداری دید که صاحب جمالی نقاب زخما
 بکشود و همچون شاهین تدر و دل او در بر بود و در خوش آمدن در یای نه چو شگویی
 خموش چون او را بد انحال دیدند از بخود بیامی او پرنیاز بنظم گفت سلامی ندانم چنین
 و آن ندانم هم ندانم نیز من

ما شقم امانم بر که ام	ای مسلمانم نه کافر سپ چه ام
-----------------------	-----------------------------

بعینه مثل آن غلام که بهوش دارونی در جام کردند و چون بخود شد بقصرش بر دند آید	عطار فرموده نظم
مانده بود او خیره عقل و جان	انی درین عالم بمعنی ناله دران
حال او را ذوق در حال آمد	چون نمی آمد ز بانس کارگر
و کیفیت آن قصه چنان بود که دختر پادشاهی شیفته غلامی	اشک می بارید و میخارید سر

شده بود و چون عشق دران منظر هنوز بر تبه خانه بر اندازی نرسیده بود و بر اخلاق او بود مطربه را فرمود تا با او مجلسی آراسته و در میان شراب بهوش دارونی بکار برده و غلام را در مغرشی به نزد نگاه دختر پادشاه رسانید چون بهوش آمد جائی دید که هرگز نیایش نرسیده تا صبح بعیش و سرور گذرانید میگویند که بعد از آنکه از جام پیاپی در پیاپی مستی بیتاب گشت در خواب شد او را برگرفتند و بجای خود بردند چون از خواب بیدار شد دیوانه وار از وحركات صادر میشد چون ازان استفسار کردند چنانکه بهو گفته نظم

بخت دزد و جامه بتن چاک کرد	موی از هم کند و بر سر خاک کرد	قصه پرسیدند ازان منع طراز
گفت تو انم نمود این قصه با	انچه من دیدم عیان است خراب	هیچکس هرگز نه بیند آن نجواب
انچه تنها بر من حیران گذشت	بر کسی هرگز ندانم آن گذشت	هر کسی میگفت آخر اندک
با خود آمی و باز گوازد صد یکی	گفت من مانده ام چون مضطر	کان همه من بوده ام یا دیگری
زین عجبت حال نبود در جهان	حالتی نه آشکارا نه نهان	نی تو انم گفت نی خاموشی و
نی میان این و آن مدوشی و	نی ز ما نی محو میگردد ز جهان	نه از و یکذره می یا هم نشان
و دیده ام صاحبی کی ز کمال	پی نبروش هیچکس در هیچ حال	کاشکی ای بی واقعه در خارج بود

داشتی و محبوبی معین رایت حسن بر افراستی تا کسی راه بد و برودی و خود را بد و سپری تو	دلربائی دل ز من ناگه ربودی کاشکی	آشنائی قصه در دم شنودی کاشکی
خوب خساری نقاب ز پیش رخ برداشتی	ای درینا دیده به ختم بخت یک حسره	هزبه جنش مرا از من ربودی کاشکی
		تا شبی در خواب ماندم رخ نمودی کاشکی

<p>در پی سیم غم و صلتش عالمی دل خسته اند چون دلم را در دوا و درمان و جانز امرت از پی بود عاقی زان جدا افتاد و دم</p>	<p>بودی اورا در همه عالم وجود می کا شک بر سر در دم دگر و روی فرو دی کا شک در همه عالم مرا بودی نبود می کا شک</p>
<p>دوران کشاکش عشق میبود راه بیابان حیرت می پیو نمایش خواب و خیالش باطل شد چشم او بر زخا اورا آنجا آنچه افتاد و حسب حال او خواجه حافظ گفت بود که با خرمن مجنون لنگار کچه پشته می از مهر حقیقتش از مطلع مجاز طالع شد و اشعه لمعات کلیتش از مشرق جزئیت لامع گشت</p>	<p>دوران کشاکش عشق میبود راه بیابان حیرت می پیو نمایش خواب و خیالش باطل شد چشم او بر زخا اورا آنجا آنچه افتاد و حسب حال او خواجه حافظ گفت بود که با خرمن مجنون لنگار کچه پشته می از مهر حقیقتش از مطلع مجاز طالع شد و اشعه لمعات کلیتش از مشرق جزئیت لامع گشت</p>
<p>عکس روی تو چو در آینه جام افتاد حسن روی تو بیک جلوه که در آینه کرد غیرت عشق ز زبان همه خاصان بیرون من ز مسجد به خرابات نه خود افتادم چکند کز بی دوران نرو و چون پرگار زیر شمشیر غمش رقص کنان باید رفت در خم زلف تو آویخت دل از چاد و دن هر دوش با من و سوخته نطفی و گریست صوفیان جمله یفند و نظر باز و لے</p>	<p>عارف از خنده می در طمع خام افتاد اینم نقش در آینه او بام افتاد از کجا سر غمش در دهن عام افتاد اینم از عهد ازل حاصل فرجام افتاد بر که در دایره گردش ایام افتاد کانکه شده گشته او نیک سر انجام افتاد آه کز چاه برون آمد و در دام افتاد این گداین که چه شایسته انعام افتاد زان میان عاشق دل سوخته بد نام افتاد</p>
<p>برق عشق از محاب افاضت ماب غیب بد زشید و از مرآت حقیقت نامی حسن بتافت مجازش بحقیقت تبدیل یافت در آینه مقبیه جمال مطلق را بدید زخا از زوایه مجاز به صفا حقیقت کشید با خود گفت بیت</p>	<p>بار دیگر باید مچتن ز جا کُل شی با کب الاله</p>
<p>وید که عاشق خودست و معشوق هم خود و او در میان بخود آب وحدت از چشمه دلش</p>	<p>وید که عاشق خودست و معشوق هم خود و او در میان بخود آب وحدت از چشمه دلش</p>

از روحانیت شیخ بویریدست و ولادت مشارالیه بعد از وفات شیخ ابویرید به تیت بغایت بزرگ
 بوده اند و شیونات حالات و تنوعات اطوار ایشان بسیارست و روزی حضرت سلطان محمود
 از غزنی ببلانیت آنحضرت رفت مطلقاً به سلطان التفات نمود و او بهت و حشت او را در نظر
 نیاورد و از آن روز که تسلط لازم نشاء پادشاهی ست که پیرایه دکان صاحب جاهی غضب بر سلطان
 مستولی شد از روی تفرگفت چو نست که شهاب قرآن عمل نمیکند فرمود که چون سلطان گفت
 که حضرت حق فرمود اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولو الامر منکم و من از اولو الامر شما را و اطاعت من
 شیخ در جواب فرمود که من در طبعی الله چنان غرقم که به طبعی الرسول غیرم تما و اولو الامر
 چه رسد بعد از صحبت سلطان از تعظیم کردند و برخواستند سلطان از انحال نیز استفسار کرد چون در
 درآمدن برخواستند بودند فرمود که درین صحبت کلمه چند از عالم فقر فرو دآمد و در خاطر سلطان نشست
 من حرمت آستخنان و آتم نه حرمت سلطان آنحضرت اجوانی بود از نزدیکان بغایت خوش شکل



و خدمت آنحضرت میکرد و آنحضرت بسیار شفیقه او بود و اندان جوان در بیرون خلوت ایشان
می بود و ابریق آبی که وضو سازند میامید اشت شبی در خواب خوش بود جمعی از حاسدان
تبه روزگار آمدند و سر آنجوان را بریدند و بر سینه او نهادند چون صبح کاذب شد آنجوان
ابریق آب حاضر نکرد آنحضرت از بارگاه متوجه درگاه بودند و میخواستند که بگذارند و نفل
اشغال نمایند تا میدان صبح صادق نغز زدند جواب نیامد در خلوت باز کردند و دیدند که چنان
حالی طاری شده مطلقاً اظهار نفرموده اند و کسی از ایشان فهم نکرده و در همان روز
حضرت سلطان ابوسعید ابو الخیر رسیدند و جمع در ایشان ایشان بقوالی اشتغال
نمودند و سماع زدند و زیان سماع آن حال بر حضرت سلطان ابوسعید منکشف شد
اطهار فرمودند و رسم تغزیه از روی فقر بجای آوردند حضرت شیخ ابوالحسن فرمود که
اینچنین ریشی را آنچنان مرعی میبایست و اینچنین عیدی را آنچنان قربانی می شایست
در تاریخ سنه خمس و عشرين و اربعه از عالم رفته اند و قبر ایشان در خرقانست

مجلس هفتم

راکب براق برق سیر سلطان ابوسعید ابو الخیر بسیار بزرگ بوده اند و ریاضات و
مجاهدات در دشت خاوران کشیده اند و دران پایان رباعیات بسیار فرموده این

رباعی از اجمله است رباعی

اند همه دشت خاوران سنگی نیست	کز خون دل و دیده برورنگی نیست
در هیچ زمین و هیچ فرنگی نیست	کز دست غمت نشسته و دلتنگی نیست

در شهر نیشابور از مردم اسیل آنجا جوانی بغایت شکل و بسیار خوش فهم منظور نظر آنحضرت
گشته که کند عشق آنحضرت در گردن افتاده و آنجذابی تمام او را حاصل شده آمده و
سر را بر آستان نهاده و آتش غانوده که در سلک سایر بندگان انحرط یا بد قبول

موضع شیخ ابوسعید



می فرموده اند الحاح او از حد متجاوز شده فرمود که مادام که شانه در روی تو بند نشود
 نو در منزل درویشان راه نداری و از شرط محبت نیست که رو دادیم که ترا که بسبب روشن
 سخنی باید شنیدی و طغنی باید کشیدی آن جوان از بازار شانه نوی خرید و چنان در روی خود خلایق
 که در پوست و گوشت رومی او بند شد حضرت شیخ را بسبب مشاهده این صورت از آنجا
 رقت بسیار طاری شد و او را قبول نموده اند آن جوان را مال و جهات بسیار بود و تمام را
 بحضرت شیخ گذرانید و چند بنده داشت آزاد کرد و بر خط آزادی آنجا عت استد عانمود
 که حضرت شیخ اسم مبارک خود نویسد آنحضرت این را با عی فرموده اند که با عی
 گرزان که هزار کعبه آباد کنی
 به زنان نبود که خاطری شاد
 قاضی نیشاپور که او را صاعه نام بود و خواجه ابوالحسن محدث
 بهتر که هزار بنده آزاد کنی

که کلا تر شتر بود و مولانا عبدالمسلم مفتی بغایت منکر بوده اند آنحضرت را نوبتی آنحضرت
 به نیشاپور رسید در بیرون دروازه احمد آباد فرموده اند که محضر را نگاه دارند حسن بود
 رانزد قاضی صاعد فرستاده اند که از قاضی پرسید که آنحضرت کجا فرود آیند چون
 بر حسب فرموده از قاضی پرسید قاضی گفت کافران و لمحمدان کجا فرود خواهند آمد
 غیر محله ترسایان چون آنحضرت را اشراق ضمیری بود از ایشان مخفی نماند بجان عبات
 بعرض رسانیده فرموده اند که امثال امر بزرگان چیست در محله ترسایان فرود آمده اند
 و آن شب مجلسی بر حال داشته اند و چند کثرت تسماع زده اند ذوق و حالت ایشان
 در ترسایان تاثیر می غریب کرده بر تبه که در آنشب هفتاد و دو کس مسلمان شدند این کس
 راتق و فائق مہات نیشاپور ایشان بوده اند تذکرہ نوشته اند و نزد حضرت سلطان محمود
 غزنوی فرستاد مثل بر کفر و الحاد و حضرت شیخ صریح ساخته که اگر سلطان او را بقتل آورد
 گناہش در گردن ما و ثوابش از ان سلطان نشان موافق مد عامی ایشان نوشته اند
 که اگر در قیامت از عہد خون او بیرون می آیند رخصت دادیم که او را بقتل آورید
 اینصورت را فوزی عظیم دانسته اند و اتفاق کرده اند که صبح شبہ آنحضرت را با مردم
 و آن جوان بردار کشند و آن معنی از رومی کشف و الہام شد مافی الضمیر ایشان آنحضرت
 شیخ بدیشان نمود و ہمی بران مردم طاری شد و از ان فعل عہد کرده گذشتند در انوقت
 کہ این حکم از سلطان واقع شد دیوانہ لامی خوار بدرخانہ سلطان رفت و گفت
 کہ محمود را هیچ ننگ عار نمی آید کہ ریمان در گردن خود کرده و بدست قاضی نیشاپور
 داده کہ در گردن سلطان ابو سعید ابو الخیر کن و او را بردار کش به ہم کہ چو نش
 خواہد کشت چون این سخن بسطان رسید نشان تبغیض نوشت مصحوب نواحی فرستاد
 و عہد کرد کہ دیگر مثل آن حکم کنند کہ در عالم اہل حسد و غرض بسیار اند و در تاریم سنہ
 اربعین و اربعائے فوت شد و مدفون آنحضرت منہ است مدت عمر شریفش ہشتاد و سیال بود

مجلس هشتم

.

مقرب بارگاه حضرت الکبریا در دانی العظمت از ارمی خواجه عبد الله انصاری لقب و
 کیفیت و اسم و نسب آنحضرت شیخ الاسلام ابو یحییٰ عبد الله بن ابی منصور الانصاری
 بود پسر ابوب الانصاری بود که صاحب رحل رسولست در آنوقت که بعد بنده هجرت فرمود
 از که جامع علوم ظاهری و باطنی بوده در اشنامی تحصیل علم ظاهر سنجیست بی بی نازنین
 که خواهر کلان تر برادر او بود میرفت و دستار بزرگ می بست بی بی نازنین گفت که از
 الوان عبد الله به تنگم چون این خبر شنید تخفیفه بسته بمنزل مشار الیها فرستاد و همراه
 جوانی را که منظور او بوده برده بی بی نازنین پرسید که این چه کس است گفت شاگرد
 منست گفت شاگرد عبارت از چیست فرمود شاگرد کسی است که پیش کسی بنویسد یا دیگر
 و این شخص از علوم ظاهری پیش من میخواند بی بی نازنین گفت وقتی که علم ظاهر آموختن
 استادی ضرورت علم باطن خود بطریق اولی خواجه پرسید که پس چه توان کرد گفت روزی شش
 و مغرب عالم مثل ابو الحسن خرقانی نیست ترا بخدست او میاید رسید بنابران فی الحال
 متوجه خرقان شد بکه ام زبان شرح توان کرد که در آن بیابان در فرقت آن جوان
 چه کشید چون صحبت شیخ ابو الحسن خرقانی رسید و رسید به آنچه رسیده و دیده آنچه دید
 فرموده که عبد الله مردی بود بیابانی و طلب آب زندگانی ناگاه رسید به ابو الحسن
 خرقانی چندان کشید آب زندگانی که نه عبد الله ماند نه خرقانی فرمود که چون بهجت
 او رسیدم از صبا تا پیشین اقتباس نور از مشکوه جمیعیت او نمودم اگر تا شب از صحبت
 برداشتی امر منعکس گشتی و او از من فیض گرفتی مصنفات بسیار دارند از آنجمله تفسیر قرآن
 بزبان درویشان و تمنی در غایت اشکال بمنازل السایرین که در جزالت الفاظ و رعایت
 معانی خزانه ایت پر از جوهر اسرار و اکثر عبارات ایشان ازین قبیل است که مسائل
 کلیه را بطریق رمز و اشارت و مانند ک عبارت می درج فرمود مثل این که هر که در اول جبر گبر و

هر که در آخر نه جبر گبر یعنی هر که در ازل حال در طاعات و عبادات اشتغال نمود خود را
 مجبور و بی اختیار گرداند و در شمار گبر نیست و هر که در آخر بعد از آنکه از همه کار فارغ گشته باشد
 خود را بی اختیار نسازد و وفائی نشود و هم در مقام گبر است روزی دو کس از او ایسا که
 با آنحضرت مصاحبه بودند گفتند که میخواهیم که چند روز در مقام توکل بسر بریم با اتفاق
 گفتند و طشت و آفتابه رفتند چهار روز نشستند و درخواست را بستند مطلقاً از هیچ جا
 طعامی نرسید گفتند وقت طلب است اول آنکس که مرتبه اول است بود فرمودند دعا
 کن گفتند خدا یا منت رهی چراندی آن دیگری گفت آلمی منت رهی وقت نشد که دهی
 چون نوبت دعای مقرب باری شد گفت آلمی منت رهی اگر دهی و گرندهی ناگاه چون
 که محبوب آنحضرت بود رسید آنچه مطلوب بود رسانید و چون کیفیت شنید معانی سوالات
 را پرسید فرمود که این سه دعا مبتنی بران مسئله است که فرموده اند اهل عالم سه طائفه اند
 بعضی استعجالی اند و بعضی احتیاطی و بعضی منزله از هر دو که جمعی استعجالی اند و ایم آنحضرت
 حق چیز می طلبند و به انلاک و انجم و جنگند که چرامن بر حمت میگذازم و دیگران پیش
 و رحمت و من محتاج و بی زور و زور و دیگران قادر بر تحصیل مراد و توانگر و غافل از آنکه
 آنچه می طلبند از متغیات و از محالات است و این فیض درخور استعداد ایشان نبوده و
 اهل عالم اکثر درین مقام اند و آنکه دعای او چنین بود که آلمی منت رهی چراندی این
 زمره است و چون این فرقه چندان منزله نداشتند و در قرآن مجید آنجا که فرموده فاستعینوا
 بالصبر و الصلوة و انما لکم فی الدنیا و الاخری الفلاحین نام ایشان برده و التفات بدیشان نمود
 و بعضی دیگر احتیاطی اند ملاحظه میکنند که این چیز که خواهند طلبید ممکن است یا ممکن نیست
 و آنستند که ممکن است احتیاط می کنند که وقت طلب هست یا نیست اگر وقت طلب است
 می طلبند و اگر نیست نمی طلبند و اینها اولیا اند آنکه دعای او اینچنین بود که منت رهی
 وقت نشد که دهی ازین طایفه است و این حکایت که فنائی در شرح ابیات قنوی مولوی معنی

می آورد و از آن خبر میدد که در قضای معلق از رومی احتیاط در وقتی خود دعا کرده

هر آینه مستجاب شده نظم
در طریق حق کس از وی منته بود
خشک سالی کرخیاں هرگز نمباد
آتش از ابر قضا باران شده
رشته امید واری از حیات
مضطرب گردیده و در اضطراب
شیخ از رومی تسبیح در زبان
سر بر پهنه بر سه منبر نشست
پس بر آورد از کرم دست دعا
از کرم این در در اورمان منت
شیر باران را روان کن مبدم
از دعای شیخ آتش آب شد
همچو باران ابر در چشم سحاب
دور خیشد از قضا همچون آبست

شیخ مننه آنکه زار باب شهود
خشک سالی در نشاپور افتاد
سینها دید از عطش سوزان شده
قطع کرده جسمه طفلان نبات
مردم شهر از صغار و از کبار
نزد آنحضرت شدند افغان کنان
گوشه تاج غفار آبگست
در تلامطم تافتد بحر غنا
گفت یارب مایه احسان منت
بر این لب تشنه طفلان از کرم
در سماع دل چو فتح اباب شد
گشت از دود درون شیخ و شای
گریه میکرد ابرو میخندید گشت
و بعضی دیگر عاشقان درگاه

و سوخته راه اند که بحیث کشیده اند از محاط و ایشانرا نه پروای است نه پروای
احتیاط و صاحب شرمی از ان مقام خیر داده است بیت : قوم دیگری شناسم ز اولیا
که زبان شان بسته باشد از گوشت و حضرت ایوب پیاپی علیه السلام در یتیمقام بوده و
صاحب این دعا که الهی منت رهی اگر دهی و اگر نه دهی هم از انجا خبر داده و محلی که
بتحصیل علوم مشغول بودند تعلق بغریب داشتند بچوان ابو احمد نام و جهت او اشعار بسیار

لابی احمد و چه قمر الیسل غلامه

دارند و این مطلع از انجمله است

وله الخط غزال رشح القلب سهامه | فایا از همه کس مخفی میداشته اند عشق را

پنهان می توان داشت می پنداشتند در اول حال که هنوز با خیالش بسیر می توانست بر



و دندان خاموشی بر لب می توانست فشرد و در باغ وصال گاهیش با با و شمال این
باجرایم بود و بزبان عراقی از روی اخلاص این استعدا می نمود و شنوی

مرجا مریح با نسیم صبا بازگو تا از و چه میدانی دل بدروش چنان بود خوشحال تا برفت او برفت آرام و دیده کو طالب جمال تو شد	خبر از دوست چیت باز نما دوری از ما هنوز می جوید که نداند فراق راز وصال بر زمین نه روان دران کور باغش قوت خیال تو شد	حال ما بین درین پریشانی یا خود از ما سخن میگوید گرچه او خود نمی برد نام ماه بی مهر و بے وفار اگو تا که خاک درت پناه است
---	---	---

<p>آستان تو سجد و گاه هست اگر ای آرزوی جان که تویی تو مشغول وز جهان فارغ بست آب حیات جانست که دلم مخزن محبت تست</p>	<p>زین سخننا خلاصه انی هست بنامی مرا چنان که توئی هر نفس چشم شوخت از پی ناز قوت دل قوت روانست</p>	<p>آنگه دور از تو می نیارم نیست شوم از قیاس جسم و جان فارغ شیوه حسن میکند آغاز مشکن دل چنانکه عادتست</p>
<p>تطلع علی الافق بدل رسید چراغ دلش از ان صاعقه برافروخت و سرتاپای ظاهر بلانش اسبخت چنانکه در شنوی آمد و هو کو هر چه جز معشوق باقی جمله سوخت تو بین زان پس که بعد از لایحه ماند شاد باش امی عشق عالم شعله رفت</p>	<p>عشق آن شعله است که ز جان بر فروخت تیغ لا در قتل غیبه حق بر اند ماند الا الله باقی جمله رفت چون در ورطه هلاک افتاد مضمون این</p>	<p>دلم از جان و تن جدائی کرد در سماع تو ام چو حال گرفت مایه جان و دل بر افشاندم اندر ان بس بود ز روی تو تا</p>
<p>چند بیت عراقی را بد و فرستاد نظم تا غم تو قبول کرد مرا به از وجود خود ملامت گرفت اگر ای آفتاب جان افروز گو در آفتاب و ماه متاب</p>	<p>تا غمت با من آشنائی کرد هستی من ملول کرد مرا آیت عشق تو چو بر خواندم شب ما ز رخ تو گرد و روز</p>	<p>دلم از جان و تن جدائی کرد در سماع تو ام چو حال گرفت مایه جان و دل بر افشاندم اندر ان بس بود ز روی تو تا</p>
<p>گفت مرا هفتاد هزار بیت از اشعار عرب یاد بود و صد هزار نیز میتوان گفت از اشعار متقدمان و متأخران که هر یک درمی بود و ناسفته با دایره بقرآن خواندن مشغول مینمودیم و چاشت به درس گفتن و شبش ورق کتابت می کردم و یاد دیگر فتم و بعد از ان مشق میکردم اوقات خود را توضیح کرده بودم چنانکه یک لحظه بیکار نبودم و هر روز کار من هیچ بمر نیامدی بلکه هنوز در بایستی و بیشتر روز بودی که تا نا خفتن بر نهار بودی و شب در چراغ حدیث نوشتی فرغت نداشتی مادر من در میان کتابت کردن نان می شکستی و در دایان من مینامیدی و مرا حضرت حق خطی داده بود که هر چه بیکر</p>	<p>گفت مرا هفتاد هزار بیت از اشعار عرب یاد بود و صد هزار نیز میتوان گفت از اشعار متقدمان و متأخران که هر یک درمی بود و ناسفته با دایره بقرآن خواندن مشغول مینمودیم و چاشت به درس گفتن و شبش ورق کتابت می کردم و یاد دیگر فتم و بعد از ان مشق میکردم اوقات خود را توضیح کرده بودم چنانکه یک لحظه بیکار نبودم و هر روز کار من هیچ بمر نیامدی بلکه هنوز در بایستی و بیشتر روز بودی که تا نا خفتن بر نهار بودی و شب در چراغ حدیث نوشتی فرغت نداشتی مادر من در میان کتابت کردن نان می شکستی و در دایان من مینامیدی و مرا حضرت حق خطی داده بود که هر چه بیکر</p>	<p>گفت مرا هفتاد هزار بیت از اشعار عرب یاد بود و صد هزار نیز میتوان گفت از اشعار متقدمان و متأخران که هر یک درمی بود و ناسفته با دایره بقرآن خواندن مشغول مینمودیم و چاشت به درس گفتن و شبش ورق کتابت می کردم و یاد دیگر فتم و بعد از ان مشق میکردم اوقات خود را توضیح کرده بودم چنانکه یک لحظه بیکار نبودم و هر روز کار من هیچ بمر نیامدی بلکه هنوز در بایستی و بیشتر روز بودی که تا نا خفتن بر نهار بودی و شب در چراغ حدیث نوشتی فرغت نداشتی مادر من در میان کتابت کردن نان می شکستی و در دایان من مینامیدی و مرا حضرت حق خطی داده بود که هر چه بیکر</p>

زیر قلم من بگشاید مرا حفظ شد نمی چنانکه سی صد هزار حدیث با هزار هزار اسناد و مراد بود که
 بود و آنچه من کشیدم در طلب احادیث حضرت رسالت پناهی صلی الله علیه و آله و سلم
 هرگز کسی نکشید بودم از ماه تا بماهی سیل عشق طغیان کرد و خانه علم مرا ویران ساخت
 آتش اول که از سنگ آهین عشق و درد به سبب دیدن جمالش برافروخته در دل خست و آتشی
 و آتش دوم که کوه کوه از آسمان استغنا و افتد از بکلم لمن الملک الیوم لئلا الواحد القهار
 بر سر ریخت در میان وجود افتاد و خاکستر بود و نبود مرا بباد داد دل ازان صدمات
 سطوات صاعقه بیوش شد و آنچه میدانست بیکبار فراموش گشت مصاحبان بنیاد و ملا
 گرد و نصیحت رافضیت رسانیدند هر یک از ایشان آتشین اعراض بر می افشاند و او این

غزل میخواند غزل	ای ملاست کنان بی محل	سعی کمتر کنی در باطل
هستم آشفته بر رخ که دگر	شد پری و اله و ملک و صل	دل دیوانه در سر نفس
کی برنجیر ماسود عاقل	از خیالش چو شاکرم کونیز	نیست از حال عاشقان غافل
ای صبا ای صبا غلام تو	گر گزاری کنی بدان منزل	حال بیچارگان بادیه را
برسانی پیش آن محل	گوی در آرزویت انصاری	جان همی داد و حست اندر دل

و در اول حال بکلم رانی نظر ایک معشوق را برای خود می طلبید و از فضا می خلا می جویی
 لن ترانی می شنید و در واسط کار خود را برای او میخواست چیزی در معشوق می افزود
 و از عاشقی میکاست در آخر کار که محو بعد از صبح بود و آخر هستی بر لوح وجود نماند و عشق
 و عاشق اثری نه کشور نیستی و نه در خط هستی و در محبت ربا تا پیر برات از اولیا بش است
 گفتن نمی است خدا آگاه است در قرب اهل که انا الحق شد که در قرب فرائض انا همدان شد

و بحکم حدیث علماء ائمتی کا بنیاد بنی اسرائیل بعضی در مقام تنزیه و بعضی در مقام تشبیه
 و بعضی جامع در میان تشبیه تنزیه اند آنکه در مرتبه تنزیه صرف اند بر قلب عیسی اند و آنکه
 که در وادی تشبیه محض اند بر قلب موسی و جمعی که متفق الاطراف و جامع الاضداد اند

بر قلب حضرت مصطفیٰ اند حضرت خواجہ عبداللہ انصاری صاحب جمعیت ست چنانکہ از
کلام باکرش معلوم میشود آنجا کہ فرمود کہ آنچه منصور گفت من گفتم او آشکار و من نفیتم
حافظ نظر بہین معنی گفته ام | ایدل طریق رندی از تہذیب موز | سستہ و در حق او کس کیان ندارد
ولادت آنحضرت در تاریخ سنہ حسن و ثمانین و ثمانتہ بود و در انسال مبین الدولہ سلطان محمود
سبکتگین بندوستان فت و در سال دیگرش تمانرا فتح گرد و لشکر خان بخراسان درآمد
و مدت حیات حضرت خواجہ ہشتاد و سہ سال بود و در سنہ احدی و ثمانین و اربعہ تہ کہ حرو
آن فات باشد از عالم رفته

مجلس پنجم

عارف سرجمالی امام احمد غزالی	نظم شیخ کامل امام ربانی	کرده در عمد خویش سلطانی
جان و معدن محبت و شوق	دل اویغ معارف و ذوق	از اصحاب شیخ ابو نصر ساج



مصنفات و تالیفات مقبر دارد و از کمال او بیاست منظور گیمیا اثرش آینه جمال سبع المصنفات
عین القضاة همدانی و کتاب سوانح العشاق را در غلیان عشق آنحضرت نوشته است

جمع کرده در دو قافیه حسن	زرع کرده در و شقایق حسن	همه رمز و اشارت و تلویح
ناموده در و مراد صریح	کرده پس معنی عزیز و غریب	جلوه در کسوت بدیع عجیب
عشق مطلق در و بیان کرده	و ان بیان از سر عیان کرده	از اختلاف تعاقب بسیار
عشق را وصف کرده در اطوار	و راجعیات غریب مثل بر نهایت عشق در ان کتاب برج فرموده	

و این چند رباعی از انجمله است رباعی	با عشق روان شد از عدم مرکب ما
روشن ز شراب وصل دائم شب ما	زان می که حرام نیست در مذہب ما
تا روزا بد شک نیاید لب ما	دل کرد بیسنگاه در دفته عشق
جز روی خوشت ندیدم در خور عشق	چند آنکه رخت حسن نه بر سر حسن
بیچاره و لم عشق نه بر سر عشق	هر روز باند و دلم شاد و ترمی
در جو رو بجا نمودن استاد ترمی	چند آنکه بعاشقی ترانده ترم
از کار من امی نگار آزاد ترے	شمعی ست رخ خوب تو پروانه منم
با عشق تو خویش و ز تو بیگانه منم	هر زلف تو سلسله است و دیوانه منم
هر عمل شراب ناب پیما منم	و تو بیتی دیگر بر جوانی مهر منظر ماه پیکر

مفتون گشته بود در عشق آن لیلی و شش مجنون شده چنانکه شیخ عراقی نظم آورده عنون می

شیخ اسلام امام غزالی	آن صفا بخش حالی و قالی	واله حسن خوبرویان بود
در ره عشق دوست جویند	بود چشم صفای آن عاشق	بر نگارین رخان چنان عشق
که همی شد سواره اندر رمی	وز مریدان ز حد فرو نپر	دلبری دید همچو بد رستم
که برون آمد از در محاسن	کرده از لطف حسن ربانی	تاب حسنش حسان نورانی
شیخ راجه چمن بر و افتاد	صورت دوست دید باز آفتاد	شده مردم به شیخ در نگاران

شیخ دود و می آن پرمی حیران
 یک مردی که بود غاشیه دار
 شربت از اینمه خلا نیست
 گزنیفا دمی بصورت کار
 باوه از جام عشق می نوشند
 اگر هست قوت مردان

صوفیان جبه منفعل گشتند
 شیخ را گفت بگذر و بگذر
 شیخ گفتش گوی بیج سخن
 بود می جبر سیل غاشیه دار
 زاندر و ن غفلت برین
 اینک آپ و صلاح داین میباید

همه بگذر آشتند و بگذشتند
 دیدن صورت از تو لائق
 روتیه الحسن رحبت الاین
 عاشقانی که هست و در شوند
 رومی لیلی چشم مجنون بین
 امام محمد غزالی که برادر مستر او

با آنکه قهوجی غریب بوده و نصد و نود و نه رساله تصنیف فرموده در ایام سلطنت سلطان
 محمد ملک شاه فقها جمع شدند و بد و رسانیدند که غزالی امام اعظم راطعن کرده و اراجحه الاسلام
 میگویند و در اسلام هیچ عقیده نیست و او را بلکه اعتقاد فلاسفه و ملاحده دارد و کفر و بد
 و اسرار شرع را بهم آمیخته و خدا را نور حقیقی میگوید و این مذهب مجوس است مزاج سلطان
 برین سخنان بر و تنغیر گردانید چنانکه قصد رنجانیدن او کرد و حجه الاسلام را طلب فرمود
 و او عذری آورد و سلطان فرمود که چون بشهد رضویه رویم او را آنجا در پایشیم چون بشهد
 رسیدند بعد از گفتگوی بسیار عارضان سلطان معین الملک را فرمود تا کس به طلب
 حجه الاسلام فرستند چون بنزدیک تخت سلطان رسید سلطان برخاست و او را بر کتاف
 تخت نشانید بعد از خواندن قرآن فصلی شمل بر حقانق و موعظه بر سلطان خواند و در آخر
 فصل گفت که در زاویه خجول نشسته بودم فخر الملک مرا گفت ترا به پیشاپور میباید رفت گفتم
 این روز کار سخن مرا احتمال نکند گفت پادشاه بیست عادل و من در پیش او به نصرت تو برخیزم
 امر و زکار بجائی رسید که سخنان میشنوم که اگر در خواب دید می گفتی اضغاث احلام هست
 اما آنچه بعلوم تعلق دارد اگر کسی را بدان اعتراض هست عجب نباشد که در سائل من شکلا
 بسیار است که فهم علماء ظاهر بدان نرسید فاما هر چه گفته ام از عده آن بیرون می آیم این
 سئل است شمارا باید که از عده آنچه خدا بگردن شما کرده بیرون آید که خلق مملکت بدین

گرفتند ساخته و شمارشان گردانیده که از کزنگی و تشنگی و از ظلم و زیادتى برایشان و از
 بار کردن ایشان از شما سوال خواهند کرد و ما را سایندهیم خدا توفیق دهد ما را و شمار که از کاه
 و سهم خویش غافل نشوید سلطان آنرا دور کرده و به اعزاز تمام حجة الاسلام را بجای خود
 فرستاد حجة الاسلام خود امامت میفرمود امام محمد بجاعت حاضر نمی شد مردم زبان طعن
 گشادند یک نوبت در صبح بجاعت حاضر شد و در میان فاتحه خواندن نماز را برید و در
 بیرون مسجد نشسته انکار آن مردم زیاد شد بعد از فراغت از نماز از کیفیت پرسیدند
 فرمود که در آن محل که امام فاتحه میخواند و ضعیف تر شد گشت که سر چاه پوشیدی و گو ساله
 نه بستی در چاه خواهد افتاد کسی که در نماز در فکر گو ساله باشد اقامه بدو چون توان کرد
 نماز آنست که امیر المومنین علی کرم الله وجهه گذارده که پیکان از پای مبارکش بیرون
 آورده اند در میان نماز او همچنان بخیم بود شعر

بجهد خبرند ارم چه نمازی گذارم
 که تمام شد رکوعی و امام شد فلک

چون از امام محمد غزالی علیه الرحمته پرسیدند اقرار نمودند
 در تاریخ سنه اربع و عشر و خمس مائه از عالم رفت و در قزوین مدت

مجلس دهم

پرو و دار کاخ الکبریا در والی حکیم سنائی کنیت او ابو محمد محمد الدین بن آدم است و او
 با پدر شیخ رضی الدین علی لا اله الا اناسی عم بوده اند از کبار شعراء طائفة صوفیه است سخنان
 او را با تشهاد و در مصنفات خود آورده اند و کتاب حدیقه الحقائق بر کمال او در شعر و
 بیان از وقایع و مواجید و شوق ارباب معرفت و توحید و دلیل قاطع و برهانی ساطع است
 و از مریدان خواجه یوسف همدانی بودند از حکمای الهیست در بدو حال طریق حکمت
 بر نثار او غالب بود و بشاعری مشهور وقتی از اوقات سلطان محمود غزنوی را در محب
 غزائی شده بود بدان نیت از شهر بیرون رفت حکیم قصیده آنچنانکه قاعده بود بنام سلطان
 گفت و سخن خواست که بجام در آید و بعد از آن غزیت اردو نماید چون به گلخن حاکم رسید

آواز سنانی شنید گوش کشید معلوم کرد که دیوانه لای خورست بسر در کج کفن آمد و دید که
کفن تاب قدری لای شراب از بنوی شکسته در سفالی میریزد لای خور گرفت بیا و بگور
محمود که غرنوی که او کار اسلام را بنظام رسانیده که این زمان میرود که کار کفر را سرانجام
کند بعد از آن گفت کاسه دیگری در بگور می سائیک شاعر که او را خدای بچه کار آفرید و او
چه کار میکند حکیم چون این سخن شنید او را حالت غریب ست داد آن غریت را رخ کرد
و در کج انزو او بروی خلق در بسته و شیوه اهل فقر پیش گرفته و بر تبه بلند و بقا مات از بند
رسید و در میان های آنحال شیفته پسر قصابی شد همواره منزوی و منقطع می بود و از خلط
و آمیزش با اهل دنیا اعراض مینمود و در تمام عمر کفشی داشته که در وزن به پنج من رسیده بود
بسکه پاره و وزی کرده اند تهرته بروی هم دوخته چون در عشق آن جوان بی باقتی بسیار
مینمود از روی امتحان که ببیند که در عشق صادقست یا کاذب آن جوان تصاب را حکیم گو گفتند
طلبیده که خوارزم را اعتقاد تمام نسبت بحکیم ثابت بود شمارا لیکه نقش نجمنی پیش آن جوان سپرد



و غنیمت خوارزم فرمود این غزل را پیش از غنیمت خوارزم گفته بود و در غزل

تا خیال آن بت قصاب در چشم منست تا بدیدم دامن برخونش اکنون من شک جای دارد در دل پر خونم آن دلبر مقیم جان و آرمش جهانی را همی بخشد به لطف گرچه باشد بانبانی چون گل عسار دور	زان سبب چشمم همیشه همچو رویش زخمت بر گریبان دارم آنچه ماه را برداشت جاسه پر خون باشد آنگس که در خون سکنست گرچه کارش همچو گردون کشتن است و تنست در شامی اوستائی دهن بان چون سونست
---	--

چون خوارزم رسید حاکم آنجا اغراز و اکرام نمود و پانصد گوسفند اعلیٰ گذرانید آنچنان
نیز بهین عدد گوسفند طلبیده بود چون گوسفند را مطلوب رسانید کفش خود را طلبید آنچنان
همان روز اول کفش را گم کرده بود به قصد که به بیند که پروای آن دارد که امانت با طلبیده
یا نه او خود پروای سرنداشت جمعی حاسدان با حکیم گفتند کسی کفش را که بغایت مختصر است
نگاه نداشت دلی که صد برابر بجز و برست چون نگاه خواهد داشت در جواب ایشان گفت با

اند عجب کان قصاب کویت	و انجامی بهر غرقه بخونش کویت	از خون شدن ملی که می اندیشد
-----------------------	------------------------------	-----------------------------

آنجا که هزار خون ناخنی بچویت	و در همان بیت الاخران که بود منزوی شد بعد از چند وقت
------------------------------	--

آئینه جمال پسری که پدرش کشتی بان بود و از جمله ملازمان سلطان بود و عکس پذیر عشق حکیم
میشد و کسی بران اطلاع نداشت روزی این رباعی را گفت و نزد او فرستاد و با ع

دل جامی غم تو نیستی خون کنی	در دیده توئی و گرنه جیون کنی	ایندصال تست ورنه جانرا
-----------------------------	------------------------------	------------------------

از تن بزار جیله بیرون کنی	حضرت مولانا چند جامع حکیم دارند و این غزل از آنجمله است
---------------------------	---

که آنچنان مرد و جان بجانان سپردم گفت کسی خواجه سنائی ببرد

تاک نبود او که بیادی برفت	آب نبود او که به سرافسرد	گنج زری بود درین خاکدان
---------------------------	--------------------------	-------------------------

کود و جهان را جوی میبرد	قالب خاکی سوخی خاک آلودند	جان خرد سوخی سموات برد
-------------------------	---------------------------	------------------------

جان دوم را که ندانند خلق	مخلطه گوئیم بجانان سپرد	در سرفراختند بهیم یک و دگر
--------------------------	-------------------------	----------------------------

روزی رازی روی و کرد خانه خود باز و بند هر یک | اطلس کی باشد هتای برد

تا رنج تمامی حدیقه چنانچه خود به نظر آورده سه عس و عشرين و غمناک بود و فوت شدن
آنحضرت در همان وقت شد

مجلس یازدهم

مصبح الارواح مثل نور که شکوه شیخ عین القضاة کرم روی غریب بوده در رسائل او
شوری بسیارست و حقائق عجیب و شمار کمالات صوری و معنوی آنحضرت از مصنفاتش
ظاهرست چه عربی و چه فارسی آنقدر کشف حقائق و دقائق که او کرده از کم کسی واقع شد
عاشق جوانی زرگر بود و لواحق را در بیان عشق آن جوان نوشته و در آن کتاب ترجماعیات



عرب است و این چند رباعی از آنجمله است رباعی

در کوی امید منزلی بایست	وز کشته عشق حاصلی بایست	گفتی که بصبر کار تو نیک شود
باصبر تو باید که دلی بایست	تا بادل من عشق تو آینه نشود	صدفته و آشوب بر آینه نشود

از خجور آید آتش بارت گفتم که نم گفتم که فردا طلب	تا چشم ز دم خون دلم رنجیده شد گفتم که دلم گفتم که در آتش عشق	گفتم جانم گفتم برو و طلب پروانه چو اولس ست نجاس طلب
در کتاب تمییدات آورده اند که بعضی از سالکان این راه در مقام بهوشی گمان برده اند که ساوی الطرفین شدند چون صفر غالب بود ز نار بستند و انا الحق گویان بر دافقا برآمدند بعضی بشمشیر گذرانیدند و بعضی را سوختند و با این فقیر نریمان آتش در کاسه است		
آیتا که باشد نظم باتو همانرا سر پر خاشاک کاسه آلوده بخون بسیت چشم طمع هر که درین جامه دو کان نشد از گریه همه خون برد بست برین جلوه که بی سکون لحظه از خواب گران خاستند چام شراب طرب آن نوش کرد چون دیگران سفره خویش نه مست می عشق ز جامات عشق	چرخ بسی کرد ازین گونه کار هر تو در کاسه همین آسیت هر که یک انگشت ز خاشاک بکشد شعله غم دامن عمرش بنبت حلقه زنجیر مرصع نطق در جگر لاله دل غنچه خون و ده چو چرخ رخشان در گرفت کز همه کیباره فراموش کرد در ره دل با غم خود ساخته پیر فریاد مقامات عشق	باز دیگر تا چه کند روزگار چرخ فلک را تو گم گوی کسی بس سرنگشت ز حسرت گزید کیست که خود از می گلگون درد جمله نهادند چو کسری بطاق بزنگه یار رخ آراستند با دفاشان زمین بر گرفت زین طبق اورا غم نایش نه وادی تحسین همه را باخته و کتاب تمییدات ظاهر تمیید
مقدمه همان عشق بود و چه ساله است پر کار و دران حقایق و دقائق عشق بسیار شمل بر بسی رباعیات پر شور و شغب بر یک ازان محرم سلسله در و طلب این چند رباعی از انجمله است		
رباعی آتش ز غم و بسوزم این هب گیش مقصود توئی مرا نه جانست نه دل ای برده دلم بغزه جان نیز بر کز بیج اثر نمساند از من بجهان	عشقت بنهم بجای نه هب و ریش ماکی دارم عشق نهان و درون خویش بروخی ول دوین نام و نشان تیر بر تا خیر رو اندازد آن سپهر میر	

پر کن قسح با ده و جانم بتان	مستم کن و از هر دو جسام بتان
با کفر در اسلام بدن ناچار است	نمود را بنما ازین و آثم بتان

در کتاب لوح آورده که من قلمته فعلی و تیه و من علی دیته فاما دیته غوری عظیم دارد در بیان توان آورده مصرع کسی سرش نیندازد زبان درکش زبان درکش و بیشتر سبب هلاک عاشقان از کشف اسرار ربوبیت است زیرا که در عالم طریقت افشای سر الربوبیه کفر و کفر بعد از ایمان بغیرت معشوق ارتداد بود و ارتداد موجب قتل من بدل دیته فاقطه شبلی گفت در آن روز که حسین منصور در عالم هویت آن جلوه بود در مقابل او بماند مژگان و بعضی اسرار در نظر آورد م چون شب درآمد توجه بجانب ذات کرد م تا بر اسرار واقف شود بحال ذوالجلال مکاشف شد م نیاز عرضه داشتیم گفتیم بار خدا یا بنده بود از اهل توحید مکاشف به سر عشق و مقبول درگاه حکمت درین واقعه چه بود و خطاب آمد یا دلف کوشش بس من اسرارنا افشا با قتل به مازی یعنی امی مقرب درگاه مطلع شد حسین منصور بر سری از اسرار ما افشا کرد و افتاد در افواه و فرو آمد بد و آنچه می بینی گفتیم چون کشتی خوش است

فرمود یا دلف من قلمه فاما دیته رباعی	گفتم که ز اسرار من آگاه کن
چون من کشت دم مزین و آه مکن	گفت انگنی ام چو کشته بر روی زمین
این حال دلم بکام بدخواه میکن	در تاریخ یا نصده سی و سه فوت شد و قبرش نیست

مجلس دوازدهم

استجاب که عودتینا ربنا بالسلام و ادخلنا دار السلام زنده نیل احمد جام گرم روی غیب بود اگر چه غرقه از حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر گرفت و سلوک بامر او کرد و آنحضرت فرمود که علم دولت ما را بر بام خانه خماری زویم فاما جذبه اش بر سلوک مقدم بود و این در بیت ادا شعار او نیز شعر بدست خط

غافل مشو که مرکب مردان مرد را	نویسد هم مباحش که رندان پاده نوش
-------------------------------	----------------------------------

سنگلاخ با دپه پیا بریده اند

تا که بیک خروش بنهزل رسیده اند | در بد و حال ساقی بزنگاه زندان دهم

بود و بنطوق یسعون فیما کاسا کان | مزاجها زنجبیل شراب زنجبیلی که موجب بقیر است
 دوران اشنا دارویش رسید و بر دلقینی حاصل شد از جام عن الا براریش چون من کاس
 مزاجها کافو هست گردید و از غایت سستی بسر غلطید و صراحی و جام شکست و در برای
 خمشست در اول جامی بود و در آخر دریا آشنای اختیار نمود و بر زبان حضرت لومی

بیت بحر بود پیاله ام کوه بود نواله ام | هر دو جهان چو لقمه هست درین زبان من

در همان وقت تعلق آنحضرت به پسر امیر که حاکم نیشاپور بود واقع شد و او صاحب جامی بود
 به آنگونه که شیخ نظامی تعریف نموده

بیت	جهان افروز و لبندی چه لبند
بجز منهایل خمر ارباقند	چنان که ز رفتنش کبک در می را
لب و دندان از عشق آفرید	رخ از باغ بسک و حی نسی
دمان از نقطه موهوم سیمی	گلاب او چو گلهای عرق یز
کشاده طاق ابر و ماسروش	و به سبب عشق آن جوان

بسی اسرار نماند او را در پرده کتمان مانده بود و پرده نشین غیب بکرم این مطلع
 شیخ عطار که بیت

ای رومی در کشیده بازار آمده	خلقی بدین طلم گرفتار آمده
-----------------------------	---------------------------

چهره کبسی نمی نمود که در غلط انداخته بود یاران خود را که بر سر کوی هستی بودند و بر سر
 چار سومی خود پرستی با آنکه باشاید شراب سرور ایشان حاصل شد و سر او را سرور می
 و اشامی دل او واقع شد و در نظرش بنطوری و ندانستند که دل او داله و حیران دیگر
 چشم او سرگردان زیبا منظر نظم

چشم طر فی و دل و جان مایل است	تامن با لم خانه جان محفل است
در دیده چگونه جاد هم مردم را	چون منظر دوید سر منزل او است

موضع شیخ احمد جام و پسر میران



شعر فی جان سگری جان سگری لعینه | بهم تم لی گنتی الهوی مع شهرتی رباعی

گر غم زدلم بی نشو بم حکیم | در غصه کناره گر جویم چه کنم | چون حال من از قیب کردند نهان

پس شکر مصاحبان نگویم چکنم + میگوید وقت است که شکر گویم آن عاشقان مجازی تظاهر

سرکوی پاکبازی را در حین شتی و هنگام می پرستی که سبب ایشان ظاهر نشد فقهای من پرد

استاراند سرهای من با وجود آنکه چرخ کج رفتار دست بخت اختیار مرا در کتمان بر تافته بود

و عشق من شهرت و شیوعی تمام یافته و نه همین است که میخواهم از مردمان پنهان باشم

می خواهم که خود نیز در میان باشم مظم | از غیرت آنکه نشود نامش گوشش

ای کاش شوم ست و نیایم باهوش | همیشگی من را هنر جانم شد

چون ست شد کم فیه من ایام شد | دشواری من ز باغ و دیهیم بود

آیندم که ز خود برفتم آسانم شد | میگوید چو از جامات شرابا عشق مست

شدم و از توالی نشأت او از دست بستم شکاری از ولایت من بخت بر بست سلطان

مستی با عساکر خودی بر تخت نشست شرم و دشت از میان برخواست و دل محفل طاعت	
مواصلت بیار است و فرو نیا بدین دران بباست مطالبت هیچ خوف و پشیم و	
دست ردی از روی سلیبت او بر سینه خوردم رباعی	ویدم ز کتاب عشق چون فلان
کردست تمام رفته اقبال دلم	بام عجبی تا چه شود حال دلم
و در دج او حضرت اقف سرگشتم امیر محترم فرموده باعی	جز دیر و کلیسیا سازیم مقام
درند سب ما پیر خرابات امام	دانی که بود جام جم احمد جام

وزبان تر تش در بیان حقیقتش بدین ترانه مترجم گردیده غزل

کافری جز در میان هیچ زلف یار نیست	کبر کی جز در بر آن زگس خونخوار نیست
ما سلمانی بروی یار خود در باختیم	رد اسلامیم و اندر کافرایان یار نیست
راه و جملش چون روم چون نیست ننگه پند	حلقه بر در چون زخم چو در درون دیار نیست
ما درین دریای شرف بیکران افتاده ایم	گر برون آیم جازا حسد فدا نمی یار نیست
احمد اتا در بنای جاده مال و جان تن	هر که کر عشق بر بند می بجز زنا نیست

در تاریخ سنه ست و شصت و هشتاد و هشت از عالم رفت و روضه مبارکش در جاست

مجلس سیزدهم

آئینه جمال من رانی شیخ او حدالدین کرمانی از کبار اولیاست از اقسام شعر و رباعیات	
اعلی بسیار دارند و از شنوی رساله دارند که آنرا صبح الارواح نام کرده اند کتابست	
و رعایت خوبی و نهایت مرغوبی مفتوح آن کتاب نیست نظم	چون غره صبح گشت خرا
شد طره آسمان مطرا	بر بست فلک نقاب انور
مرغ سحر می تمام بر چید	هر دانه دُر که در صدق نید
عشق نبوند و اکثر اوقات سماع میزدند و چون شعله عشق سر بوق میکشید گریبان خود را	
چاک میکردند و سینه برهنه می ساخت تافی اجماع تسکینی دست میداد و این دو با هم از	

ر با ع *

از دید و دوق کردن بگفت
گفتم جگرم گفت کبابی کم گیر

پشیمی دارم همه پراز سورت دو

یا اوست و ن دیده یا دیده خود او
گفتم که دلم گفت که در کو خشت

با دیده مرا تو چون دست بدو

گفتم چشمم گفت شرابی کم گیر
صد خانه خراست خرابی کم گیر

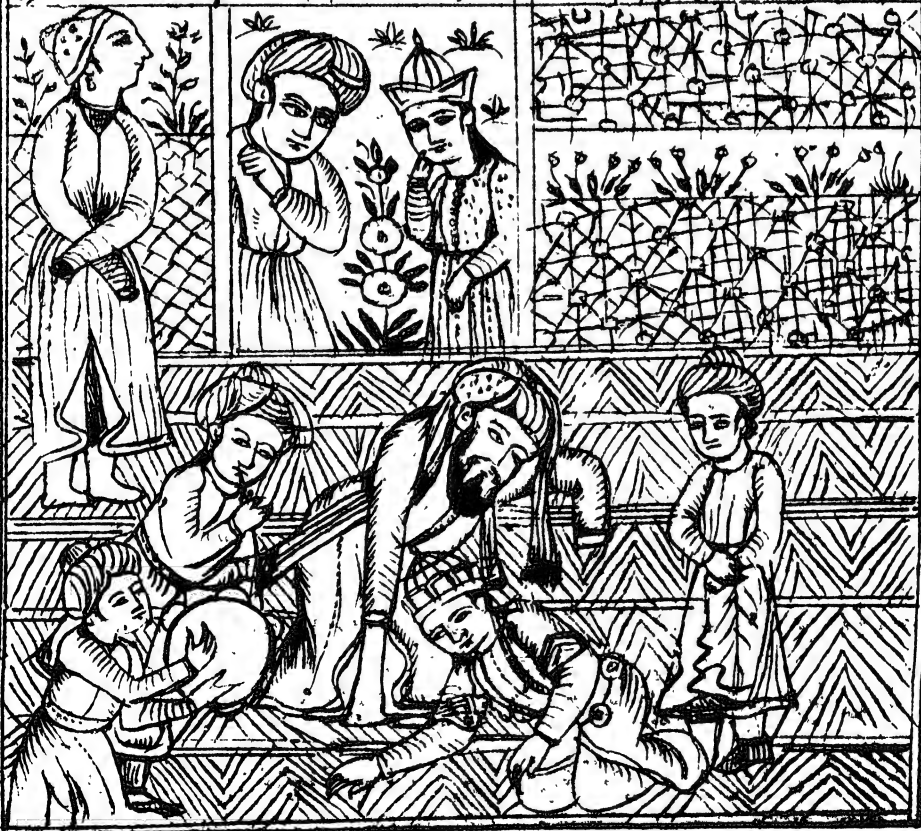
پسر پادشاه را موسی آن شد که مجلس سماع آنحضرت حاضر شوند نواب عرض کردند که عادت او آنست که ذوق و حالی که او را در آن حالت پیدا می آید جامه خود را و جامه منظور که در مجلس می باشد شق میکند و سینه بسینه او میرساند مصاحت نیست که شما به مجلس او بی فرمود که اگر مثل این صورتی از او ظاهر شود این خبر بر سینه او زخم چون در مجلس آنحضرت حاضر شد حسنی بحال دشت در و غنچه آن حالت میبود چون اشراق ضمیری آنحضرت را بود او ضعیف و

سهلست مرا بر سر خنجر بودن

غازی چو تویی رویت کاف بود

و قف شد در سماع این رباعی فرمودند و خواندند رباعی

در پایی مراد دوست بهیر بود
تو آنده که کافر می را بکشی *



پسر پادشاه بی طاقت شد که بیان چاک کرد و در پامی آنحضرت افتاد شیخ بمرتبه شفته او شد که دست و دلش از کار رفت بلکه تمام از پیر کار رفت و از ربا عیادت که در آن مجلس سماع بخواند

این چند رباعیت که نوشته شد و در	هر چند در خورد تو ام بیدانی	خون شره پرورد تو اطمینانی
و سوخته عشق تو ام می بینی	تا تم زده در تو ام بیدانی	دل چون ل من غمزه تو اندو
صد اقصه بر هم زده تو اندو	تا شربت عالم نشود و غنابه	قوت من تا تم زده تو اندو
و عشق تو ام هر نفس و ده توبس	در درد تو ام تا سر نلند و توبس	در تنهایی که یار باید صد کس
کس نیست هم چاکس اند و ده توبس	حالت شیخ بمرتبه در و تاثیر کرد که نام و ناموس را و اوع نمود	

و در سماع رفت جمعی از درویشان صاحب ذوق و شوق که نظاره حالت آن سر و سخی کردند فی الحال قالب تنی کردند و در تاریخ پانصد و سی و شش از عالم رفت رزمان خلافت استخدا

مجلس چهارم

مطلع جمال احدی شیخ اوحدی از مریدان حضرت شیخ اوحد الدین کرمانیست رانزما شروده کس از او لیا در مجلس حضرت شیخ صدر الدین قنوی فصوص الحکم میخواندند مثل شیخ عراقی و امیر حسینی و شیخ سعید فرغانی و شیخ اوحدی یکی از ان شروده است بر جوان حیدر عاشق شد بود و نخل ترجیع فرمود ربا عی در خرابات عاشقان گوشت طوق داران چشم آن ماهند

این ترجیع را میخواند چون بدینجا رسید که بند همین چو دست ترجیع	و نذران خانه پری رویت
فی طریق الهوی گمایاتی	روزی پسر حیدری در معرکه
دانشمندی در کنار معرکه بود جوان را پیش خود خواند پسر	من و آن دلبره خراباتی

حیدری رهنه آن شد که بجهت زردانش میطلبید معرکه را گذاشته و پیش دانشمند آمد حیدری گفت که فی طریق الهوی گمایاتی بضم قاف خواندی فی حرف جرست فی طریق الهوی بکسر قاف خوان طالب علم دیوانه در پهلوی آن دانشمند بود روی به آسمان کرد و گفت خدایا این را هم تو آفریدی او حیدر پست نخی نیست که هر مملی که تو از پر و زبر گویی او

پرزخود شیخ را شمار خوب بسیارست روزی در وطنیان درو مندی و نامرادی که در انحال
دست داده بود این بیت گفته است شعر

چو دل ز دیده پر نجبت و من ز سر و دود بدرد / نه عشق با دانه عاشق نه دیده با دانه دل

موضع او حدی



چون زنان از ذوق و حالت مردان غافل اند و چنان واقع شده که بسیاری از ایشان
شکر او بپایا میباشند حرم حضرت شیخ او حدی ازین قبیل بود در انوقت که شیخ متقیدان حیدر
بود و آن زن دشت بسیار میکرد و شیخ را داعیه تامل پیدا شده بود و از شیخ از روی نصیحت

مستطابا سپردن چکایت میگفت	پسری باید بر بزاری گفت	که بدوشو مرا به سر و جفت
گفت با باز تا کن وزن نه	پند گیر از سلاطین از زن نه	در زنا گر بگیرد دست عسنی
بلند گو گرفت چو تو بے	زن نجوای تر از ما نه کند	و تو بگذاریش چنان کند
از سن و باورست نگیری و بند	چند و پیرم و نیز می چندی	آن را کن که نماند و پیمانه

یش بابا برین که نیمه نماند در تاریخ پانصد و پنجاه و چهار از عالم رفت و در صفهان مدینت

مجلس پانزدهم

مرکز دایره احاطت و شمول حضرت شیخ شهاب الدین مقتول که مولف حکمت اشراق است
بر جوانی بغایت صاحب جمال از فرزندان حضرت شیخ شهاب الدین سهروردی عاشق
بود روزی کسی آهویی از برای شیخ آورد او را بر غزازی خرم برد و گذشت گفت که این آهویا برین

موضع شیخ شهاب



جفا باشد که با او جفا کنیم و این رباعی فرموده رباعی	سر و سیاه تمامت خوانم
یا آهوی افتاده شد آهوانم	زین بر سه گوی تا که دست خوانم
چون این رباعی معشوق شیخ رسید و آن کیفیت را معلوم کرده شیخ نوشت که از چنانکه قدم در دوی نهاده مرتد شد زیرا که شبی از برای معشوق پیدا کرده و الله که اگر عاشق را	

شعور بود آنچه کسی بمشوق او مانند یا در حسن با او مساوات دارد تا تمام بود و طلب سخته نباشد خام بود شیخ الزام یافته و از ان تشبیه بزار شد و عشق او به سبب آن سخن که از ولد از خود شنید یکی در بر گرفته این رباعی گفت و نزد یار خود فرستاد و رباعی

در عشق از ان زمان که مرتد شده ام	بسیار از ان روز بخود بد شده ام
و محضه که گاه بخود می بودم	رحمی کنم این لحظه که بخود شده ام

و در تاریخ پانصد و هفتاد و شش از عالم رفت و قبرش در بهدان است

مجلس شانزدهم

مشکوٰۃ مصباح مصطفوی و سنجبل الارواح مر تاضوی شیخ سعد الدین حموی نام آنحضرت محمد بن موسی بن ابی نصر بن الحسین بن محمود الحمویست در علوم ظاهری و باطنی یگانه بود و مصنفات بسیار دارد چون کتاب محبوب الاولیا و سنجبل الارواح و غیر آن و در مصنفاتش سخنان رموز و کلمات مشکل و ارقام و اشکال و دوایر که نظر عقل و فکر از کشف و حل آن عاجز است بسیارست و دیده بصیرت مدام که به نور کشف و الهام متفتح نشود ادراک آن متعدد است تا بهای سعادت سایه بر سر قابلیت کسی ماند از دیدن سایه بهای نشود و نوری بر او خواهد تافت و خطی از ان نخواهد یافت رباعی

خورشید حقیقت و هر دو عالم سایه	آن سایه که نور باشد آنرا مایه
افتاد ز پامی ما و او بر سر ما	ما غائب از و او بهما هم سایه

در تمام کلام او آن حقیقت خود بخود جلوه گزست و عالم ازین بے خبر به با س

میدان یقین که هم بد و سیر از دست	در کوی قدر شرم از و خیر از دست
شور و غیب مسجد و مینا نه از دست	آشوب مغان و فتنه دیر از دست

در محل تحصیل بر عین الزمان که هم از اشخاص شیخ نجم الدین کبریت عاشق بودند و عین الزمان قصیده برده را میخواند و شیخ سعد الدین می شنید چون بدین بیت رسید



ای حب لبسان احب منکم | باین بچمنه مضطرم | یعنی آیا عاشق می پندارد که

دو قتی یار خود را در میان اشک خونین از سحاب دیده باران و میان برق ارنینه در شان

پنهان توان داشت آن امر لیت شکل و خیالیت باطل از شیخ سعد الدین پرسیده که

لغوی صب بخت نیست با عاشق چه نسبت دارد گفت این نسبت دارد که هم آب بر روی

خود میریزد و هم آب بروی خود را میریزد و در آن گفتن ضبط خود نتوانست کرد قطرات آب

از شره اش باران شد و رازش بروی افتاد میگویند که عین الزمان تا آن غایت از

عشق شیخ سعد الدین و قوف مذشت چون استغنا لازم شیوه معشوقست گاهی شیخ

سعد الدین را در ملاقات انتظار می فرمود و بالقصد وعده اختلاط میکرد و خلف نمیداد

جامی برای آن حال گفته شعر | وعده آمدن مدد خصمه بجزیر | بر سر آن فروز کن منت انتظار

<p>دور انحال با بیات فرموده و این چند با همی از انجمله است با عیالی</p> <p>استیطر قلبی بک وقت اسحر</p> <p>ای قد تو معندل نه بالادوست</p> <p>کس را تو محبوب دهست دوست</p> <p>گردل نبود کجا وطن ساز عشق</p> <p>موسن شوی ارعاض یار شیخ</p> <p>بی روی تو ام خوش بود گلزار</p> <p>پیدا و نمان روی تو بیم بار</p> <p>با قهر تو دوزخست از رضوان</p> <p>باناله نامی و نغمه چنگ شست</p>	<p>یاریا تهمت و نور لب</p> <p>انی انافیک انت لی فی نظر</p> <p>فی الجمله چنانی که چنان میاید</p> <p>بجمله مراد کامکار آید دل</p> <p>کافر شوی از زلف نگارم بنی</p> <p>تا غرت یار و افتقارم بنی</p> <p>در باغ رضای چو تون زیار</p> <p>نی کوثر و فی آب لال جوان</p> <p>در موسم گل باده گلزنک خوش</p> <p>دشمن نغم و غصه دلتنگ شست</p>	<p>ناجیت ضمیر خاطری یا قمری</p> <p>دی چشم تو مخمور بشیار دوست</p> <p>بر مرکب عشق اگر سوا آید دل</p> <p>و عشق نباشد بچه کار آید دل</p> <p>در کفر میاویز و در ایمان سنگ</p> <p>بی تو نظری نیست مراد در کار</p> <p>بی تو نه بشت باید م نه رضوان</p> <p>بالطف تو دوزخ همه روح و جان</p> <p>دلشاد بروی یار بی جنگ شست</p>
--	--	--

عمر آنحضرت شصت و سه سال بوده است و در روز عید النسخی سنه شصت و سه از دنیا رفته و
قبرش در بجز آبادست و خلیفه در آن تاریخ الناصر الدین الله بوده است و از خلفای عباسی

مجلس مفید

فارس میدان کل یوم هو فی شان شیخ روز بجان از کل اولیاست مصنفات بسیار دارد
چون تفسیر عسریس و شرح شطیحات عربی و فارسی در کتاب الانوار فی کشف الاسرار و در
که قوال باید که خوب روی بود که عارفان در مجمع سماع بسبب چیز محتاج اند بر دوا طیبیه و
روی خوب و آواز خوش و چون اولیا را طهارت قلب بکمال رسیده و چشم از دیدن غیر حق
پوشیده اند زبان نمیدانند و پنجاه سال در مسجد جامع شیراز بو عطر اشتغال داشتند اول
که بشیر از در آمدند و بنحو استند مجلس گویند شنیدند که زنی دختر خود را نصیحت میکرد که ای دختر
حسن خود را با کسی اظهار نمیکردی شیخ گفت ای زن حسن بآن راضی نیست که تنها و منفرد باشد
حسن و عشق و رازل عمدی بسته اند که از هم جدا نباشند اصحاب را از استماع آن چند

و بعد و حال عارض شد که بعضی بر فتند در انحال روزی در بازار شیرازی گشتند جوانی
 بغایت صاحب جمال بنری فروشی میکرد و نعره میزد که عاشق تره شیخ را حالتی دست او
 نعره زد و اند و سپوش شده اند و بعد از آن طلقه عشق آن جوان در گوش کرده اند و زیاده
 شده اند آنحضرت از روی صورت و معنی واقع شده بود از روی صورت

مجلس شیخ روز بجهان و جوان بنری فروش



به سبب حسن با کمال آن جوان و از روی معنی از لفظ عاشق تره که این معنی استنباط کرده بود
 که عاشق شوتا بهی میگویند روزی یکی از درویشان ایشان در مسجد جامع نزدیک سعدی
 و شیخ صفی الدین زاهد واقع شده بود ایشان از روی انکار میگفتند آن درویش این
 سخن را در مجلس آنحضرت مذکور ساخت بزبان شیراز فرمود بکیش و آروزه و نوازش
 بکیش و اجمع و بازش مسکین دل روز بجهان کش و اسوز و گدازش کینوبت در شهر شیراز
 آنجوان بخدمت شیخ مشغول بود و پامی آنحضرت را میآید چنانکه شیخ عراقی میفرماید نظم

چون بایوان عاشقی پر شد روز بود و روز و زهرتر شد
 سالها با جمال جان مافرو

روز شب کرده بود و شبها روز
اتفاقا مگر سیاهی دید
تیز و تیز سیر برق از عذر
سعد زنگی ز عقدا که داشت
دید حالی که بود عادت شیخ
چون آتاک پشم خویش بید
منقلی بر ز آتش آگنده
گفت چشم اگر چه حیرت
به طبیعت کجا بسیار لایه
نیست کاری به آنم و اینم

دشت او دلبری فرشته نهاد
کمان پر می پامی شیخ می باید
گفت اسی پادشاه دین فریا
در حق شیخ افتد انکاشت
دلبری بود به سحر بد نسیر
از جیازیر لب همی خندید
پایا از کس آن هوش
پامی راهر دو حال یکاست
گر تر نیست با غمش کاری
صنع پروردگار می بینم

که رخس دیده را جلای داد
رفت تا در که آتاک سعد
پامی خود شیخ می به مروداد
کرد روزی مگر عیادت شیخ
چست در بر گرفته پامی فقیر
بود نزد یک شیخ سوزنده
چست وز زو به منقل آتش
نظری کرم صفا آید
و ایمان مقیدم باری
و ترانج نصف شهر محرم

سنة و ستامة از عالم رفت و قبرش در شیرازست

مجلس شروهم

تخت نشین قلم از اومی شیخ مجدالدین بغدادی از مریدان حضرت شیخ نجم الدین کبری است
آنحضرت را مرید بسیار است اما چندی از ایشان یگانه زمان بودند چون مشارالیه و شیخ
سعد الدین حموی و شیخ سیف الدین باخرزمی و بابا کمال جندی و شیخ رضی الدین علی
و شیخ نجم الدین رازی و شیخ جمال الدین کیلی و شیخ مجدالدین دراصل از بغداد بودند
و درخوارزم بغداد که وضعیست انجامی نشسته حضرت شیخ سعد الدین در رساله نوشته اند
بخط خود که شیخ مجدالدین با آنکه در صغر سن بود آنچنانکه آئینه صاف داشت که آفتاب فیض
حضرت شیخ نجم الدین کبری ست اول پر تو بران آئینه می انداخت و از آن آئینه عکس
بدیگران می افتاد حضرت شیخ نجم الدین در سن هفده بهلازمت شیخ نجم الدین رسیده اند و
بناست صاحب جمال بوده اند و چون به بیت و چهار رسیدند با آنکه محاسن داشتند

هنوز شکل تغییر نکرده بوده در خوارزم و غطایفرمود و ما در سلطان محمد خوارزم شاه عوفی
 بود بغایت صاحب جمال و ارادتی تمام بشیخ محمد الدین داشته اکثر اوقات در
 و غطای ایشان حاضر میبود و گاهی بزیارت ایشان میرفت مردم زبان طعن در از کردند
 و انواع سخنان ساخته بایکدیگر در خلوت و جلوت گفتند که ما را تقیر و قلمییر حالات ایشان
 معلوم است فاما بنیت ان گفت فرو

صاحت نیست که از پرده برون افتد	در نه در مجلس رندان خبری نیست که نیست
--------------------------------	---------------------------------------

اعتقاد ما در سلطان هر روز بنیت میشد و ارباب صدر از زبان در از ترسیکشت آن کوتاه
 نمی دیده اند که آنحضرت دایم بانفس خود درین خطابست که قطعه

چشم آلوده نظر از رخ جانان دورست	بر رخ او نظر از این پاك انداز
---------------------------------	-------------------------------

یارب آن زاهد خود بین که بجز غیب ندید	و دو آهیش در آئینه ادراک انداز
--------------------------------------	--------------------------------

و در آن اثنا آن حضرت را تعلق تمام یکی از محبوبان سلطان نیز پیدا آمده بود و در حق
 او رباعیات می فرموده اند و می فرستاده اند و این چند رباعی از انجمله است

رباعیات

از شبم عشق خاک آدم گل شد	صدقتمه و شور در جهان حاصل شد
سز نشتر عشق برگ روح زدند	یک قطره فرو چکید و نامش دل شد
گر زنده همی بینم امی عشق پرست	تا نطن ببری که در تنم جانی هست
من زنده به شقتم نه بجان زیر جان	اندر طلبت نهاده ام بر کف دست
از کفر سر زلف و می ایمان میرنجت	وز نوش لبش چشیده حیوان میرنجت
چون بکب خرامنده بصد رعنائی	میرفت وز خاک قدمش جان میرنجت

سلطان از عشق بازی ایشان چون واقف شده بود این واقعه علاوه آن شد
 بسیار خاطرش بر آشفست فرمود که شیخ را در دجله انداختند چون با تف غیب خبر



بحضرت شیخ نجم الدین رسانید از آشکده سینه اش دو دبرآمد که بعرض رسید و از انجا بر
 بدرخشد که عالم بسوخت روزی قوالی در مجلس شیخ مجد الدین این بیت را بخواند و

خوش بافته اند در ازل جاشم	اگر یک خط سبز بر کنارش بود	شیخ محاسن خود را گرفت و تیغ
و دست برگه نهاد و گفت ع	اگر یک خط سبز بر کنارش بود	و همانا که بدین اشارت بشنود

خود کرده باشد و بعد از ان این رباعی فرمود رباعی	در بحر محیط غوطه خواهم زدن
---	----------------------------

یا غرق شدن یا گهری آورد	اگر تو فحاشطت خواهم کردن	یا سرخ کنم روی ز تو یا گردن
-------------------------	--------------------------	-----------------------------

در تاسیخ هشتصد و هفت شهید شد و خاتون او از پیشاپور بود او را به پیشاپور نقل کرد

و در سنه ثلث و ثلثین و ثمانمائه میگویند با سفر این برودند و الله اعلم

مجلس نوزدهم

حضرت شیخ نجم الدین کبری که آیه بود از سوره و النجم از ایهوی بلکه سوره او مصحف فا و اجار
 الطامه الکبری خواص دریای محیط و محاط شاه بساط عرضه انبساط کرد و یکلسی انگینه

سینه او که از صافحه عشق عکس پذیر بود و چون جام جهان نهای همه چیز دره مینو و بر غرقه
ایوان حسن افتاد و عکس دوم حاصل شد از انجا برق شوقش در نشان گردید برگشت و
شیفته حضرت شیخ مجدالدین بغدادی گشت و چون معلوم کرد که میل خاطر او بشطرنجست
از آن روی که اول تائیس و بعد از آن تشویق و آخر همه تحقیق است در عرصه انس پیاده
راند تا پس از زنده شهادت شد و حضرت شیخ عراقی در کتاب و فصل این حکایت آورده و نظر

یکی از عاشقان جلال ترا	بود جسم اکابر کبری	آن معین شریعت احمد
آن قرین و دل گرین احد	بود بر چرخ انجم اختیار	آفتاب معانی و اسرار
بر بود از مقام آزادی	دل او حسن مجد بغدادی	بر بودش بتی چنان مقبل
تا گمان از مقام عالی دل	حسن زرباش خیل عشق آورد	صبر و آرام را بغارت برد
گفت یکره بر من آریدش	همچو جانی سومی تن آریدش	ز ویر سید تا چه دارد دست
و ان چه باشد که دست و مال او	در دلش چون از ویر سپید	میل شطرنج بافتن دید
خواست شطرنج و یار را بگزید	با حریف ظریف می بازیید	چونکه مغلوب گردیدش را
همگی جذب گردیدش را	حب شطرنج از دلش بر بود	باز می چند بس نکوش نمود
فرس و ولتش چو بازین شد	بیدق بهتش بفرزین شد	دستها باز داشت زین تکان

پیل او کرد غم هندستان - در آن طغیان عشق رسایل بسیار نوشته اند و اسرار عشق را
به شرو نظم باز نمود از انجمله بیت نخست که مثنوی است بر بسی اسرار بهیم و عبارت پر سلاست محکم
و رباعیات پر شور آبدار آتش بار از برای او بسیار گفته این چند رباعی از انجمله است با تحکیم

از شربت عشق تست دل مست شده	در پامی فراق تست دل پست شده
از پامی فتاده گیر و از دست شده	این نیست شده تن و دل هست شده
ایدل تو بدین مفلسی و رسوائی	انصاف بده که عشق را که شائی
عشق آتش تیزست و ترا آبی نه	خاکت بر سر که باد می پمائی

عقل از ره تو حدیث افسانه برد هر لحظه چون هزار دل سوخته را در راه طلب رسیده می باید بینائی خویش را دو اکن ورنه عمری بنگی قرب و تقا کرد طلب کار از در دل کشاد هم آخر کار	در گوی تو ره مردم دیوانه برد سودای تو از کعبه به بتخانه برد و امن ز جهان کشیده می باید عالم همه اوست ویده می باید پیدا و نمان از من و ما کرد طلب او بین که کجا و ما کجا کرد طلب
---	--

امام فخر از آنحضرت پرسید که بمعرفت ربک یعنی بچه چیز حق را شناخته فرمود بوار دات
ترد علی اقلب تعجز انفس عن تکذیبها یعنی بوار داتیکه بدل فرو و آید و نفس عاجز شود
از آنکه دروغ انکار جمعی که ایشان را آنحضرت شیخ مجد الدین بغدادی حدیث بسیار میبود
و اتم الاوقات در کمین می بودند که پیش سلطان محمد خوارزم شاه غنی در گنجاندن غایت
شبه درستی سلطان محمد را بمرتبه منحرف ساختند که شیخ مجد الدین را فرمود تا به آب
انداختند چنانکه قبل ازین مذکور شد چون از خواب بستی بیدار شدند آن فعل شنیع
بیادش آمد ناره آلام آتش پشیمانی اشتعال یافت و بدین مترد و مترغم گشت

رباعی

نقد می که عیار دیده روشن بود فریاد که فسر یاد بجائی نرسید	چشم بدر و زگارش از من بر بود افسوس که افسوس بنیدار و سوس
--	---

از غایت انفعال تیغ و کفن در گردن باطشتی پر از زرسرخ بلامت حضرت شیخ
نجم الدین رفت و عرض کرد که بی اختیار از من این صورت صمت اصدار یافت اگر بدیت
میگذرد اینک زرو اگر قصاص میفرمایند اینک سرو این رباعی خواند ز باغی

سیاهی شد هوا و دنگاری دشت کریل و فاداری اینک دل و دین	ای دوست بیا و بگذر از هر چه بگذشت ور و و بجا داری اینک سرو طشت
--	---



آنحضرت فرمود که چه خیال واری ویک خون شیخ محمد الدین مکر بخون چون توئی ازوش
می نشیند تو دهن و تمام قلم روت در سر این خون شد بر زبان که شستن همان بود و آمدن
چنگیز خان همان و جویای خون روان کردن همان و آنحضرت نیز خا که ازان واقعه
خبر داده بود دران حادثه ششید شد که گفت آنحضرت ابو الجناست و نام احمد و لقب
کبری از فیوق بودند گفت ازان کبری لقب کردند که در اول جوانی که تحصیل مشغول
باش که مباحثه میکرد فائق می آمد طاعت الکبری لقبش کردند چون غلبه کرد بر و این لقب
طامه را گذاشتند و کبری گفت و در طریق ولایت میگزینه صعو را بازی میخواست گیرد
در انجال بازگشت و باز را گرفت و بر خاطر شیخ سعد الدین حموی که کمی از مردان او
خطور کرده بود که آیا درین است کسی باشد که فیض او مثل اصحاب کف در سگ اثر کند
شیخ بنور فرست دریافت بدر خانقاه رفت و منتظر بود و یکی را چنان نظر مخصوص نظر کرد

و قصه آن مشهورست و چون علم ظاهر آنحضرت را بسیار بود و زود و زود مگر کسی فرو نمی آید
و در بدو حال در تبریز که یکی بر شاگردان محسنی السنه که ندای دشت کتاب شرح اسنه زیخاند از بابانج تریقی
غریب یافت تبتی حضرت رسالت راضی المده علیه وآله وسلم در واقعہ دیدار استدیاع کرد
از انجناب که مراقبی بخش ابوالجناب تبتی یونون حواله شد چون بیدار شد در معنی ان
تفکر فرمود اجتناب از غیر حق استنباط کرد بسبب آن واقعہ در طلب اورا بسیار شد
و نجدت شیخ اسمعیل مصری رسید و دست ارادت بدو داد و روزی بخاطرش گذشت
که شیخ را علم باطن هست اما علم تو ظاهر از یاده است شیخ اورا طلب کرد و گفت ترانزد
عمار یاسر میاید رفت دانست که بر ضمیر او اطلاع یافت و نزد عمار یاسر نیز همین بخاطرش
رسید شیخ فرمود که ترا بمصر میاید رفت نزد شیخ روز بجهان که این هستی باسیلی از سر تو
بیرون برد چون بمصر رسید بخانقاه او درآمد و درویشان او در مراقبه بودند کسی و
نپرداخت از کسی پرسید که شیخ که است گفت شیخ در بیرون تجدد و وضو مشغولست
چون بیرون رفت دید که آب اندک وضو میاز و بخاطر گذرانید که شیخ اینقدر نمیداند
که بدین آب وضو نیاید ساخت چون وضو تمام شد دست برومی او افشانند چون
آب برومی او رسید بخجومی او را پیدا شد شیخ بخانقاه درآمد و بشک و وضو مشغول
شد و بعد از سلام اورا سیلی زد و نزد عمار یاسر فرستاد و مکتوبی نوشت که هر چند
مس دارمی میفرست تا زریبازم و نزد تومی فرستم و عمار یاسر او را بعد از چند وقت
خدمت بخوارزم فرستاد و در خوارزم مریدان آنحضرت بسیار شدند چون لشکر چنگیز
بخوارزم آمد آنحضرت نیز بچنگ مشغول شد و در اثنای جنگ شیر باران کرد و تیری
بر سینۀ مبارکش خورد و پرچم کافر می را گرفته بود که دو اوزده کس زور میکردند او را
خلاص نمی توانستند ساخت حضرت مولومی از ان خبر رسید بد آنجا که فرموده غزل
ما از ان محشمانیم که ساغر گزند | نه از ان غلغانیم که لاغر گیرند | ما از ان سوختگانیم که از غایت

آبجیون بگذرند پی آفر گیرند | یکی دست می ساغر ایمان نشاند | یکی دست و گریه کافر گیرد
و شهادت آنحضرت در تاسیخ ششصد و شترده بود مد نفس خوار زم است

مجلس بیستم

پیر خرابات معان شیخ صنعان بقضای انجام غامی موتو قبل ان موتو یعنی میریز
پیش از آنکه بمقام موت اختیار رسیده و در غایت کمال بود و شیخ عطار اطلأ

کمال او کرد چون لطم | شیخ صنعان پیر عهد خویش بود | در کمالش هر چه گوئی بیش بود

و از خط نفس که در صفات وجودیت مانند قدرت و افکار چون اجتناب ورزیده و
و در بیت الحرام ریاضات مجاهدات گذرانیده و نظم

شیخ بود اندر حرم پنجاه سال	با مریدی چار صد کمال	هم عمل هم علم با هم یار داشت
هم عیان هم کشف هم اسرار داشت	قرب پنجه حق بجای آورده بود	عمره عمری بود تا میگردیده بود
خود صلوٰة و صوم سجده داشت	هیچ سنت را فرو نگذاشت او	مومی می بشکافت مرد مغوی
در کرامات و مقامات قوی	هر که بیماری و سستی یافتی	از دم او تن درستی یافتی
خلق را فی الجمله در شاد و غم	پیشوائی بود در عالم علم	و چون حواس ظاهر که نفس

انسان را بشوغل و تفرقه عالم مشغول می سازند دست از شغل خویش باز میدارند گاه
میباشد که نفس متوجه خیال می شود و چون هر یک از خیالات جزئیة انسانی نسبت به عالم
شمال بمنزله جویت از دریای نفس اذان ممر اطلاع میابد در آن عالم و عاثر میشود
بر امری که آن موطن رسیده هنوز در عالم شهادت ظاهر نشد بران منوال که در حال
بیداری هر چه بدی درمی آید تخیله آنرا صورتی می پوشاند و در هنگام خواب نیز هر چه محیطه
شعور نفس درمی آید آنرا به کسوفی می آراید و بطریق انعکاس در مرآت حس و ششیرک
می نماید و نفس آنرا مشاهده مینماید چنانکه در بیداری بعینه و رویای بشره که تعبیر
بعد از رویت وقوع مییابد ازان قبیل میباشد و شیخ مذکور چون در آن وادی افتاد

بمان سرحد رسید نظم
 کرم در پیش افتادی تمام
 گفت در داود دنیا کینان
 می ندانم تا زین چون جانم
 سرکشگان کوی طلب گرم روان

گرچه خود را زده و محالید
 سجد میکردی بتی را بر دوام
 یوسف توفیق در چاه افتاد
 ترک جان گفتم اگر ایمان برم

چند شب از خفا در خوابید
 چون بیدان خواب ببار جهان
 عقبه دشوار در راه افتاد
 و مقرر و معین ست که تمامی

سجده گاه نظم
 گر کند آن عقبه قطع آن جان
 در عقوبت و شود برومی در آن
 می باید فتنه سوی دم زود
 پیروی کرد با او و غم
 از قضا بود عالی منظری
 در ره روح الهش صد معرفت
 آفتاب از شک عکس روی او
 از خیال زلف او زنا بخت
 چون صبا از زلف او مشکین می
 هر دو ابرویش بخوبی طاق بود
 مردم چشمش چو کردی مردم
 بود آتش پاره بس آبدار
 گفت را چون بر دانهش نبود
 همچو عیسی در سخن جان دانی
 دختر ترسا چو مبع بر گرفت

ایست کین در همه رومی بین
 راه روشن گردوش تا پیشگاه
 آخا لامر آن عزیزا دستاد
 تا شود تعبیر این معلوم زود
 میشدند از کعبه تا اقصای روم
 بر سر منظر نشسته و خرمی
 بر سپهر حسن در برج کمال
 زود تر از عاشقان در کوی او
 و آنکه جان بر لعل آن لبر نهاد
 روم از آن صفت و پرچین شدی
 ابروش بر ماه طاقی بسته بود
 صید کردی جان صد صد او
 لعل سیریش جهانی تشنه داشت
 از دانهش هیچکس اگر نبود
 صد هزاران ل چو یوسف حق تعالی
 بند بند شیخ آتش در گرفت

کوندار عقبه در ره چنین
 در بماند در پس این عقبه باز
 با مریدان گفت کاری افتاد
 چار صد مرد مرید معتبر
 طوف میکردند سرتاپای روم
 دختر ترسامی روحانی صفت
 آفتابی بود اما بی زوال
 هر که دل در زلف آن لک داشت
 پای در ره نمانده سر نهاد
 هر دو چشمش فتنه عشاق بود
 مردمی بر طاق او بسته بود
 رومی او در زیر زلف تابدا
 نرگس سبتش هزاران تشنه داشت
 چاه سیمین در زرخندان داشت
 او فتاده در چاه و سرنگون
 گرچه شیخ آنجا نظر پیش کرد

چند

عشق تر سازاده کار خوش کرد
عشق دشمن گرد عارت جان او
عاقبت بفرخت روانی خرد

سر چه بودش سر سبز نابود شد
سخت کفر زلف بر میان او
گفت چون بنفتیم جامی و

رائش سودا دلش پر دود شد
شیخ ایمان داد و ترسائی گزید
عشق تر سازاده کار شکست



چون مردانش چنان دیدند
سرگون گشتند و سرگردان شدند
بود تا شب بچنان وزی دراز
از دل آن پیر خرم پرور گرفت
در ریاضت بوده ام شبهای
بر جگر خیز خون دل آیم نماند

جمله داشتند کافاده است کار
پند دادندش می سود بود
چشم بر بنظر و بانمش کرده باز
گفت یار ایشم راز و نیست
خود نشان ند به چنین شب را
رود و شب بسیار در تنب دهم

سر سبز در کار او حیران شد
بودنی چون بود بهبودی نبود
سر جراحی کان شب آخر درخت
یا که شمع غلک است و نیست
همچو شمع از سوختن تا بزم نماند
من بر روز خوشی شب بودم

یارب مشرب را بخوابد بود روز
یا مگر روز قیامت مشربست
عمر کوتا وصف غمخواری کنم
یا چو مردان پامی در دامن کشم
دست کوتا خاک ره بر سر کنم
چشم کوتا باز بمنم روی یار
زور کوتا ناله وزاری کنم
ایچو عشق است ایچو درست ایچو گنا
هنشینه گفت ای شیخ کبار
کرده ام صد غسل ای بنجر
گفت کو خواب وی آن گنا
تن زدند آخر دران تیمار
ترک روز آخر چو بازین سپر
باسگان کوی او در کار شد
قرب های زو شب کوی او
بیج برگرفت سرزان آستان
چون نبود از کوی او بر گشتش
گفت ای شیخ از چه گشتی بقرا
شیخ گفتش چون زبونم دیده
عاشق و پیر و غریبم در نگر
از دلم جز خون دل حاصل نشد

سمع گردون را نخواهد بود روز
شب از ست سپید چون موی او
یاب به کام خویش تن زاری کنم
بخت کوتا علم در پیش آورم
یا ز زیر خاک و خون سر بر کنم
یار کوتا دل دهد در یک چشم
هوش کوتا سازش یاری کنم
جمله یاران به دل داری او
خیز و این وسوسه غسل برآر
آن در گفتش که امی انامی از
تا نباشد جز نماز مبیح کار
سوج زن شادیده دلشان خوش
هند وی شب به تیغ افکنده
مقتف بشت بر خاک درش
صبر کرد از آفتاب روی او
بود خاک پای آن بت بسترش
دختر آگه شد ز عاشق گشتش
کی کنند امی از شراب شرکست
لاجرم زد دیده دل و زدی
دل پر آتش دیده خونبار آفتاب
خون دل تا کی خورچمن نشد

یارب اینچندین علامت است
ورنه صده بودی بی روی او
صبر کوتا پامی در دامن کشم
یا بخت هوش با خویش آورم
پامی کوتا پامی جویم کوی یار
دوست کوتا دست گیر دیدم
رفت عقل و رفت صبر رفت یار
جمع گشتند شب زاری او
شیخ گفتا مشب از خون جگر
خیز و خود را جمع گردان دنیا
چون سخن در وی نیاید کارگر
تا چه آید از پس پرده برون
شیخ خلوت ساز کوی یار شد
همچو موی گشت وی چون زارش
عاقبت بیمار شد بی دلتان
بود بایلین آستان آن درش
خوشتن را اعجمی کرد آن گنا
زاهدان در کوی ترسایان
از سر ناز و مکتبه در گذر
بیدل و بی صبر و بی یار از توام
هفت گرد و ناز و آرام زیر

گرفت و آرمی بدین گشته سر
 شیخ گفتش گر گوئی صد هزار
 دست باید پاکت از اسلام
 شیخ گفتش هر چه گوئی آن کنم
 کرد باید چار کارت اختیار
 شیخ را بردند تا دیر میغان
 میزبان احسن بی اندازید
 جام می بستند دستیار خوش
 عشق آن هاشم کی شد صد بار
 شیخ گفتا هر که دم اختیار
 دعوی او رفت لا ادرید
 عشق آن دختر همان دشمن صبا
 شیخ شد یکبارگی آنجا ز دست
 دخترش گفت ای تو معنی دانی
 زانکه بود عشق کار سرسری
 ورنه خواهی کرد تو این اقتدا
 از من بیدل چه خواهی بگو
 دخترش گفت این مان مروی
 کانچنان شیخی ره ایشان گزید
 شیخ چون در حلقه زمار شد
 فی زکبه فی زینخی یاد کرد

دخترش گفت ای خوف از روزگار
 من ندارم غیر عشق هیچ کار
 هر که او هم رنگ یار خوشی
 و آنچه فرمانی بجان فرمان کنم
 سجد کن پیش بت قرآن بسوز
 آمدند آنجا مردان در فغان
 آتش عشق آب کار او برد
 نوش کرد و دل برید از کجوش
 قرب تصنیف دین یادداشت
 با سه دیگرند ارم هیچ کار
 هر چه یادش بود از یادش رفت
 هر چه دیگر بود گلی رفت پاک
 دل بداد از دست می خورش
 مدعی در عشق و مرد کارنی
 اقتدا اگر تو به کفر من کنی
 خیز و زو اینک عصا اینک و
 گر به بیاری گشتمت پست
 خواب خوش بادت که در زور
 شیخ را بردند سومی و سیرت
 خرقه را آتش زد و در کار شد
 گفت غفلان قصه بدین ویش کرد

کار سازی کفن کن شرم دار
 گفت دختر گردین پناه دست
 عشق او جز رنگ بومی نیست
 گفت دختر که تو هستی مرد کار
 خم نوش و دیده از ایمان وز
 شیخ الحق مجلسی را تازه دید
 زلف تر سازاده کار او جز
 چون یکجا شد شراب عشق یار
 حفظ قرآن نیز از یادش رفت
 چون می از ساغر بناف اوید
 با ده آمد عقل چون با دشت
 آن صنم را دیدی در دست
 خواست تا دشتی کند در گوش
 همچو زلفم نه قدم در کار
 با من آیدم دست بر گردن کنی
 گفت بی طاقت شدم ایماه
 پیش بت مصحف بنوشتم
 چون خبر نزد یک ترسایان
 بعد ازان گفتند تا زمارست
 دل زدین خوشتن آزاد کرد
 عشق تر سازاده کار خوش کرد

هر چه گوید بعد از آن فرمان کنم

زین بهتر چه بود که کردم آن کنم

شیخ ابو القاسم گرگانی در

دارالملک معانی آورده که در ارتکاب سایر معاصی عقل بهوش خودست الادب که چون خورده شود سلیمان عقل را از تحت دماغ بزرگشده از حکومت مغزول میگردد و بچنانکه سلیمان مغزول گشت دیوان دست به نهب و غارت او میدارند و در هیچ و در هیچ ملکش خراب میگردد و همچنین عقل که در بدن انسانی بجای سلیمانست چون بسبب زایل میشود و از تحت دماغ بزرگ آید دیوان قوای غضبی و شهوی در جوش و خروش می آیند و تمامی ولایت انسانی را خراب میسازند نظم بس کساکه زمر ترک دین کند

لاجرم ام البنیاض این کند
خمر خردم بت پرستیدم عشق
خرقه را ز نار کرده است کند
اینهمه خود رفت بر گوی اندک
من گران کا بنیم و تو بس فقیر
در ره عشق تو سر خم بود
دشمن جان من سر گشته اند
عاقبت چون شیخ آمد مراد
خوک بانی کن تو سالی و اسلام
در نما و هر کسی صد خوک هست
کین خطر آن سر را افتاد بس
تو ز خوک خویش اگر آگاه نه
ورنه همچون شیخ شود سواد عشق
هم نشینانش چنان در مانند

شیخ گفت ای دختر دلبر چه پند
کس مینا و آنچه من دیدم عشق
تنه کعبه است اجد خوا عشق
تا تو کی خواهی شدن با من
شیخ گفت ای سر و قد سپهر
کفر و اسلام و زبان و سود
تو خدین نشان چنان من کنم
سوخت دل آن ماه را بر در
رفت پر کعبه و شیخ کبار
خوک بانی کرد باید همچو بست
ور درون هر کسی هست این خطر
سخت معذوری که در ره
عاقبت چون شیخ دین سوخت
کز فرو ماندن بجان در مانند

هر چه گفتمی کرد شد دیگر چه پند
عشق ازین بسیار کرده و کن
سر شناس غیب سرگردان عشق
باز دختر گفت ای پیرا سپهر
عهد نیکومی بری آخر بهر
جمله یاران ز من برگشته اند
چون دل ماند دهن جان من چنان کنم
گفت کابین مرا ای ناتمام
خوک بانی کرد سالی اختیار
تو چنان ظن میری ای همگی پس
سر بر و ن آرد چو آید و سفر
خوک کش بت سوز و صحرای عشق
در میان کار سر غوغا نمود
شیخ گفتا چون من بدر بود

<p>هر کجا خواهید باید رفت ندود گر برسد از شما گوید سبب خوبانی را سوی میدان عاقبت نقتد بسوی کعبه با داده دین بر باد و ترسانند چون ز کعبه شیخ شد سوی غیر باز گفتندش همه احوال شیخ با مریدان گفتی تردمان یار ناید جز چنین روزی بکا چون نهاد آن شیخ در زمار جمله را ترسا همی بایست شد هر که یار خویش رایا و رشود خود بود در کامانی صد هزار</p>	<p>باز گردید ای رفیقان عزیز کان ز پا افتاده سرگردان بکا بسکه یاران از غمش گریستند مانده جان و شورش تنی نگذا شیخ را در کعبه یاری چیست او نبود آن جا که حاضر مگر چون مرید آن قصه شنید از دروغ داری نه مردان زن شرمتان باد آخرین یاری جمله را ز تار میبایست بست آن نه یاری و موافق نبود یار باید بود اگر کافر شود</p>	<p>می ندانم تا چه خواهد بود نیز این گفت رومی از یاران بکا هر زمان از پس همی نگریستند شیخشان در روم تنها ماند در ارادت دست از گل شست باز پرسید از مریدان حال شیخ رومی چون زر کرد و زر در دست یار کار افتاده باید صد هزار حق گزاری و وفا داری بود از برش عهد نمی بایست شد کامچه گردید از منافق نبود وقت ناکامی توان دست یار</p>
<p>شیخ برومی عرضد اسلام داد آخو الامر آن منم چون راه یافت گفت شما طاقت من گشت طاق سیرم زین خاکه ان پر صداع این گفت آن باه و دست از جان گشت پنهان آفتابش زیر میخ</p>	<p>عاقبت الامر به سخن آن مکار دیده متوجه شیخ شدند و شیخ باز رومی بطریق اسلام آورد و باتفاق رومی به کعبه معظمه آوردند و آن دختر نیز واقعه دید و از ترسائی برگردید و در دست و پایی شیخ افتاد نظر</p>	<p>خلغله در حمله یاران او فتاد ذوق ایمان در دل آگاه یافت می نیارم هیچ طاقت و رفراق الوداع ای شیخ عالم الوداع نیم جانی دشت بر جانان نشانند جان شیرین زو بهر آمد ای دریغ</p>

قطره بود او درین جوی مجاز	سوی دریای حقیقت رفت باز
جمله چون بادی ز عالم میردیم	دیگران رفتند و ما هم میردیم

مجلس سبت یکم

سجاده نشین و استغینوا بالصبر و الصلوة و انما لکبیرہ الاعلی النخسین سلطان العالین
اسم احسن است و میان مردم بخواجه حسن غارفت مشهور بود و از کمال ادبیات و علوم
ظاهر و باطن ماهر بود و در بحث و ناله کامل در اوقات که بخدمت شیخ روز بهمان سید
بر جوانی از اقوام ابوالفوارس عاشق بود او ویس نام و ایم بر زبان راند می که ما او
ام او چشم راست از وی نگریم بدوست و از وی بسینیم که همه اوست رباعی

سرفتنه و آشوب بلایم همه است	بیکجا نه هم او آشایم همه است	گر چهره نماید ز هزار آینه پیش
-----------------------------	------------------------------	-------------------------------

هم چهره و هم چهره نمایم همه است یکی از مردیان او گفت که شمار پیش ازین وقتی خوش بود
بذکر اوقات میگذرانید و از اوقات که در فکر این جوان افتاده اید اوقات شما ضائع
گشته و حال از دست رفته و خود بکرات می فرمود رباعی

وقت است که جمعیت این راه از دست	از خود همه کس درین ره آگاه از دست
خسایع کن اوقات که دقتی که سی	بر غرفه قصری مع الله از دست

گفت تو چه خبر داری که درین وقت مرا چه حالت چنان بی سرو پا در میان خوف و بیم
که نبید انم که گفتم آن زمان که در فکر اویم در ذکر اویم و آن زمان در ذکر اویم در فکر اویم

لا تاتمنم از عشق مگرداند اسیر	لا تیا سم ایدل نکنند نیز دلیر	در خوف و در جایا بد جانی نزن
-------------------------------	-------------------------------	------------------------------

از بیعتان آب شود ز هر شهر اسی در پیش ما را متکلف معابد و مساجد میدیدی ازین پیش
امروز در خواهاست بغان می بینی بسبار دوری و درین اعتراض معذوری رباعی

منگر تو که پیر و پیرینا که شود	پاکتلف مسجد اقصی که شود	تا آخر کار زانش بود به عشق
--------------------------------	-------------------------	----------------------------

خالص که برون آید و سوا که شود	یکدل دیگر وی هاشن نقش دوی از لوح خاطر بر ترش می شود
-------------------------------	---

<p>گرد آله آن می بهر کس منکر مردانه می میرو و واپس منکر</p>	<p>در سر خم ابروی مقوس مشک اگر صاف عشق بگیرد و پیش</p>
<p>اوقات در بادیه بودم و راه می پیو دم ناگاه بگذاشت دلم یک نظر قبلای او گشت چون ساعتی از غلب او رفتم گفتم بیت</p>	<p>بخونیز اهل وفا میروی مرا میگذازی کجا میروی آن دختر لطیف طبع بود</p>
<p>بانو میگفت و مرا میشنو انید که خیف باشد که اینچنین مرغ زیر کی گرفتار دام من گردد مرا خواهر سیت در کمال حسن و جمال و از عقب می آید اگر بر و نظر اندازد مناسب بنمایند اکن عزیز گفتم چون این سخن شنیدم و عقب نگاه کردم کسی را ندیدم آن دختر آمد و از روی غیرت پلای پنجه بروی من زد و گفت ای کذاب چون ترا دیدم زاهد پند شستم و چون نزدیک من آمد می عاشق انگاشتم اما چون ترا بر محاک امتحان زدم نه از زاهدان بودی و نه از عاشقان طبعیت</p>	<p>مردان مردانجا در پرده چون زنانند نظم بوالهوسه بر سر جای می رسیده</p>
<p>جلوه کنان چارده ماهی بید نغمه سر اجنبش خنمال او پای کن تیز که رفتم ز دست ما زده صنم چون شغف او بید نخچه نوشین شگفتانید گفت مست ز خوبان سخن آنجا که است رفته بشاگردش استا و ن در غلط افتاد ز گفتار او وید و ره دور و کسی فی بر اه</p>	<p>ماله شده گرد قمر معجزش نافه کشا زلف زدن بال او از تو بفریاد شد مسم ففس و ان همه شور و شغب او شنید خواهر من میرسد ایکن پی حرف که گوید ز من آنجا که است ساده دل آنسو چون گوش کرد چشم و فافت ز دیدار او بار و گرب بسخن باز کرد</p>

ہاگہ ذو آن نامہ کہ امی ہرزہ گو	ہ کہ بگردانی ازین مسر زہر و
قبلہ مقصود کیے بیش نیست	قاصد آن قبلہ تو اندیش نیست
شرط ادب ترک دوئی گزشت	رومی ارادت بیک آوردست
چون زیکے رو بہ و آوردہ	رسم نوشت اینکہ تو آوردہ

رباعی

بیار بگلزار شد مری رگدزی	بر گل نظری فگندم از بخیبری
معتوقہ بطعنہ گفت شربت بادا	رخسار من اینجا تو در گل نگری

آن درویش کہ خواجہ حسن را پسندید او نصیحت میکرد و انظار عشق او بہ تنگ بود و
تا شکر می مینمود ناگاہ سیل عشق طغیان کردہ خانہ نام و ناموس خواجہ را ویران کرد
رسم مدرسہ و خانقاہ را بباد داد و در وی بصرہ ادا کردہ نہاد و عقل و ہوش را فروخت
و دیوانگی خرید و رخت از سموہ ایدہ بویرا نگلی کشید گاہی چون مرغ نیم سہل می طہید
و گاہی دیوانہ وار در خاک و خون میگردد و باین آیات مترنم میگشت کہ بیت

دردا کہ عشق یازد بویا نگلی کشید	خط جنون بہ فقر فرزا نگلی کشید
تنہد جز بجا طر ویرانہ گنج عشق	سمو خراطری کہ بویرا نگلی کشید

چند وقت بدین منوال در کورہ و دشت چون فرہاد جان میکند و می گشت بیت

غریب و بیکس و نہا و رنجور	بردن بس قریب از زندگی دور
---------------------------	---------------------------

رباعی

از یار جہد از ہمشینان ماندہ	چون آہوی تنہا بہ بیابان ماندہ
دانی کہ میان خاک و خون چنان ماندہ	حال بدنی کہ باشد از جان ماندہ

دران سرگشتگی دران کورہ رفت و پیر حاجات با ہم ملاقات کردند و غمیت دار سلطنت ہرات
نمودند و نیزہا نماذ خود را بدیشان رساندند خدمت مقرب حضرت باری خواجہ عبد اللہ انصاری پدید آمد

و خرقة از دست او پوشیدند



مجلس سبت و دوم

سحاب افاضت آثار گوهر بار و در دریای تواج اسرار شیخ فریدالدین عطار دریائی
 بود پر از جوهر حقائق و اسرار در اول حال به طب اشتغال مینمودند و دنیا بی بسیار
 در گرد آنحضرت بود و دکان عطاری داشتند پیر از اشربه و او و پیوسته آن کار
 دکان می نشستند و زنی در پیشی به در دکان آن بزرگوار آمد و چند بار شیئی گفت و بدرویش
 سپرد و گفت تو باین سرکار مال و جهات بسیار چون خواهی مرد شیخ فرمود که عجب سواهی میکنی
 تو خواهی مرد آن درویش را وقت رسیده بود و نشست و آهی کشید کاسه چوبین بزر
 سر نهاد و جان سپرد شیخ را حالتی غریب دست داد تمام دکان را بغارت داد و طریق
 فقر و فاقه پیش گرفت بعضی میگویند که پیر ارشاد و خرقة آنحضرت شیخ صنعان بود و قصه
 او نیز آنکه کی مضموم میشود از نیشاپور بودند و در شهر مذکور دو از ده سرای معهود داشتند
 چون رومی دل به عالم دیگر بود آنحضرت آنرا مت نمیکرد تا سرای تمام از هم ریخت

و در درون شهر پنج جانمند بگورستان رفت و در همین موضع که مدفن آنحضرت است
مسکن بوده حضرت قاسم الانوار می فرمود که شیخ عطار در تجرید قدم بر سر قدم حضرت
حیدر گرا داشت شیفته پیر کلا تر قریه مذکور بودند قاتنزه بر نشاء آنحضرت چون
غالب بود نشاء عشق بر تبه بستولی شده بود که نه پروای عاشق داشت و نه سودا



معشوق در اول مرتبه عشق عاشق معشوق را برای خود دوست میدارد و در مرتبه دوم
خود را برای معشوق میخوابد و در مرتبه سوم از غایت طغیان عشق نه خود را میخوابد و نه
معشوق را و آنحضرت اکثر اوقات در این مقام بودند و از کلام الهام انجامش نیز معلوم
میشود و این ابیات در انخل وارد شد **ر با ع**
یک پیشت گوزدن باش | چون جمله کیست در حقیقت |
گو یک تن را دو پیر من باش |
ظاهر المعنی آن عشق است که بر تو بر محبوبان انداخت که لیلی بسرا آورده بود و او سر در گریبان

و در دریای خجودی می نمود گفت سر بر دار که منم یی از زیر زمین میستی این آواز شنید که دع عنک فان جنگ شغلنی عنک یعنی برو از سر من و گنهار مرا بر من که از عشق تو مرا پر دای تو نمانده گاهی که حضرت عطار با خود آمدی و از لجه دریای حیرت به کنار افتادی آنجوان را دیدی رومی بروی نشسته این غزل را خواندی غزل

ای غمت روز و شب پنهانی	مونس عاشقان شیدائی	بسکه خفتند عاشقان دغاک
تا تو از رخ نقاب بکشی	عشق را سر برهنه باید کرد	بر سر چار سومی رسوائی
عشق با نام و رنگ ناید ترا	ندهد دست عشق در عنائی	و گاهی این غزل را بیتی
و بدو دادی غزل	آفتاب عاشقان و می تو بس	قبله سرگشتگان کومی تو بس
ترکنا زهره و عالم را به حسن	یک گره از زلف هند و می بس	صید جان عقل و دوا بشی را
یکشنگ آتشم آهوی تو بس	گر کسی بر باد خواهد دودل	یک زمین باشد از کومی تو بس

و باز به عالم خجودی رفتی و از آن جوان بنحیر گشتی در وقتی که چنگیز خان را تو اجمی وقت قدغن میکرد که بدین دیار میاید رفت بلا زمت اما بسومی میرفت و در محل برخاستن فرمود که بیرومی و نجم الدین کبری و عطار را بقتل می آوری مریدان آنحضرت را اضطراب بسیار شد از آنحضرت بعد از فراغت پرسیدند که حکمت درین چه بود ما را چنان مناسب بینمود که این حضرت آن دو ولی را سفارش میکردند آنحضرت فرمود که حضرت حق نظر خود را به نجم الدین کبری از محض عنایت خود داده بود که در وقتی که در خودی او در میان نبود می آن نظر بر هر کس افتاد می بر تبه ولایت رسید می آن نظر را او نوبته بر سگ انداخت و عطار اسرار در حالت لمن الملک الیوم بعد الواحد القهار فاش کرد چون لشکر چنگیز بخوارزم و نیشاپور درآمد هر دو بزرگ بقتل رسیدند

و در ششصد و بیست و هفت بشهادت رسید

و قبرش در نیشاپور است

مجلس بیست و سوم

جمع البحرین نوافل و فرائض شیخ ابن فارض گرم روی غریب بود تلامطم و شورش
قلزم عشق او از قصیده و ثانیه اش معلوم میشود که در وقتی که عاشق بودند بر جوانی
روئی گراین قصیده گفته اند و مطلع آن قصیده نیست شعر ستغینی حمیا احب راحه مقبلی

رباعی

و کاسی میامین عن بحسن حلت

یا ساقیم از لامل قاتل حسن

هر می که زهر بود در جام نخت

آیا ششم شور و شر عشق نکت

از بهر من خراب بامی نخت



یعنی ساقی گرمی کرد و در گردش آورد و دست مردم شپم من جام مالامال عشق و محبت را
و برکت گرفت می پر صفا و رقت را و حال آنکه جام من روی آن کسی است که و رای
من در دیده انسان العین من خود را دید و خود ساقی خود گردید خود بر سر غم نظارگی

در کوی خرابات سفان جلوه گریت

خود را بستوده بزبان دیگران

نشت و تمیت بیند کی برین بت باغی

کز شیوه او بر سر هر کو خیریت

از شرابی که چون آفتابیت در براتی	زان گونه که گوئی تو که گویا و گریست
لامع از روی ساقی مست گردیده و از جام لعل فرج افزای خود بغایت رسیده رباعی	
دیر لیت دلم که بے سر انجام شده	زان خانه بر انداز که مے نام شده
چون خود می و خود ساقی و خود جام شد	از دست بگوئید مرا چون نر و م
و قصیده همیه رانیز در طغیان عشق آن جوان فرموده و این بیت از آن قصیده است	
لما البدر کاس می شمس تدیرا	بلال و کم بید و اذ امرت بحکم
یعنی آن شراب عشق را دم	
ماه تمام است جام و آن شراب آفتابیت در براتی که میگردد اندش انگشت بلال نمای	
ساقی و بسیار پیدایم آید وقت شخینش با آب تاره رخنده از شکلهای حباب غزل	
ایجان دل آنچه نیست انم	هم جانی و هم دل بکدهت خولم
سعد نرم اگر ماه تمامت خولم	دوره رخسار تو امی ماه تمام
از بسکه فدا و بخود نمین می جام	می چیست نیشناسم و جام که ام
حلیک با صرافان سنت مزجا	فعد لک عن ظلم بحیث الظلم
که آن می را صرف نوشی و اگر صرف نتوانی و خواهی که مفرج گردانی بارشحه زلال که از لب و دندان معشوق کی مفرج سازد بعد ول از آن خود را در ظلمات ظلم و تهمیند از رگها	
آن سه که وفا و مهر سرایه است	اوج فلک حسن کین پایه است
خوشید رخسار نگر و گز نتوانی	
آن زلف پیچین که همسایه است	در تاریخ هشتم جمادی الاول شصت و سی و دو و از عالم فرت
در زمان سلطنت اکدهای قان و مدفن آنحضرت و شق است	
مجلس شصت و چهارم	
بزم آرامی اولیامی تحت قبائی شیخ محی الدین اعرابی را تفصیل علوم بسیار است از رسائل معتبره آنحضرت فتوحات مکی و فصوص الحکم و چند نسخه دیگر که ذکر آن طولی دارد و در آن مشکلات علوم از سر مکتوم بسیاری آورد عاشق حضرت شیخ صدر الدین بودند	

و اخلاط اول ایشان بران وجه بود که حضرت شیخ سواره در کوچه میرفتند و شیخ صدرالدین می آمد و در نظر اول خطرانی عظیم در دل شیخ پدید آمد بدان سبب که آنحضرت



آتش عشق همیشه در دل علم میزد و در اشتغال بود و او را سنی بجال شیخ عثمان کشید سوال فرمود که من این الی این و ما الحاصل فی البین یعنی از کجایم آئی و تا کجا خواهی و که هست مبادا سیر و منتهای آن و حاصل حیات در میان حالیا باری بنشد از دل

ر بودی هوش را خطم	بیک کرشمه که بر جان مبتلا کردی	چو جان بسیندرون آمد و جا کرد
بسختی دل خسر خونخواهی سوخت	غسی گفت ترا اینجا چرا کردی	فی الحال در جواب شیخ گفت

من العلم الی العین لتحصیل الطرفین یعنی از علم می آیم تا عین از برای حاصل کردن طرفین

از عالم بیرنگی می آیم به عالم بزرگ مصراع

برای آنکه زخم شیشه دولت بر سنگ
 بجهت این جواب تمام شنیفته شده بودند و از کار رفت اشعار عربی در آن آشفتهگی دادند
 بعد از آن بسلامت حضرت شیخ سرفراز گردید و رسید از خدمت م اعلی درجه معرفت
 و دید آنچه دید حضرت شیخ گاهی با آنکه اسب سوار سپه میگردند و شیخ صدرالدین بدان

حسن و جمال در سر سب غاشیه کشتی نمید و هر چند شیخ و پریش او در زمین می افتاد و میگفت سوار شو قبول نمیکرد چون بزرگ و بزرگ زاد و آن مردم بود او را تعظیم میکردند و شیخ را کافر و محمدی گفتند و لعنت میکردند شیخ صدرالدین ازان انفعال میت آنحضرت فرمود که من فعل مشو تو نیز سعی کن که قطع رشت میبند کنی از خلق و بخود پیوسته بسبب آن انفعال چند روز بمنزل خود رفت حضرت شیخ بخود دست شد و یکبارگی از دست رفت کسی پرسید که شمارا با این همه عرفان و ابستگی شد این میت را که از قبیله

از بنی عیسی مصریت خوانده شعر | و لولا شد ایا ما امانتدیا لیا | و لولا لسانا ما تصور با الوهم

یعنی همچنانکه اگر نه بوی خوش و رایحه دلکش میرسیدی راه مینجانه توانستی بر چنین اگر نه لعل نور و پرتو آن روی بودی راه آن حقیقت بتوانستی نمود از حسن او بی محسن حق میتوان برد و در آینه رومی او جمال حق میتوان دیدم گر بهرستان نشد می گشت

شکل بر کسی سومی میکده پل | و چشم خرد نیافتی نور از وی | کی درک حقیقتش توانستی کی

آئین چون دید که آتش شیخ به چگونگی فرو نمی نشیند استد عاگرد که در عشق آبها بر روان و منزهاد جایابی دلکش است سیر میتوان کرد و به نظاره و تماشای باغ و بنا

نعم از دل بد میتوان بر فرمود که لاله رخ خود بهار را چکنم | هزار داغ بدل لاله زار را چکنم

رخون بد کنارم بر پی لب یا | کنار کشت لب جو یار را چکنم | گفت عشق مجاز و زبیدن و

رومی خوب دیدن لائق شان شمانیت همواره سالکان راه خدا از اولیا و انبیا با حق بوده اند و بدو سخن گفته اند و از او شنود و اند شاچرا در برهم دل چراغ حسن غیر می افروخته اید و دیده بر جمال دیگری دوخته این آثار است چرا ذات را باید گد اشت و به آثار او مشغوف شده به انواع بدنامی و صفات بد موصوف گشت فرمود همچنانکه جمال آثار می که متعلق عشق مجاز است ظل و فرع جمال ذات است که متعلق محبت حقیقی است همچنین عشق مجازی ظل و فرع محبت حقیقت و حکم المجاز قطرة الحقیقة طریق حصول

و وسیله وصول بان زیر که چون مقبلی را بحسب فطرت اصلی قابلیت محبت ذاتی جمیل
 علی الاطلاق غرضانه بوده باشد و بواسطه پردامی ظلمانی مخفی مانده اگر ناگاه در تو
 از نور آن جمال از پرده آب و گل و صورت دلبری موزون شمایل رباعی

شیرین کاری خوش سخنی چاک
 مرهم نه داغ هر دل غمناکی
 ز لالایش دست بزرگی باکی
 نمودن گیر دهر آینه مرغ دل آن مقبل بران اقبال نماید و

در هوای محبت او پروبال کشاید اسپر دانه او شود و شکار دام او گردد و از سهم مقصود
 رومی گرداند بلکه جز او مقصودی دیگر نداند رباعی

می نوشد مست بر دریا راند
 از هر چه به عشق یار بیزار آید
 از مسجد و خانقاه بجمار آید
 او را به هزار جان خریدار آید

آتش عشق و شعله شوق در نهادش افروختن گیرد و حجب کشفیه سوختن پذیرد و پرده
 غفلت از بصیرت او بکشایند و غبار کثرت از آئینه حقیقت او بزدایند و دیده او
 تیز بین شود و دل او حقیقت شناس گردد و بر هر چه گذرد او را یاد و در هر چه نگردد او را
 بیند هر لحظه رومی در شهو خود کند و گوید رباعی در سینه نمان تو بود ده من غافل

در دیده عیان تو بود ده من غافل
 خود جمله جهان تو بود ده من غافل
 عمری ز جهان ترا نشان می بستم
 چون اینچار رسد بداند که عشق مجازی بهتر

بویی بوده است از شرابخانه عشق حقیقی و محبت آثاری بشایه پر تومی او آفتاب ذاتی
 اما اگر آن بومی نشنیدی باین شرابخانه نرسیدی و اگر این پر تون تافتی ازین آفتاب

بهره نیافتی رباعی
 خوش وقت کسی که بومی بخیانه تشنه
 رفت از پی آن بو و بخیانه رسید
 اند برقی ز کوی بخیانه پدید
 در پر تو آن حریم بخیانه بدید
 و ترانچ ششده شصت متولد

و در مقصد وی و پشت فوت گشت مدفن آنحضرت و شوق است و از ان شیخ صد الدین قنویه

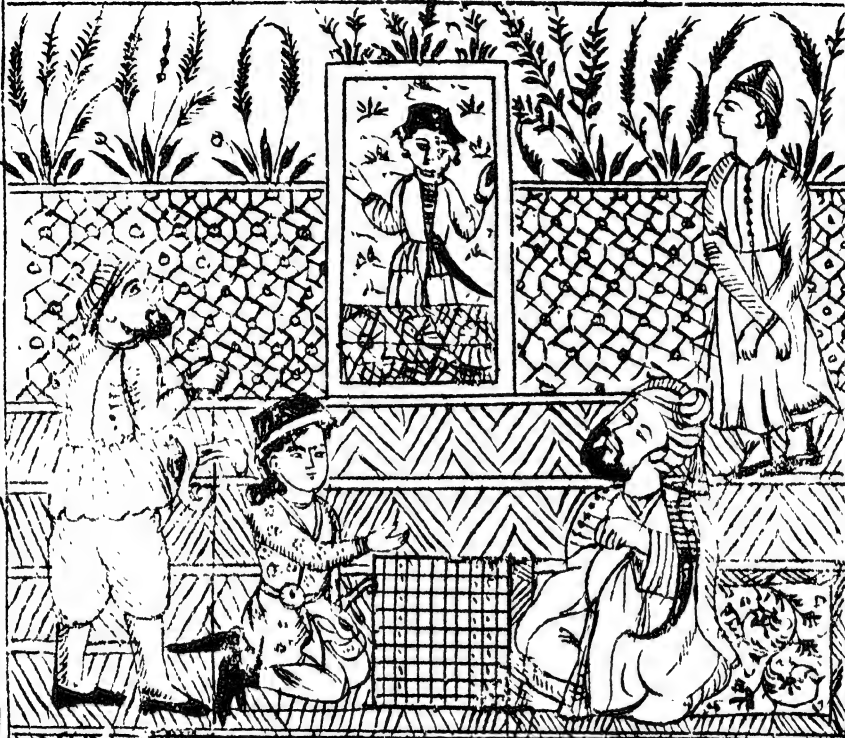
مجلس طسبت و پنجم

سر حلقه رندان شهر آشوب فتنه انگیز شمس تبریز حضرت مولوی در آفتاب او چنین

نوشته اند المولی الاعمال داعی الی النجیر خلاصه الارواح سر المشکوة والزجاجة والصباح شمس الحق
والدین محمد بن علی بن ملک ادا تبریزی نور الله فی الاولین والآخرین در اول مرید شیخ ابوبکر سلیمان
بوده بعضی گفته اند مرید شیخ رکن الدین سجاسی بوده که شیخ اوحه الدین کرمانی نیز مرید اوست
و بعضی میگویند مرید بابا کمال جندی بود و میثاید که صحبت همه رسیده باشد و از همه
ترتیب یافته و در آخر کار پیوسته سفر کردی و نمد سیاه پوشیدی در آنوقت که در
صحبت بابا کمال بود شیخ فخر الدین عراقی نیز بموجب فرموده شیخ بقاء الدین زکریا
انجا بود و هر فتحی و کشفی که شیخ فخر الدین عراقی را روی نمود آنرا در لباس نظم و نشر
اطهار میکرد و بنظر بابا کمال میرسانید و شیخ شمس الدین ازان هیچکدام را اظهار نمیکرد
روزی بابا کمال او را گفت فرزند شمس الدین ازان اسرار و حقایق که فخر الدین
عراقی ظاهر میکند بر تو بیج لایح نمیشود گفت بسیاری مشاهده می افتد اما بواسطه آنکه
او بعضی مصطلحات و رزید د می تواند که آنها را در لباس نیکو جلوه دهد و مرا آن قوت
نیست بابا کمال فرمود که حق سبحانه و تعالی ترا مصاحبی روزی کند که معارف اولین
و آخرین را بنام تو اظهار کند و نیایع حکم از دل برزبانش جاری شود و به لباس حرف
و صوت در آید طرازان لباس نام تو باشد چون در تاریخ ششصد و چهل و دو در آنجا
مسافرت بقونیه رسیدند در خان شکر ریزان فرود آمد و حضرت مولانا در آن زمان تدریس
مشغول بود روزی با جماعت فضلا از مدرسه بیرون آمد و از پیش خان شکر ریزان
میگذشت شمس تبریز پیش آمد و عنان مرکب حضرت مولوی گرفت و چنانکه پیش ازین
مذکور شد سوال کرد که یا امام المسلمین مصطفی بزرگتر بود یا یزید بیطامی بعد از آنکه
شمس تبریز از استماع جواب مولوی بیہوش شد آنحضرت فرمود که او را بدرسه آور
تا بخود باز آید مدت سه ماه در خلوتی که هیچکس از آن خلوت راه نبود لیلا و نهاراً
صحبت داشتند که اصلاً بیرون نیامدند و چون به سبب انکار مخالفان و قصدشان

از روم هجرت کرده بجلبافت و بر ترسا پسری عاشق شد چون میل آن جوان بشطرنج
باختن بود شمس تبریز با او شطرنج بازی میکرد و چون ایام مفارقت تنهاده می شد

موضع شمس تبریز و جوان ترسا



حضرت مولوی سلطان ولد را با چند نفر در ویش مع الاغ و خرچی گفتند بروید در
فلان محل شمس تبریز با ترسا پسری شطرنج میبازد به مجلس او در آید و گفتش شمس تبریز را

رو بطرف روم نهید و این غزل فرستاد
من آوریدم حالی صنم گریز پارا
بکشید سومی خانه مه خوب خوش تقار
همه وعده بکر باشد بفرمید او شمارا
بزنند گره بر آب او به بند او و هوارا

غزل بروید ای حریفان مکشید پارمارا
به بانامی شیرین و ترانامی موزون
و گراو بوعده گوید که دم دگر بیایم
دم گرم سخت دارد که بجا دوی و فسون
بمبارکی و شاد می چون نگار من در آید

<p>بخشین نظاره میکن تو عجائب خدا را بر عاشقان بیدل بنه آن می صفارا ز زبان نبات ریزد و بر دماغنا را</p>	<p>بر شاه رو نهمانی برسان پیام جانی سه ماست شمس و نیم حقیقت و نیت نیم بر حسب فرموده چون بکلب رسیدند</p>
<p>در همان محل دیدند که شمس تبریز با آن پسر ترسا شطرنج میبازد و منقرست که اگر شمس تبریز بر دیک اشرفی گیرد و اگر ترسا پسر بر دیک زبغورزند چه آن سلطان ولد و هم جماعت درویشان در آمدند به تعظیم و رخصت شیخ تبریز نشاند بعضی درویشان را بنحاطر گذشت که شخصی بدین بزرگی را چه ضرورتست که با ترسانی که با مذهب او است نیت شطرنج میبازد و آب روی خود را میریزد آنحضرت از روی فرست با لهام دریافت فرمود که درویشان دل را نگاه دارید که دل سلطان است</p>	<p>در همان محل دیدند که شمس تبریز با آن پسر ترسا شطرنج میبازد و منقرست که اگر شمس تبریز بر دیک اشرفی گیرد و اگر ترسا پسر بر دیک زبغورزند چه آن سلطان ولد و هم جماعت درویشان در آمدند به تعظیم و رخصت شیخ تبریز نشاند بعضی درویشان را بنحاطر گذشت که شخصی بدین بزرگی را چه ضرورتست که با ترسانی که با مذهب او است نیت شطرنج میبازد و آب روی خود را میریزد آنحضرت از روی فرست با لهام دریافت فرمود که درویشان دل را نگاه دارید که دل سلطان است</p>
<p>و اینجا حالتی است که عقل در و حیرت را بعمی چو صبر نیست ز روی نکومی او چکنم چو عاشقم من بیدل برومی او چکنم</p>	<p>کز است یار بسازم بخوسه او چکنم رقیب گویدم ای خون گرفته چشم به بند ترسا پسر دانست که صاحب شطرنج او</p>
<p>مرد بزرگی است بغایت منفعل گشت و در پامی شیخ افتاد و بر دست او سلمان شد و یکی از اولیا گشت و شطرنج در میان بهانه پیش بود</p>	<p>مرد بزرگی است بغایت منفعل گشت و در پامی شیخ افتاد و بر دست او سلمان شد و یکی از اولیا گشت و شطرنج در میان بهانه پیش بود</p>
<p>پید است حال مردم رند آنچنان که است مومن ز دین برآمد و صوفی ز اعتقاد</p>	<p>خرم کسی که فاش کند بهر نمان که است ترسا محمدی شد و عاشق همان که است</p>
<p>شمس تبریز متوجه روم گردید و سلطان ولد را گفت سوار شود در جواب گفت که سلطان را آداب نیست که چون غم سواری نمایند غاشیه کشی باشد و آن غاشیه کش منم گیران محوار شوند و آن غاشیه بردوش تاروم در جلورفت و به صحبت مولانا رسیدند آن جوان چند روز رخصت طلبید و بتفرج قسطنطنیه رفت فراق او در شمس تبریز تاثیر می عظیم کرد چون فصل بهار بوده حضرت مولوی شمس تبریز را بخت تسکین خاطر به گشت</p>	<p>شمس تبریز متوجه روم گردید و سلطان ولد را گفت سوار شود در جواب گفت که سلطان را آداب نیست که چون غم سواری نمایند غاشیه کشی باشد و آن غاشیه کش منم گیران محوار شوند و آن غاشیه بردوش تاروم در جلورفت و به صحبت مولانا رسیدند آن جوان چند روز رخصت طلبید و بتفرج قسطنطنیه رفت فراق او در شمس تبریز تاثیر می عظیم کرد چون فصل بهار بوده حضرت مولوی شمس تبریز را بخت تسکین خاطر به گشت</p>

<p>باغ وستان میروند اما هیچ گونه شکین نییافت ایشان جبت نسکین او خندان می گفتند و او میفرمود خزل بلبل باغ نالان عاشق بصد بان هم ناسایدم بصحرا در باغ و بوستان هم در شهر بی تو نتوان و الله که در جهان هم ای کاشک نبود می نام من و نشان هم بد نام شهر گشتم رسوای مردمان هم گر اینقدر نیز دیدی بر رایگان هم</p>	<p>ابر بهار گریان این دید و خون فشان هم صحرا و بوستان خوش وین جان زار ماند باز آ که شهر بے تو تاریک و تیرد باشد نامم نشانه شد در تمت ملاست صد سنت تو بر من کرد دولت و صالت شد نرخ بنده خسرو امیر شمشیر تو نگا به شبی با هم در خلوتی نشسته بود شخصی</p>
---	--

از بیرون در اشارت کرد شمس تبریز خواست و با مولانا گفت که گشتم پیجوی انب بعد
از توقف بسیار مولانا فرمود مصلحت است و این آیت بخواند **الا اله الا حق والامر تبارک**
الله رب العالمین هفت کس دست یکی کرده بودند در کین استاده بودند کار در
راندند شمس تبریز نعره بر و چنانکه آنجماعت بیوش شده بقیما وند و یکی از آنها علادین
بود فرزند مولانا که بد باغ انه لیس من اهلک تمام است و چون آنجماعت بیوش باز آمدن غیر از چند قطره
خون هیچ ندیدند و اینجا دشت در تاریخ ششصد و چهل و پنج بود و آن ناکسان در اندک زمانه
هر یک به بلای قی قبله شدند و هلاک گشتند و علادین محمد راعلی عجب پیدا شد و هم در آن
ایام وفات یافت و حضرت مولوی بجایزه او حاضر نشد و بعضی گفته اند آن ناکسان
بدن مبارکش را در چاهی انداخته بودند شبی سلطان ولد در خواب دید که شمس تبریز
اشاره کرد که در فلان چاه خفته ام همیشه یاران محرم را جمع کرد و در مدرسه مولانا
پهلوی نام مدرسه امیر صدر الدین دفن کردند

مجلس سبت و ششم

سازگرمی پاکبازی شیخ نجم الدین رازی از اصحاب شیخ نجم الدین کبری است که

تربیت اورا حواله به شیخ مجدالدین کرده بود و او در کشف حقائق و شرح دقائق قدرت و قوت تمام دارد و مصنفات بسیار دارد و از انجمله تفسیر بحسب الحقائق است و نسخه دیگر موسوم بر صا و العباد شتمل بر بسی سخنان اعلی و ثبنی بر بسی از رباعیات زیبا و در بهمان بر جوان زرگر عاشق شده و مفتون با جوان محزون و ولی از پرده بیرون بساط



اندخت و خاطر از یفرقه سیر دخت اورا کمان آنکه بر یکب حال خواهد ماند زمان بیت

کس چه اند که چرخ بولمون	از پس پرده چه آرد بیرون	کس خوش است این کمنه پر پر فسانه
اگر مردن نبودی در میان	که مارا می نه بگذارند با هم	درین محنت سرافیت ماقم
نشاط از هست بید و ران غم	وجود از هست بخوف عدم است	کلمات شک و عالم اشک و نعت
خوشی جستن شک خون جگر	فغان زین دور چرخ فتنه انگیز	که تا جا گرم کردی گویدت خیز

چه در او انحال که به ضرعت خاطر سیری به بود و می داشتند و سر شتمی جانرا چون شمع بروشنائی می پنداشتند لشکر جنگیز خان به آنجا آمدند و قلعه همدانرا محاصر کردند

بعد از مجادله و مقاتله بسیار نزدیک بدان رسید که قلعه را بگیرند سحر می آنحضرت با عیال و اطفال مادر و پدر و آن جوان زرگر اتفاق کرده اند که خود را از قلعه پند از ند اول حضرت شیخ نجم الدین خود را بیداخت بعد از آن پسر زرگر نیز موافقت کرد و در بیرون واقف شدند متوجه گشتند بگرفتن ایشان جوان زرگر بجنگ مشغول شد و شیخ را نیز انداد نمودند آن جوان کشته شد و حضرت شیخ را گرفتند و چون وقت نرسیده بود گذشتند میرفت و یکسرت و این مطلع را میخواند مطلع ناشده باز ز خون جگر دم دیده رفته از کوی تو خسار تو نماند و دیده چند منزل که بجانب اردبیل و تبریز میرفتند خبر رسید که قلعه را گرفتند و پدر و مادر و عیال و اطفال را تمام بقتل رسانیدند هنوز زخم کوفت و کوب زرگر تازه بود که بر سر آن ریشامی دیگر رسید گویا حضرت جامی حسابال او فرموده است

نای زمانه داغ غم بر جگر بند	ایک داغ نیک ناشده داغ در کند	بر داغ کاو در قدسی رو به بهر
آن داغ را گذارد داغ و گزند	زیر هزار کوه غم پست گرد بد	دستش هزار کوه دیگر برز بر بند
بر خان سپهانی او حاضر بشویم	پیش من از کباب جگر حاضر بند	صد زهر ناب تعبیه باشد در این
در کام عیش من مثل کرشکر بند	دانی که حیثیت بالشت را از د	خشتی که زیر واقعه ام زیر بند

هر چند از روی فقر و فاقه این شعر فانی میخواند بیت

که داغ بر سر داغ عمر هست اما کسی چه داند که با جان آنحضرت چه میشد و رباعیات در این

فرموده اند این دو رباعی از انجمله است رباعیات	آمد شب باز فتم اندر غم دست
بسم با سر گریه که چشم را خوست	سیخیت که پایده جگر بر سراوت
شمع ارچه چون داغ جدائی دارد	سر رشته شمع به که سر رشته من

کان رشته سمری بر و شنائی دارد در شش صد و پنجاه و چهار از عالم رفت و رنج داد

بیرون مقبره شیخ سمری سقطی و شیخ جنید قبریت
میگویند قبر اوست

مجلس سبت و هفتم

خوشید سپهر مهر و روزی شیخ سیف الدین باحرزمی همچو آفتاب عالم گرد و در طلب میلزید
و نجوم اشک از سپهر دیده میپاشید بیت سرگم بسوی تو شد بنمون و عیان شد بانجم هم تیدون
بطل غلیل شیخ نجم الدین کبری رسید و چشم از شرمی تا شریایدید او اهل که او را خلوت
نشانند در اربعین دوم بدر خلوت آمد و دست برد در خلوت زد و فرمود که ای سیف الدین

نجم عاشق مرا غم ساز کار است تو مشوقی ترا با غم چه کار است بر خیز و بیرون آی آنگاه

دست او گرفت و بطرف بخارا روانه گردید و قریب شیخ نجم الدین در خلوت خود بفرغت
نشسته بودند مردان را فرمودند که اشب شما نیز بفرغت گذرانید در آن شب
شیخ سیف الدین ابرق بزرگ پر آب کرد و در خلوت شیخ بایستاد چون وقت صبح
حضرت شیخ نجم الدین کبری از خلوت بیرون آمد و دید گفت نه ما اشب گفته بودیم
که به حضور خود مشغول باشید تو چرا خود را بدین ریاضت در رنج انداختی گفت شب
فرمودید که هر کس بحضور خویش مشغول باشد چرا خود را بدین ریاضت در رنج انداختی
گفت مرا هیچ حضور و لذت و راحی این نیست که بر آستانه حضرت شیخ بخدمت بایستم
شیخ فرمود که بشارت باد ترا که سلاطین در رکاب تو بروند و روزی یکی از پادشاهان
در بخارا که بحسن و جمال بی همتا بود و زیارت حضرت شیخ سیف الدین آمد در وقت
بازگشتن عرض کرد که اسی نذر شیخ کرده ام التماس می نمایم که شیخ قدم رنج
کنند تا بدست خود شیخ را سوار سازم چون آن پادشاه منظور نظر آنحضرت
شده بود التماس او را قبول فرمود و بدر خاقان و پادشاه رکابش گرفت تا سوار شد
اسپ سرکشی کرد و عنان در ربود و گویا طغیان عشق شیخ در او اثر کرده بود و قریب
به پنجاه گام در رکاب شیخ بدوید شیخ با پادشاه گفت حکمت در سرکشی این اسپ
آن بود که شبی در خدمت شیخ نجم الدین بودیم از بشارت داد که پادشاهان رکاب

موضع شیخ سیف الدین باحرزی و پادشاه



بدوند اکنون این مصدق سخن شیخ شد هر روز حسن صوری و معنوی آن پادشاه را
در نظر کیمیا اثر آن عاشق درگاه در تضاعف بود و عشق حضرت شیخ در تزیید بود و من

کلمات القدیسه با عیجات	هر شب بشال پاسبان کویت	بیکدم گرد آستان کویت
باشد که بر آید ای صنم روز شما	نامم ز جریده سگان کویت	هر چند گهی ز عشق بیگانه شوم
با عایت آشنا و بهجانه شوم	ناگاه پری رخی بمن درگذرد	برگردم ازین حدیث دیوانه شوم

در آن کشاکش عشق بودند که ناگاه از گردش این چرخ کج رفتار و مرور روزگار ناپدید
آفتاب عمر آن شهسوار در غفده ذنب مدار پریشانی که راس حوادث و سرگردانیت
نسکس گردید چون خبر آن واقعه بآمد بحضرت شیخ رسید از اشک خونین خاک
کوشش را گل کرد و در خاک و خون گردید شب و روز می گفت و میگفت همچون تشر

از کاروان ندیمیر دوستی رباعی هر روز روم سومی گلستان غنما	چون غنچه گریبان محبوب زده چاک
باشد که گوید گل نورسته ز گل	با من خبری زانگل نورفته چاک

حاضر شد گفتند شینا تلقین فرمای پیش رومی میت آمد و این رباعی فرمود رباعی

گر من گنه رومی زمین کردم	عفو تو امید است که گیر و دستم	گفتی که بوقت مرگ دست گیرم
عاجز تر ازین خواهه کانون ستم	همچنان بسر قبر پادشاه رفت و گفت	در باغی
بگذر بد یار یارم ای پیکشال	بر خاک پیش بجای من یار	ورقصه حال من کند از نوسال
قلات من الهجر علی صعب حال	در زمان وقت در شصده و پنجاه و پنج	وفات یافت و قبرش در بخارا

مجالست دوشتم

یوم تلی السراگر گنجهای خفی شیخ غزینسی در شب علوم طاهری و باطنی بسیار کوشید بود
 بتجسس در اصول و فروع حکیات و در مصطلحات صوفیه چیزها نوشته اند و دران
 رسائل سخن اهل شریعت و اهل حکمت و اهل وحدت را به نقیر و قطییر بار نمود فاما در نقی
 اسرار بسیار کوشید در بخارا بر سر کی از امر ای سلطان تالال الدین عاشق شد

موضع شیخ غزینسی و سپهر کی از امر



و سرشته اختیارش از دست رفت و چون افشای اسرار عادتش بود اهلداران بسیار
میکرد و آن قضیه انفعال میکشید با او شکایت کرد شیخ از آن جوان شرمسار شد و گفت باغی

ای سیل فغانم من از یاد ببر | بردار از خاکم و زنبیلا ببر | برداسن او تا نشیند گرد

از کوچه او غبارم ای باد | او چه دانست که این تیر و عابر بدت خواهد آمد و بدیشان

چه خواهد رسید و گردش روزگار طوابعیت ایشان را در خواهد نور وید و قتل و
غارت چنگیز خان آن جوان کشته شد و ایشان را از بخارا باجعی یاران بیرون کردند
و فرزندان و متعلقان ایشان نیز قتل رسیدند در آن در و مندی و شکستگی بخارا
آمدند و آنجا نیز نتوانستند بود بعراق افتادند و در شهر ابرقوه و تاربخ ششصد و
بشست و یک از عالم رفتند در آن محل که از آب آموگنذ شدند در حال اشتغال
نواثر آلام فراق و تشنه و نوازش شتیاق گریان گریان این رباعی فرمودند در رباعی

کس کف ایام چو من خار بها | محنت زده و غریب غمخوار بها | لی روزنه روزگارنی یار بها

کافر به چنین روزگر فگار بها | در آثامی نوشتن کتابی که موسوم است به کشف الحقائق

در خواب دید که حضرت رسالت صلی الله علیه و آله و سلم در مسجد عتیق نشسته اند و شیخ
سعد الدین محمودی و شیخ عبد الله خفیف در ملازمت حضرت بودند کسی را طلب شیخ
فرستادند چون مشارالیه امثالاً لامرهم بملازمت حضرت مستعد و سرفراز گردید
اول آن دو شیخ و آخر حضرت رسالت برای او برخاسته اند و او را پیش خود طلبید
و در برگرفت شیخ سعد الدین بعضی حضرت رسالت رسانید که هر سمری که من در
چار صده و چهل کتاب پنهان کرده ام عزیز نفسی در یک کشف الحقائق اظہار کرد و تیرم
که از آن مہر زحمتی بد و رسد حضرت رسالت فرموده اند که در ویش در عصمت خدا
و بعد از آن فرموده اند که از هجرت من تا ہفتصد سال نگذرد این کتاب را ظاہر نساز
مشارالیه بعضی رسانید که چند جزو اول را مر دم مسوده کرده اند و با طراف برده فرمود

که آنچه ماند و اطمینان ممکن

مجلس سست و نهم

عاشق رومی مست حضرت قیومی اسم شریفش مولانا جلال الحق والدین محمدست
در شهر بلخ در ششمین ربع الاولی شصده و چهارستولده شده و از سن پنج سالگی صور
روحانی بر دماغ هرگشت حضرت شیخ مویده الدین جنیدی می گفت که حضرت شیخ
صدرالدین قونوی روزی با جمعی از اولیای مثل شیخ شمس الدین یکی و شیخ فخرالدین
عزازی و شیخ شرف الدین موصلی و شیخ سعید فرغانی نشسته بود بصدق تمام از کوه
ذوق و حال فرمود که اگر بایزید و جنید درین عهد بودند می غاشیه این مردم و اندک را
برگرقتندی و بدروش کشیدندی و بر جان خود منت نهادندی که امر و زخان لایق
فقر محمدی اوست و ذوق و حالت مابه طفیل اوست همه درویشان از روی
انصاف بر بیان شیخ آفرین کردند حضرت مولوی روزی فرمود که آواز باب
صریر باب بشت است سکر می گفته مانیز همان میشنومیم چو نست که چنان گرم
نمی شویم مولوی گفت انجمن می شنوم و نواز شدن آن درست و آنچه تومی شنومی
آواز فراز شدن آن در روزی شیخ سعد الدین حموی و شیخ صدر الدین قونوی
و حضرت مولوی در یک محل صحبت پیدا شده اند شام شده هر دو شیخ مولوی را به آقا
التماس کرده اند حضرت مولوی در رکعت اول قل یا ایها الکافرون خوانده اند
و در رکعت دوم نیز بعد از فراغ حضرت شیخ صدر الدین پرسید که چون دهر در
رکعت سوره الکافرون خواندید شیخ سعد الدین فرمود که یکی را برای شما خواندند
و یکی را برای من حضرت مولوی کم وقتی از عشق وستی حقیقی خالی بودی روزی در
حوالی نزد کوبان میگذاشت از آواز ضرب مطرقه ایشان حالی در دل آنحضرت
ظاهر گشت و برقص درآمد شیخ صلاح الدین همچون آفتابی از دکان بیرون آمد و در

در قدم حضرت مولوی نهاد و حضرت مولوی عاشق جمال او شد در بیان سماع

این غزل فرمود غزل

یکی گنجی برون آمد ازین دکان زرکوبی | ز بی صورت ز بی موی ز بی خوبی ز بی خوبی

موضع حضرت مولوی و جوان زرگوب



شیخ صلاح الدین فرمود که دکان را یخاک کردند و مدت دو سال آن عشق بازی با او

بیک حال مانده بود و غزلیات و عشق او بسیار واقع شده و این غزل از انجمله است

غزل ربو چشم و رخ و زلف آن بت عبا | یکی قرار و دو دم طاقت و سوم پروا

قرار و طاقت و پروا می سن سه چیز بود | یکی جمال و دو دم چپه و سوم سیما

جمال و چهره و سیماش در جهان انگند | یکی بلا و دو دم فتنه و سوم غوغا

بلا و فتنه و غوغای من ز رفقت تست | یکی مدام و دو دم حید و سوم هرجا

مدام و حید و هرجا ز عشق او شده ام | یکی غریب و دو دم عاشق و سوم رسوا

کجا چو بشنود دوم را مق و سوم عذر را
یکی فغان و دوم ناله و سوم سودا

خوبه عشق و سوایان شد که در
چو بشنود واق در اندام من بیا موزد

چون شیخ مصلح الدین بجز ارق پیوست عشق بازی زیادت گشت و چلیپ حسام دیگر
بایشان صاحب شد و شنودی آنوقت سیفر و دشبها از آن قبیل بودی که از اول
شب تا صبح خواب نکردی حضرت مولوی اتا میگردند و شب حسام الدین بنویسند
و مجموع آن نوشته را با و از بلند میخواند و از غمیات که در عشق او فرمودی دیگر

عزل مرا اگر تو ندانی پرس از شب تا
چه جای شب که هزاران گوشت عشق را
چو ابر ساعت گریه چو کوه وقت تحمل

شبست محرم عاشق گواه ناله و زاری
کینه اشک رخ زرد و پیچیدی و زاری
چو آب سجده کمان و چو خاک راه زاری

حضرت مولوی در فرمن اخیر فرمود و از رفتن من غمناک میشدید که نور حسین منصور
بعد از صد و پنجاه سال روح شیخ عطار تجلی کرد و مرشد او شد در هر حالتی که باشید
با من باشید و مرا یاد کنید تا من باشم باشم دیگر فرمود که ما را دو تعلق است یکی بید
و یکی بشما چون بگم باری تعالی فرمود و مجرد شوم آن تعلق نیست از آن شما خواهد بود

و این مطلع فرمود مطلع
بیارسانی باقی بریز من حادث
در روز یکشنبه وقت غروب آفتاب پنجم جادوی الاخر ششصد و هفتاد و دو نقل فرمود

مجلس سی ام
ساقی بزمگاه وجه باقی ریشخ فخر الدین عسراقی بسیار بزرگ بود و نظم بسیار دارند
و در شتر من لغات مصنف آنحضرت است عاشق قلندر پسر می شدند و ترک
درس و مدرسه کرده با قلندر آن همراه شد و این مطلع در آنوقت فرمود مطلع

پسراره قلندر سر زار بمن نمائی
که دراز و دور و دیدم ره زبده و پارسائی

موضع عراقی



بطواف کعبه رفتیم بحرم رحیم نهادند
به قمارخانه رستم همه پاکباز دیدیم
در دیرنی زوم من ز درون ند ابراه

که برون درچه کردی که درون خانه
چو بصومعه رسیدم همه یاقتم و خانی
که در ادراعاتی که تو خاص از ان مانی

در انوقت بهر اسی قلندر ان بستان رسیدند و بصحت حضرت شیخ بهاء الدین زکریا بن
مشتی اند چون به تکیه که قلندر ان آنجا فرو آمده بودند رفتند قلندر ان گفتند
که روان میاید شد که اگر یکبار دیگر من ملازمت شیخ بهاء الدین زکریا میرسم دیگر شما
هر اسی نمیتوانم کرد که مراد یک صحبت نزد یک بود که صید کند بنا بران همان صیغه
با آنکه آخر روز بود مسافر شدند چون از شهر بیرون رفتند باران در گرفت راه کم کرد
تمام شب راه رفته بودند چون صبح شد اتفاقاً باز بهین شهر رسیدند با ضرورت
فرو آمدند جاذبه شیخ بهاء الدین زکریا شیخ عراقی را کشتان برود و سلاسل اغلال

کشید شیخ فرمود که در صومعه که جمعی مردان خلوتها داشته اند آنحضرت نیز خلوت
 اختیار کند چون خلوت درآمدند گاهی بذكر مشغول می شدند و گاهی بفکر چون خواب
 در یاسی فکر می گشته اند و در ولای منظم از قعر آن دریا بیرون می آوردند و آنرا
 بغایت خوب داشته اند و در بلند می آن شعر را میخواندند جماعت مردان که در خلوتها
 بودند چون بوی از گلزار عشق بمشام جان ایشان رسید به بود به انکار شیخ عزا
 میبانی بسته بهلا ز منت شیخ بهار الدین زکریا رفته اند و شکایت بسیار کرده که این
 شخص را ذکر میباید گفت او شعر میگوید و سرود عشق میسراید و بدان مرتبه رسید که
 میشنویم که در دیرمغان خراباتیان ابیات او را در مجلس با دق و فی میخوانند
 شیخ فرمود که در عالم دیگرست و شما در عالم دیگر شمار این ضرر میکند آن حال او که هر
 تار و زمی این غزل را گفته بودند و با و از بلند میخواندند مطلع نخستین با ده کا ندر جام کردند
 ز چشم مست ساقی دام کردند چون تجلص رسید شیخ زکریا بیخود از خلوت بیرون دید
 و بدر خلوت شیخ عراقی آمد و فرمود که بیرون آمی که کار تو تمام شد و تخلص آنقرل این بود

مقطع چو خود کردند را ز خوشتن فاش	عراقی را چه ابد نام کردند
----------------------------------	---------------------------

شیخ عراقی چون از خلوت بدر آمد شیخ بهار الدین زکریا جای خود را با و گذاشت و بعد
 از چند وقت از دار فناء بر بقارفت مریدان شیخ بهار الدین زکریا چون التفات شیخ
 را نسبت به شیخ عراقی دانستند عرق صد در ایشان بچکید پادشاه وقت رسانیدند
 که اکثر اوقات او شعر میگذرد و هجبت با جوانی قلندر صاحب جمال پیدا و او را
 استحقاق خلافت شیخ نیست و چون مناسبتی با شیخ عراقی نداشتند بعد از اندک مدتی
 شیخ عراقی ایشان را گذاشت و با قلندران غمیت زیارت حرمین شریفین کرد و بعد
 از زیارت چون حبل رسید بران جوانی که عاشق شده بود او را گاه گاهی میبویست و

و این مطلع را برای او گفت مطلع	و او سپید نظر مید و ام از چپ و دست
--------------------------------	------------------------------------

بجست بومی نگاری که نور دیده است و از طلب بروم رفتند و در روم امیر

پروانه که امیرالامرا بود و مرید ایشان شد و خاتمه را بجست ایشان در توقات
ساخت روزی امیرشمارالیه بلامت آنحضرت آمد با جمعی کثیر از ملازمان و وزیران
نذر آوردند ایشان فرمودند که باز فریقه نمی شویم اگر کسی میکی حسن قوال را برآ
در ایشان بیا و گفت مگر حضرت شما را با وی بیست فرمودند که میل هست و بیکار
همان لحظه کس تاخته تا او را با دستیارانش آوردند و او بغایت خوش شکل خوش آوا
ز بود چون بدرز او پیر رسید در بلندی این بیت را خواند بیت معنه برق جهان سوز غم لیلی را
آتش و ز بگر سوخته مجنون زده تا بومی خواند که حضرت شیخ عراقی و امیر پروانه با ایشان
بیگانه و تمامی قلندران بنحودانه بیرون دویدند از هم آنجا بنیاد قوالی و سماع شد
مدت سه شبانه روز خوانندگی و سماع بود و چند غزل فرمودند از انجمله است این مطلع

مطلع در کوی خرابات کسی را که نیارت هشیاری و تیش همه عین نماز است

و چند وقت دیگر که در مصر بودند همچنان آشفته قلندر بودند و پادشاه مصر مرید و معتقد
آنحضرت بود روزی حضرت شیخ پیاده سیر میفرمود بیدانی رسید دید که آنجوان
با جماعتی از یاران بگویی بازی مشغولست چون نظرش بر حضرت شیخ افتاد او طلبید
و گفت شما گوی برمی اندازید تا من گوی میزنم آنحضرت گوی برمی انداختند و او
گوی میزد و در خیال پادشاه باخیل و حشم رسید مطلقاً خللی در اعتقاد او پیدا نیامد
فرود آمد و دست آنحضرت را بوسید و گفت من از که ام طرف شیخ فرمود که شما از انظر
پادشاه نیاز سندی کرد و روان شد و آنجوان را بسیار بسیار خون بر مزاج غالب
بود و از اندک چیز می خساره اش گل گل میشد و در این رنگ غلیات بسیار دارند

این مطلع از انجمله است مطلع رخ نگار مرا هر زمان دگر رنگ است
بزیر هر خم زلفش هزار نیزنگ است در ششم زلفه شصده و ششادوست

از وی یافت و قبر او در قفای مرقد شیخ محی الدین اعراست و صالجه دمشق

مجلس سی و یکم

نور حدقه طایبان حقیقی و نور حدیقه عاشقان مجاز می شیخ مصلح الدین سعد شیرازی
از افضل صوفیه بود و از مجاوران بقعه شیخ عبد الله خفیف از علوم بهره تمام داشت
و از آداب نصیبی کامل سفر بسیار کرده بود و اقالیم گشته و بارها بسفر حجاج پیاده
رفته و از مشایخ کبار بسیار را دریافت یکی از مشایخ را میگویند منکر او بوده میگویند
که در واقعه چنان دید که درهای آسمان گشاده شدی و ملائکه با طبقهای نور نازل شدند
پرسید که این چیست گفتند برای سعدی شیرازیست که مثنی گفته که قبول حضرت حق
سجانه شده و آن بیت نیست برگ درختان سبز در نظر پوشیا هر ورقی و قمریت معیت کردگار
آن عزیز چون از واقعه درآمد هم شب بزاویه شیخ سعدی خفت که او را بشارت دهد دید
که چراغی افروخته و با خود زمرمه دارد چون گوش کشید همین بیت میخواند اول حال
بر جوانی قصاب عاشق شد و آن جوان خالی از طبعی نبود اما از شنیدن غزل ملول
و طاقت آنکه قصیده بر تو توان خواند داشت بنیاد غزل گفتن از آن وقت شد و

این دو مطلع از برای گفته

مطلعا

دام دین باز عشق خون نوبت

مروم که در انگوهر جان بچسبیت

زین کس که در دست دولت چو

از ویرس که گشت تاش درخت

و غزلیات در زمان عشق او بسیار دارد میگویند روزی در حمام شیراز شخصی نزد شیخ

درآمد که در سیاهی او نشان عشق بود شیخ پرسید که از کجائی گفت از خراسان گفت

اشعار سعدی شیرازی آنجا میخواند گفت بسیار گفت هیچ یاد داری گفت بسیار گفت

بخوان این دوبیت را خواند

تو پار بر فتنه چو آهو

اسال بیامدی چو یوزی

نی هرالنه جوال دونه

شیخ را خجانی در دل افتاد

که خواندن بی رمز نیست گفت اشعار نزاری نیز باشد آنجا گفت آری فرمود که اگر یاد داری

بخوان این مطلع را خواند مطلع | آواز خود را افتاد که باز آمدم از | بهتان محبت من توبه کجایی

شیخ را محاوره او در دل خوش آمد بفرست دریافت که نزاری اوست طریقه مصافقه
از جانبین بطور پیوست شیخ حکیم را بمنزل خود برد و اعزاز و احترام نموده سه روز انواع
طعامها کشید و تکلفات نمود بعد از سه روز حکیم نزاری اجازت طلبید بوقت غیبت
خادم را گفت که همانداری چنین کنید اگر شیخ شما بخیرسان آید به او آموزشم که
همان داری چون میباید چون این سخن بگوش شیخ رسید متاثر شد که مگر قصوری
در همانداری واقع بود و بعد از چند گاه در سر حد قستان بمنزل حکیم نزاری افتاد
چون تفحص حال او نمود گفتند اکثر اوقات به تنهایی مرست کشانها میکنند شیخ نشان
و بران اثر روان گشت دید که حکیم در محل زرعی بسا و مشغولست القصه ملاقات شد و سمع
صحبت روشن شده بمنزل رفتند روز اول سیر و انگیخت و روز دوم طعام قنوقادار
پیش آورد و روز سوم قدری گوشت بریان برومی اش کشید و روز چهارم مقداری
گوشت چوشانید پس شیخ عرض کرد که آن نوع همانداری که شما میفرمودید زیاده از بکردن
مشکل است بودن من خود سه روز بودم آیا اینچنین همانداری که مشاهده فرمودید سالها
به هم میتوان بود آن سخن که درین قضیه بنیادم گفته شد سبب این بود دران محل که در منزل
شیخ نزاری بود بر پسر حاکم آنجا عاشق شد و آن جوانی بغایت صاحب حسن بود و با ملاحظت
و کامل مرغوبه گره میزدی انداخت فاما مصاحبان تند و تیز داشت و خود نیز خالی از پند خوئی
نبود شیخ چون بنظر او آن جوان میرفت تعرضی کردند این غزل را دران محل فرمود از آنجا

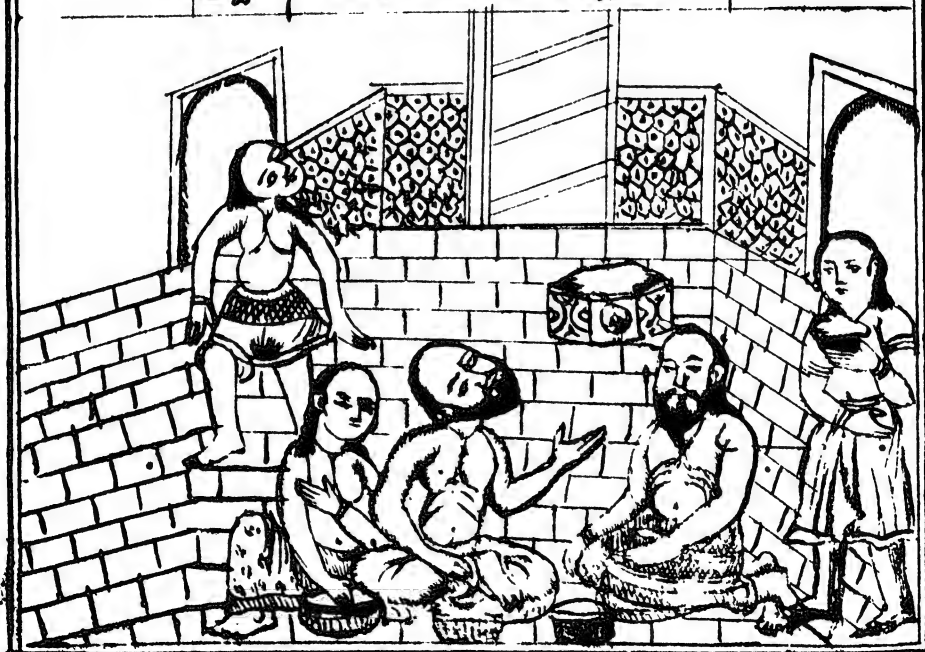
محبت نمود و غزل این است غزل | بهر جا که بگذرد همه چشمی به او بود
که آنجا که رنگ و بوی بود گفت گو بود
بعد از هزار سال که خاکش سبو بود

ناچار هر که صاحب رومی نمک بود | ای گل تونیس خاطر بپسل نگاهد از
نفس آرزو کند که توب بربش نمی
پاکیزه رومی در همه شهری بود و لیک

نہ چون تو پاکدامن و پاکیزہ رو بود
مسکین کسی کہ در خم چو گان چو گو بود
بگذارتان کنار و برت مشکبو بود
گم کرده دل ہر آئینہ در جستجو بود
کز دست نیکو ان ہمہ چیز می نکو بود
ای گوی حسن برده ز خوبان روزگار
سوی چنین درینغ نباشد گرہ زدن
من باز از تو بر تو انم گرفت چشم
سعدی پیاس دار و جفا بین و دم زن
میگویند کہ خواجہ ہام الدین تبریزی کہ فو

صاحب اختیار بادشاہ عالیقدر آن شہر بود پسری داشت بغایت صاحب جمال شیخ سعدی
در شیراز نشید بعشق او متوجہ تبریز گردید چون بمقصد رسید روزی بحام در آمدہ بود خواجہ
ہام الدین با فرزند خود از اتفاقات حسنہ بہان حام آمد و طریق او آن بودی کہ پس خود را
در حام کسی ننمودی و مردم را از حام بیرون کردی شیخ چون از معنی خبردار شد خود را در آخر
حام نہان ساخت چون خواجہ ہام الدین با پسر جمعی خواجہ سرایان بحام درآمدند شیخ طای
آب گرفته درآمد پیش خواجہ ہام الدین نشست خواجہ ہام الدین بغایت متغیر شد پسر را در حجب و

موضع شیخ سعدی و خواجہ ہام الدین



پنهان ساخت و خود میان پسر و شیخ حائل شد از شیخ پرسید که از کجائی گفت از شیراز
خواجگفت عجب حالیت که در شهر ما شیرازی از سنگ زیاده است شیخ فرمود که در شهر ما
باری تبریزی از سنگ کمتر است خواجگفت گشته از جا در آمد بعد از آن پرسید که در شیراز
از اشعار همام هیچ شنیده شیخ گفت آری گفت آنچه یاد داری بخوان شیخ این مقطع خواند

در میان من و عشوق مجامیست همام
وقت آنست که آنهم زیسان برخیزد
از اینجا معلوم شد خواجگه را که شیخ سعید است اعزاز و اکرام نمود و شیخ را بنجانه خود برد انواع
خادنگاری نمود و در شب جمعه ماه شوال شصده و نود و یک از دنیا رفت و قبرش در شیراز است

مجلس سی و دوم

دیده بان و تصنع علی عینی امیر سید حسینی در میان او کیا بغایت لطیف بوده اند و صفات
در طریق درویشان دارند مثل زاد المسافرین و کنز الرغبات و آمده بود و نگاه کلی در باغ آورد
چه گلی سیلی بر سپهر حال بلکه آفتابی بر اوج کمال نظم

تسبیح از دیدن خود بخود افتاد وزان پس بهشی هشیاری آورد زبان بکشد و پریشش کرد آغاز گفت ای از تو کار می نیکوئی راست بسروت خوب رفتاری که آموخت سه روی تو لوح نامه کیست که کندت در زرخه ان چاه غیب گفتا صنعت آن صانع من چه ز ذرات جهان آینه ساخت بچشم تیرینیت هر چه نیکوست	ز ذوق بخود می گشت از خود آزاد ز خواب غفلتش بیداری آورد جوهر حبت از ان گنجینه راز بدین خوبی جمالت را که آراست به لعلت نغمه گفتاری که آموخت سر زلف تو حرف خامه کیست که زاب زندگه گردش لبالب که از جرشش بر شمی قانع من ز روی خود بهر یک عکسی انداخت چو نیکو بگری عکس رخ اوست
--	--

و در میان لولیان اوجوان چنگی بود کسی از آنحضرت پرسید که چه حکمت است که شما اکثر اوقات در میان لولیان میباشید و از شایخی بوده که انکار نسبت بدان بزرگوار



داشتند و منجم دار اسطیة هراة بود فرموده اند بر نسبتهای ملائم واقع اند یکی و حسن ملا

و یکی در اصول که بچه ایشان در گواره بی اصول نمیکند غزل

که شود مجلس عشاق شد بر میکی

و میسج یقین از فروغ جامش

نه بزم عشرت نادر باد و آنفکلی

روزی بجهت شهادت پرتوی از حسن مطلق در آینه حسن مقید برای آن جوان که در حسن و ملا

در اعلی مرتبه بوده این غزل فرموده مطلع

در داده اند ای لمن الملک بدعوی

ای حسن تو در ملک صورت و حسنی

نوالی و نقیض بر ایشان طعن کرده اند و

بجست آنکه تخنیه جدا آنحضرت شیخ محمود شتری فرستادند آنحضرت جواب گفته متعبره آنحضرت
در درازای ملتطنت بهرات در موصیبت که موسوم به هجرت در تاریخ هفتصد و ششده از عالم رفته اند

مجلس سی و سوم

تخت نشین اقلیم سروری شیخ محمود شتری در غایت کمال بودند در علوم ظاهر و باطن
به اقصی الغایه و الامکان کوشید یکی از اقربای شیخ اسماعیل سیسی شیخ ابراهیم نام منظور
آنحضرت بوده و حسن و غیب داشته رساله شایه نام در بیان عشق و معشوق و عاشق بنام او

موضع شیخ محمود شتری و شیخ ابراهیم



نوشته اند و در آن محل که گلشن را ز میفرموده اند سطح انظار آنحضرت خسار آن بزرگوار
بوده میگویند منکران زبان طعن بکشادند و در پی او افتادند خویشان آنحضرت در جوت
کردند که خود را باز آرید و بهمان حالات که داشتید اشتغال نمائید و با فاده و استغاده
پروازید و خود را ازین دریای سودا بکنار اندازید در جواب ایشان گفت رباعی

جز ز آتش عشق در دلم سوز نهد / جز عارض او شمع شب افروز نهد

روزی که دلم شاد نباشد نمیشد	در گردش ایام من آن روز مباد
بنای عمر قرار من بر باد است و ایوان صبر و سکون من بی بنیاد پیش ازین عمارت کنید	
و همچنان خراب بگذارد فرو	که درین آه فانی شده و با خاک گشت
براعی در دیربختان صحرایم ماند	ز آغاز اثر و نشان ز انجام نماند
کز مسجد میخانه بجهنم نام نماند	در آنوقت شیخ طاهری بانحضرت معاصرو و انواع عجمیتها می
و در صورت عیب تمام حالات عشق بازمی ایشان را بازمی نمود و وقت ایشان را ناخوشیست که بود	
طاعت بر دل صد پاره عاشق بدان ماند	که باشد زخم شمشیر بد و زندهش بسوزن هم
چون بدگونی بسیار ظاهر شد از و درون ایشان از ان بجنون میشدند فرمودند که او میگوید	
شکر خدا که نه او نمونده من غفل	شکر خدا که شیخ نیم شیخ زاده هم
استغنیم تربیت پیری فروش	زین شدن به زن از نو ده هم
از روی عجب می بد و جام باد هم	جامی پیش کوش که کس از جام تو
و عشق آنحضرت با آن جوان خود نه با آن مرتبه بود که طعن کسی کم شود یا بصیحت پذیر باشد که کار	
بسرحد جنون کشیده بود دل از پرده برون رفت	فرود مرا گویند کش چون مرغان بین مرزا جاک
دلی بر جامی باید کش چه چشم خویش تن بینم	و آنا اشارات گلشن از ان حال ظاهر است
از اجسام تا آغاز نظم	در چشم او همه لها جگر خوار
چشمش گر چه عالم در نیاید	لبش هر ساعتی لطف نماید
دمی بیچارگان را چاره سازد	ز غمزه میبد بهستی بغارت
از و یک غمزه و جان دادن ازا	از و یک بوسه استادان ازا
بیت که هم از گلشن را از واقع شده و در بیان کمال او کفایت است ابیات او نیست گلشن را از	
شراب شمع و شاد بجمه حاضر	شرب بخود می در کشن مانی
گر از دست خود یابی امانی	وجود قطره در دریا رساند

شرابی خور که جانش و می پیر	پیا له چشم مست باد و خواست	شرابی را طلب بی ساغر و جام
شراب باوه خور ساقی آشام	شرابی خور ز جام وجه باقی	سقا هم ره هم اور است ساقی
طوران می بود کز لوث هستی	ترا پاکی دهد در وقت مستی	در تماریح به قصد و میت از

عالم رفت اند و قبرش در شتر است

مجلس سی و چهارم

عندلیب و رقاسرامی مقامات معنوی امیر خسرو دهلوی لقب او امین الدین است پدرش از امرای قبیله لاجین است که از اترک نواحی پنجست بعد از وفات سلطان ملک شاه بکلاذ شیخ نظام الدین اولیا رسید ریاضات و مجاهدات در خدمت او کشید می گویند که مرغ دشر در دام حسن حسن که ملازم علاء الدین فیروزشاد بود اقامه دوا این پادشاه از او ایسا بود و در زیر خلعت شاهی پلاس می پوشید و غریبات برای حسن بسیار از دوا این غزل از جمله است

غزل در عشق از بلازا و توان زیستن	ناخمش در سینه باشد شاد و توان زیستن
دشمنی چون عشق در بنیاد صبر نشود و پا	بر امید صبر بر بنیاد و توان زیستن
گر چه من سختی کشم آخر جفا را هم جدیت	هم تو دانی کا نذرین بید و توان زیستن
من بجان چون مرغ اسیر و خلق گوید غم مخور	ایمن اندر رشته صیاد و توان زیستن
قوت جان من توئی چند از صبا گوئی پس	آخر این کس مرگست از باد و توان زیستن
جو کش خسرو من دم از جفای دوستان	روز و شب باناله و فریاد و توان زیستن

و لقب حسن نجم الدین حسن بن سحریت کاتب مرید شیخ نظام الدین اولیا گشت و با وجود حسن و جمال به اوصاف و اخلاق مرضیه متصف بود و در کارم اخلاق و ورطافت و ظرافت مجالس استقامت عقل و روش صوفیه و لزوم قناعت و احتقا و پاکیزه و در تجرد و تفرد از علایق دنیوی خوش بودن و خوش گذراندن بی اسباب صوری همچو اوئی در آنوقت کم بود و تعلق امیر خسرو با او چون از زاویه کتمان با و بی ظهور قدم نهاد

صاحب غرضان بعرض پادشاه رسانیدند پادشاه از خسر و رسید که شاعر هیچ شعر نو
گفته عرض کرده که شعری گفته ام فرمود بگوی فی الحال گفت **ملکت عشق ملک شد از گرم لیم**
پشت من پلاس غم هست بیا شایم **پادشاه به بدیه فرمود بعد از آن بر تیر رسید که از اهل ملک**
شده و همه کس او را در بان گفته اند **میت**
خسر و فرمان دل بردن همین بار آورد **پادشاه بحبت طعن مردم از رومی مصلحت**

اول او را از مصاحبت امیر خسر منع کرده اما رشته محبت میان ایشان نه چنان استحکام
یافته بود که انقطاع تواند نمود پادشاه شنید که هنوز خسر و با حسن اختلاط میکند و پنهان
بخانه او میرود حسن را طلب کرد و از رومی غضب تازیانه چند زد و مشار الیه هم از انجار رومی
توجه بخانه خسر آورد چون انیمنی بسع پادشاه رسید عشق مجازی او را بر یو حقیقت آید
یافت خسر و رطلبید حسن را نیز مجبور آورد و استفسار نمود و از عشق ایشان که شانه نفس



و هو اور میان هست یانه چون در بوتۀ امتحان ز محبت ایشان را در آورده از کاه تمام
عیار بیرون آمد شاه با وجود که معلوم کرد عشق نفعانی نیست در محکمۀ محبت بر صدق عا
ایشان نیز و شاه عدل طلبید خسر و گفت که دوئی از میان من و او رخت بر سبت

دوست از استین بیرون آورد مصراع

گواه عاشق صادق در آستین باشد

و نمود که اثر بازیانه که چمن زده بودند بر بدن او ظاهر شده این رباعی حضرت شیخ عراقی

رباعی عشق آید و شد چو غم اندر رنگ پو

تا که دهنی از من و پر کرد ز دوست

اجزای وجودم بگی دوست گرفت

نامیت ز من بر من و باقی همه اوست

این مقدار اشعار در دستم آنکه او دارد کسی دیگر را نبوده و فی الواقع در اسلوب شعر که اختیار کرده طریقی اعجاز نمود میگویند در بعضی مصنفات خود نوشته که اشعار من از پانصد هزار کمتر است و از چهار صد هزار زیاده و سخنان او از ماده عشق و محبت و طریقی اهل وحدت چاشنی تمام دارد و صاحب وجد و حال و ذوق بود اما تفاوت در اشعار او بسیار است و تفاوت ظاهر از آن جهت است که پادشاه زمان اشعار او را فرموده بود که جمع سازند هر کس از اشعار او نمی یافت غزلیات بنام او میکرده اند و میان غزلیات مناسب نیست از آن سبب است در شب جمعه مقصد و بیت و پنج فوت شده

مجلس سی و پنجم

بیت المعبودیه آن بذاصر اعلی سلطان حسین اخلاطی محیطی بود بیکران پراز جوهر حکم و اسرار و ذواخر اصناف علوم بی شمار در مرقمی بوده حضرت ابن القاضی رومیه که در دانشندی بیکانه عصر بود و ملازم و مرید آنحضرت بود و از خواص علوم خاص آنحضرت بغیب تمام داشت و حضرت خواجه صائِن الدین ترکه و مولانا شرف الدین علی یزدی که هر یک مجمع البحرین بودند و علوم مرید آنحضرت اند و سالها در زیر خانه که آنحضرت بودند بر ریاضات و مجاهدات اشتغال مینمودند تا بحسب ظاهر چون تنزه آنحضرت بسیار بود و دیدار ایشان ندیدند پادشاه برقوق که پادشاه مصر بود و معتقد بود آنحضرت را بالاخانه که منزل و مسکن بود در می نه بیرون داشت پادشاه برقوق از آن در می آمد و کسی در خانه می میکشود چون چشم پادشاه بر آنحضرت می افتاد زمین می بوسید و بگشت

یکی از ملازمان پادشاه که منطور نظر آن حضرت بود روزی طبعی پراز زر سفید و یکی پراز
ظهوری و یکی پراز جو اسیر نفسیه از پیش پادشاه جهت آنحضرت آورد و چون آن صاحب

موضع سید حسین اخلاطی



طبق مالامال را بنظر آنحضرت در آورد و ایشانرا مقبول افتاد و او را گفتند تا شست
چند خواهی سرار که ملازم بودند گفتند که اسباب جمع کرده بحضور آنقره و طلا و مثل آن
جو اسیر ساختند و همراه تخفای پادشاه فرستادند و فرمودند که ما را بدینا احتیاج است
بسبب آنکه ماده کائنات بنجارت و دکان و از بنجار در بطون جبال سیاب تولد میکند
و از دکان کبریت و بعد از امتزاج بنجار با دکان خالی نیست از آنکه سیاب غلبه میکند
بر دکان یا بعکس یا اعتدالی است ظهور میابد اگر غلبه سیاب رست قلعی و آهن و مثل
آن متولد میشود و اگر کبریت غلبه میکند جوهر سیاب محترق میگردد و دوس حاصل میگردد
و اگر صورت اعتدال میان می آید فاعلیت اگر در جانب سیابست نقره میشود و اگر
در جانب کبریت است طلا متولد میگردد و دوازدهمی کشف نومی و الهام و انبیا و اولیا
را در وقت نفع بران طبیعت که حضرت حق تعالی در بطون جبال خلق کرده و آن نفع
با اعتدال اطلاع می افتد و همان نوع که حضرت حق پرورش میدهد آتش میکنند یعنی

نقره و طلائی تمام عیار حاصل میشود پس ما را اگر ضرورت باشد ازان مقصود حاصل میشود پس ما را ازان مقصود حاصل میشود انچه که در فاما جوهری هست که بدان احتیاج داریم آرزوی آنست ما را اگر گرمی میکند آنجوهر را بر ایمی خود میفرستد گفت یافت می نشود خسته ایم صراحت گفت آنچه یافت می نشود آنم آرزوست سلطان مدعای آنحضرت را دریافت فاما در فرستادن آن جوان که مرا کشی نام داشت بخد مت آنحضرت کشی واقع شد و میان عاشق و معشوق چون سه راهست یک راه از معشوق بعباشق همچنانکه از حق بخلق و یک راه از عاشق بمعشوق چنانکه از خلق بحق و راهی

که از و بدوست بدو فرستادند که فرد	چنانم با خیالت خومی شد در کوی تنهایی
که بر بندم در از خورشید و ماه و بلکه روزنم	پادشاه او را یراق کرده بخد مت آنحضرت

فرستاد در کنج کلبه اخزان بعد سوز و نیاز نشسته بودند و در با فراز کرده ناگاه همچون آفتابی از مطلع حسن طالع گردید چشم آنحضرت چون بر وفا و پیری پیکری دید بر سمنه ملا

سوار لشکر حسنش جیاب شمار گفت میت	سواره آمدی و صید خود کردی دل و تنم
کند عقل گبستی بجام نفس تو سن هم	و از نقره آنحضرت چون معلوم شده بود

آن جوان را که گیمیا میخواندند بدو بیاموزند چون از پادشاه رخصت طلبید بخد مت آنحضرت آمد یکی از او ییامی عالیمقدار شد و گیمیا گرمی فی الحقیقه خود آنست که مس جو د قابل بنظر گیمیا اثر نبی یا ولی زرشود همچنانکه آن صاحب جمال را به نظر حضرت سلطان واقع شده بود و یکی از ارباب عرفان گشت که بسی چراغ بعد از نقل حضرت سلطان از شمع جمع او افروختند و شمع جمع گشتند رباعی

از هر دو جهان گذشته بچویش	بر تخت فنا نشسته در ویشاند
خواهی که مس جو د تو زگرود	با ایشان باش گیمیا ایشانند

و تاریخ هفتصد و هشتاد و هفت از عالم رفته اند و قبر آن حضرت در مصر است

مجلس سی و هشتم

و اما الملک معانی امیر سید علی هدانی بسیار بزرگ بوده اند رسائل زیبا بی نوشته اند

ذوق و حالت آنحضرت از غناش ظاهرست سیر سلوک آن مقدار که او کرده گم گسای
 یار برش میسر شد می یک نوبت در طرف مغرب بموضع رسیدند شخصی بد شکل
 بد سیات ایشان را بجا نه خود فرو داد و دوشب و روز مکر خدمت بر میان بست و بی‌لحاف
 لذیذ و شیرینها و میوه‌ها میبیا ساخته در قیامت معلوم کرده بودند که آن صورت لالت
 بد آنحالت نمیکند چون آثار نیک از و مشاهد مینمود و در حیرت می افتاد تا در وقت عیت
 از انموضع در محلی که میخواستند اندسوار شوند طوماری بیرون آورده شعل برانکه خرج آن
 بزرگ کرده فاما یکی را ده نوشته بود و خشونت بسیار نمود آنحضرت شکر میکرد که الحمد لله
 علم مردان غلط نشد آنحضرت را در سفر با عشقبا زیبا با جمال مطلق بسیار دست میداد
 و تعلق به جوانان با حسن ملاحظت در عالم مثال او را بی واقع میشد نوبتی تنقید یکی از
 مقر بان حضرت تیمور خان شده بودند این رباعی را بد و نوشتند رباعی



دل نگم و دیدار تو در میانست	بزرگ نیت زمانه زندانست	بیتج دلی مباد و بیتج تنی
آنچه از غم بجران تو بر جانست	در روشی بعض آنحضرت رسانید که این شخص نیک نیت	

مباد که از خواندن این رباعی و واقف شدن این سر بر آید بد و ضرری بدویشان

مساند که آلت جاره دارد و قوت عاقله مانع ندارد و اگر با عرض او چیزی بگوید خلق چه گویند آنحضرت در جواب آن درویش که بسیار متعبد عقل بوده و از عشق نصیبی

کمتر داشت فرمود در باغی

حاشا که ز زخم تیر و خنجر تیرسم

ما گرم روان دوزخ آتشایم

از گفت و شنید خلق کمتر تیرسم

وز بستن پا و رفتن سر تیرسم

آن میرزا ده خود بسی تابش

و خوش طبع بود چون واقف گشت اکثر اوقات آن بزرگ را ملازمت میکرد و از عشق بکار آنحضرت مباحثات می نمود و سرافرازی میکرد و فهم و ادراک تمام ترسید اشت هر روز مردم محبت آنحضرت با او زیاده میشد روزی از آنحضرت در مجلس امیر بزرگ سوالی کرد که کیا چرا در سرنی بنیدید درین چه حکمت است و حقیقتش چیست آنحضرت فرمود که نفس گشته تغیر میداریم حضرت امیر بزرگ سوال کرد که این نفس گشتنی بود یا گشتنی نبود اگر گشتنی بود چرا گشتنی و اگر گشتنی بود تغیر چرا امیدارید با وجود کمال آن بزرگوار طرزم شد ندانم چون از امیرزاده های برلاس بود و امرای برلاس را اعتقاد تمام بد آنحضرت ثابت اعتقاد او هر روز زیاده میشد حال نیز در میان آن طائفه معتقدان ایشان بسیارند و در تاریخ هم ذمی الحجه بمقصد و هشتاد و شش از عالم رفته اند و قبر آنحضرت در جیلان است

مجلس سی و هفتم

منصور ایوان نه طاق بلند خواجه بهاء الدین نقشبند در بخارا بر ترک خوزیر نشسته خونی زیباروئی عاشق شده ندکی از مصاحبان ایشان را ربه همان عشق محرک سلسله شوق گردید حضرت خواجه بهاء الدین فرمود که مرغی از مرغان دیدم که با جناح تصوف می پیوید و بر من انکار کرد چون از پریدن باز ماند و با چنان همت و حالت معرفت نشوایم که با من بپردیدی در هوا می ازل از من معنی صفای رسید گفتم جنابت بمقراض فدا بر و آلا با من نمیر از حد ثمان در جناب رحمن فانی رسد نه باقی گفت مرغ تقصوم که بجناح خود نزد دست خود می پریم گفتم و بچاک لیس کشیده شئی آنکه در سحر فهم افتد و دو غرق شد



براعی در کوی خرابات می نشستم	در چارسوی فنا هستی ترسم	آن لحظه که خود بخود نماید خود را
آندم ز فریب خود پرستی ترسم	هر چه هست ازین درخت از شاخ و برگ	و مغر و پوست چیز

غیر از یونیت سرتاپای همه دوست بنای این کاخ هست است این قصر شیدت

بلکه مطلق مقیدیت راعی	باز آتش عشق در دلم زوقابی	بکشا و برویم از حقیقت بابی
-----------------------	---------------------------	----------------------------

کین معرکه شجده باز خیال	در چشم خدا بین بود جز خوابی	چون آن جوان از آن تش
-------------------------	-----------------------------	----------------------

دل گرم شد دل نگینش فی الجمله نرم شد فاما چون منظر بجلی جلال بود هر چند در غایت خود

جمال داشت آنحضرت پرده کام از روی کار بر نمیداشت **عزل**

بگویم حال خوشت لیکن از آزار می ترسم	اگر پنهان کنم ز اندیشه گفتار می ترسم
-------------------------------------	--------------------------------------

چه حالت اینکه از بیم رقیبان نگرم شوم	هوس می آیدم عمل چیدن و از خار می ترسم
--------------------------------------	---------------------------------------

تو شب در خوابستی و مرا تار و زبیداری	منسپ امین که من زین دیده بیدار می ترسم
--------------------------------------	--

جوانی خنده بر خوانم پیران مزن گفتم	تو میخندی و من از گریه بسیار می ترسم
------------------------------------	--------------------------------------

زور دمن لبت هم سو رحمت میکشد لیکن	ز پشامانی بخت پریشان کار می ترسم
-----------------------------------	----------------------------------

نیم خسرو که فرما دم منسانده جام از شفت	اگر هم مانده زین شیرینی گفتار می ترسم
--	---------------------------------------

در تاریخ مفصله نو و یک از عالم رفته اند و قبر آنحضرت در بخار است

مجلس سی و هشتم

نیکه دارد ارضا الوالا لایمی والابصار پهلوان محمود پوریار در خوارزم به کشتی اشتغال می نمود و بعضی چنین نقل کرده اند که از جانب هندوستان جوانی کشتی گیر به بیت انکه پهلوان را بیند از متوجه خوارزم شد چون بمقصود رسید حاکم خوارزم حکم کرد که در روز پنجشنبه تمامی مردم خوارزم از کبار و صغار در سر میدان جمع شدند و بر اطراف میدان سایه بانها زدند پهلوان را بنحاطر گذشت که در شب آنروز ازین جوان کشتی گیر چیزی گیرد که در چه کار است چون از شب بکشتی گذشت بیام آن جوان برآمد دید که مادر او بنهار مشغولست و روی زمین می نهد و دعا میکند که الکی فرزند مرا سرخروی گردانی که فردا پهلوان را بیند از صبح تمام معرکه در رسم آمده و پادشاه بر تخت نشسته پهلوان تنبان پوشید و با چندی از دستیاران سرآمد کشتی گرفت و همه را بیند اخت بعد از آن با آن جوان غیب بدستبازی مشغول شد دید که در دست او بغایت زبون از درد دل آن پسر زال یاد کرد و خود را بدست آن جوان غریب داد و پشت بر زمین نهاد و بعضی چنین گفته اند که پادشاه چون که از شهرهای هندوستان کشتی گیر می داشت و شنیده بود که در خوارزم پهلوانی است که نادره عصرست به پهلوان محمود پوریار اشتما دارد او را ذوق آن شد که پهلوان را بطلبید و به پهلوان پامی تخت خود کشتی فرماید جوانی زرگر را که منظور او بود بطلب پهلوان فرستاد چون آن جوان زرگر بخوارزم رسید و پهلوان را ملازمت کرد و صورت حال را عرض داشت پهلوان کرد این رباعی

را گفت که رباعی	زرگر بچه کوفت را و ملتانرا	آورد بمن قاعده سلطانرا
انجا که من بهت پیران	ایمجو خرم جو نه و هندستانرا	و تصحوب او آن رباعی راسترا

آن پادشاه فرستاد بعد از آن در واقعه دید که میاید رفت متوجه آن جانب شد

چون بواجی آن شهر رسید پادشاه با ارکان دولت خود با استقبال پیرن می آمد و پهلوان را با عزت و اکرام تمام به شهر در آورد و مقرر کرد که فردا کشتی گیرند پهلوان بجزارات رفت ناگاه به سرزماری رسید و دید که ضعیفه رومی نناده بدستور یک مذکور شد و عا و زاری میکند چون آن پیرزن را بدان نوع در خاک افتاده دید گفت غم مخور که مقصود تو و پسرتو حاصل است صباح که کشتی مشغول شدند پهلوان خود را بدست او داد چنانکه گزشت پشت بر زمین ننهاد بعد از آن پادشاه را مهیل شکار شد پهلوان را همراه برد و در عقب آهوسه تاخت و پهلوان نیز همراه بود به کوی رسید اسپ پادشاه و دست برداشت میخواست که از گوی بجهد پهلوان هر دو دست به پیش زمین زد و از پشت زمین جست و هر دو پای اسپ پادشاه را گرفت و نگاه داشت از این معنی پادشاه بخود شد چون بحال خود آمد گفت پهلوان کاری کردی که مقدم در بشتر نیست آن کشتی گرفتن بدان نوع چه بود این

چه حال است پهلوان گفت غزل
سود و زیان خویش بکیسو نناده ایم
نی در ره وصال بهین روندا ایم
زنجیر با از آن خسم کیسو نناده ایم
دیگر بدان دو نرگس جادو نناده ایم
با این دلی که بر سر آن کوندا ایم
در ویک سر که بر سر زانو نناده ایم
چشم و فابرا آن خسم ابرو نناده ایم
قوت ز پا و زور ز بازو نناده ایم
گر بر سر نفس خود امیری مردی
مردی نبود فتاده را پای زدن

هاسنگ نیستی بتر از و نناده ایم
سرشت یگان بادیه محنت و غمیم
بر گردن امید تن ناتوان خود
چشمه رسید باز که بنیاد کار خودم
رفیقیم با جسرت و غم آه چون کنیم
شب گشت باز آه و گرتا چه کشیم
او مائل جفا و بهمان مایه صد امید
دستی نمی رسد چو فانی بزل ف یار
و این رباعی نیست فرمود رباعی
و ریزد گرمی نکتہ گیر می مردی
گر دست فتاده بگیر می مردی

پهلوان را اعزاز و اکرام بسیار نمودند و بخوار زم روان کردند میگویند در آنوقت جوان
کشتی گیر که بر سینه پهلوان نشست دید که تمام حجابات از پیش دیده بصیرتش
منتشع گردید و آفتاب حقیقت از ورامی غیوم بتافت و یافت آنچه می طلبید و فی الواقع
خایت فنا همین باشد که نفس را بدین نوع پامال سازند هر آینه در زمره اولیای
عالی مقدار انحراف یافت و بار جلال الغیب انضمام پذیرفت و از انزو او را نام بخش
زمان بر یار گرفت و بعضی بویا گرفتند و بزبان آنجا بویا پهلوان سر آمد را گویند
در طریق تصوف اشعار مرغوب و رسائل و رباعیات خوب دارد و از انجمله کتاب
کنز الحقائق است و در آن کتاب این حکایت را در بیان آنکه مجرب و اسلام ظاهری
در معرفت حق تعالی تمام نیست می آورد که نظم

چونیکو گفت آن مرد سخن دان که صوفی و امام و شیخ و زاهد مرقع پوشش و جرم دار و حاجی همه گشتی و شد کارت بسامان مسلمانی ورامی این و آنست بکس پسند بخت نیست درخور	بدان صوفی سرگردان و حیران سه ماهه دار و خلوت شین و عابد مصلما گیر و مسجد جوی و ناجی کنون وقت اگر گردی سلمان که آن از علم خاص خاص نجات مسلمانی همین ست ای برادر
--	---

در آنوقت جوانی در غایت حسن و جمال از بهمان بهیت آنکه از عشاق پهلوان باشد
و چون نشأ عشق حاصل بود و از شراب بنجود می پهلوان مست لایق چو نظرش
بر طلعت آنجوان افتاد دل از دست بداد و خاص بخت آنکشتی گیر می بیاموزدش
بر سر کشتی گیر نمی رفت و او را ورزش فرمود و نخل قامت او را با عصا و افغان قوت
کشتی بیار است و بعد از آن چنان افتاد که بر نحو است نوعی پهلوان را عشق آنجوان
از یار گار بدر برده بود که چهار ساخت و چون کاکلی بغایت پر حال داشت این دو کشتی

موضع پهلوان محمود پور یار و جوان



حسرو سب حال گفت نظم

ازین دیوانه مستی و بد خوئی و نادانی
ببالا آفت دینی به کاکل کانرستانی

سلمانان گرفتارم بدست نامسمانی
به ابر و فتنه انگیزی بنرگس عالم آشوبی

در تارنج نه قصد و بیت و دوازده عالم رفت و قبرش در خوارزم است

مجلس سی و نهم

شبهت دیوان غزل سرایان معنوی و صوری مولانا لطف الله نیشاپوری شاعری
بیشلست از اقسام شعر قصیده و غزل و رباعی بسیار گفت فاما قصیده از اصناف
دیگر محکمتر افتاد چند ساقب حضرت امیر المومنین علی علیه السلام دارد که در آن بسی

بنازد عقل و دین و دل بیاد سرور غالب
و این بیت نیز از منقبتی دیگر است که در
بر روی طل سبزه گمر بر قلعه نگه برت بین
فانابی طالع غریب بود یک نوبت در

کار کرده و این مطلع یک منقبت است مطلع
امیر المومنین حیدر عالم ابن ابیطالب
وصف نیشاپور در وقت بهار گفته شعر
گوئی که بحر حضرت از موج بر لب برده

فصل بهار بهی لطافت لیل کبوتری چند پید کرده بایک شیشه شراب و کبوترها را
 متنبه کرده و شیشه شراب را در باغچه بر روی سبزه گذاشته و جوانی بنیاز که میل مبت
 داشت متعلق بود و جوان را بجان آورد که متنبه و شراب او را پیش آن جوان آبروی
 باشد از جمله بی طایفه های او آنکه حریفان دایم در کمین بوده اند که با او نقشی بر آب بند
 چون مشارب از عقب مطلوب رفت حریفان از دیوار درآمدند و متنبه را خورده دیگر
 پاک شستند و آشمارا از زیر دیگ بیرون کردند و کبوتر زنده در دیگ گذاشتند
 و سر دیگ را پوشیدند چون یار خود را آورده برگوشه ایوانی جامه خود را انداخت و
 آن جوان را بر روی جامه نشاند و مطبخ درآمد که متنبه بکش که شراب بناشتا نباید خورد
 سر دیگ را برداشتن همان بود و کبوتر پریدن همان از غایت بیطاعتی رو به آسمان کرد
 که خدا یا این خوارق عادات را بفروغون و شد ادیب ایست نمودن بزباد ازین ایمان
 دارم بعد ازین نا امید می همراه یار خود متوجه سبزه زار شد که کاسه چند بکار برد اتفاقاً
 پاره ابر پیدایش چند تگرگ از ابر جد گشت بر شیشه خورد و شکست و ماغش پریشان گشت

موضع مولانا لطف الله نیشاپوری و جوان نسیم



بمطبخ در دید و دسته باون نگین بیرون آورد و پیش ابر داشت که اگر زوری
واری این را بشکن و یگویند پریشانی دماغ او دران واقع بجنون کشید مشارالیه رو
بغایت کرد داشت مانند بارش هر که پخت یوز میگفت بی طاقت میشد و شام میداد
اضطراب میکرد و روزی همین یار خباز پرسید که هرگز بوده باشد که تو ازین لفظ بدیده باشی
بلکه ترا خوش آمد باشد گفت یک نوبت حضرت میرزا میرانشاه چهره خوش شکل را که
با او تعلق بسیار داشتم به طلب من فرستاده بودند که تعلق مرا میدانستند آن چهره مرا
به پس اسپ خود سوار ساخت در راه به پس نگاه کرد و گفت ملاجی میمانی آنروز مرا ازو
بسیار خوش آمد و امر دوازده نفر مقصد و شاد و شش از عالم رفت و بدفن او پیش
کوه نیشاپور نزدیک بقعه مگه حضرت سلطان خواسان بر سر راه است *

مجلس چهارم

سر و چین گلشن راز و گلستان ارم حقیقت و مجاز حافظ شیراز اسم شریفش شمس الدین محمد
است او را لسان الغیب و ترجمان الاسرار گفته اند فی الواقع هر بیتي از اشعارش
آیتی است از سوره شعرا بلکه سوره ایست از کتاب اعجاز بلغا اسرار غیبیه و معانی حقیقیه
در کسوت صورت و لباس مجاز باز نمود هر چند معلوم نیست که او دست ارادت
پیری گرفت و در طریق تصوف به یکی ازین طایفه نسبت درست کرده اما سخنان او
چنان بر مشرب این طایفه واقع شد که میچکس آن اتفاق نیفتاد مثل مطالع این چند

عزل که مطلع	و رازل بر تو خست تجلی دهم	عشقه بدیده و آتش به به عالم زد
عکس و می بود آینه جام افتاد	عاشق ز خنده می در طمع خام	نه هر که چهره بر آفرود لبری اند
نه هر که آئینه سازد سکنه رنجی	بیای که ترک فلک آن وزه غار کرد	چو آفتاب می از شرق چاله بر طبع
ز باغ عارض ساقی هزار لاله برید	انچه خود داشت نه بگانه نماند	هلال عینه و ز فوج اشارت کرد
سالک ادل طلب جام جم از نامی		در بره بر میغان نیست عین شیلی

خرقه جانی گرو داده و دفتر عالی شکار او خود از ان مشهور تر است که بایر ادا قیلج و خسته با
 فاما چون شمه باز نموده شده بود که سخنان او موافق مذہب صوفیہ واقع شد و مطلعی چند
 بہ بہت او ایراد کرده شد در زمان دولت شاه شجاع بر پسر مفتی شیرازی شنیہ گشت و
 بر تہ آنجوان مظهر حسن و جمال بود کہ در انوقت زبان حافظ با آنکہ اسان التوقش میگفتند
 از وصف کمال و غنچ و دلال اولال بود روزی از روی اتفاقات در گنبد می صحبتی با آن
 جوانش دست داد کاسہ ریخت و بدست آن جوان داد و حیران روی او ماندہ حالت



حسن ملاحظت بر کمالش را پنهان از و مشاہدہ نمود چه آن جوان در آئینہ دیدہ او بنظر
 حسن خود مشغول بودہ و فانی از ان خبر داده بمیت بود در آئینہ چشم روشنم بامی
 بحر می دشدہ و خول من نظار ہم شاه شجاع خود بر ان سر نشان اطلاع یافت چون جامعیتی
 کہ بعض شاه رسانیدہ بودند دایم کمین میکردہ اند شاه بر بام برآمد و از دریچہ پنهان
 در ایشان نظارہ میکرد چون حافظ کاسہ بدست پسر مفتی داد و آن جوان کاسہ او رشید

شاه شجاع خواند مصرع	حافظ قراکش شد مفتی پیالہ نو	حافظ چون آواز شاه را
شناخت فی الحال گفت	ورد و پادشاہ خطابش جرم نو	در شناسی بخود پیامی حافظ

ای هر دم از جامی تو در انگی در	بیسرفتی عاشق جوانی آهنگر شد مضمون این مطلع مطلع
حسب حال ایشان آمد در محلی که حافظ در میان هر دو ایشان	عالم ز تو خراب تو در عالمی در
نشد سببه بود بیسرفتی حافظ را گفت که غزلی بجهت او بگوید که سپهر آسنگر بگذارد این غزل را	بدیده گفت غزل
دور غوغ و عذوق قال وضع و زانکه	دل بر بوده کولی شویت شور انگیز
فرشته عشق اندک به حبش کن	قدای پیرین چاک با هر یان بد
نه آب سوزند در خن بپاش تیز	بخواه جام و گلانی بخاک آدم
میان عشق و معشوق هیچ حالت	مباش غره و بازوی خود که در
اکرتی بعضی از موالی و ظریفان طیبی میگردیده اند که حافظ مرده	تو خود جانت می حافظ از این با خبر
مرد می شمر بخوار پریشان روزگار است و دهنی پاک ندارد و در جوانی بغایت صاحب حسن	عاشق شده و مارا حیف می آید حافظ بجهت آن گفته این غزل از انجمله است غزل
من که در دنیا و رم نه و کون	دل سر پرده محبت اوست
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	گر دغم زیر بار منت اوست
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	دو و مجنون گذشت و نوبت است
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	سینه گنجینه محبت اوست
تو بطوبی و ما و قاست یار	و کمال ارباب حق حال ایون با دوستی نمود زمان و لول و لغزمت خصوص میگردد اندک غزل در محفل
هر کسی بچیز نوبت اوست	غزل اگر چه باده فرج بخش و باده گل سبزه
من که در دنیا و رم نه و کون	در استین مرقع پیاله پنهان کن
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	صراحی و حریفه گرت بچنگ افتد
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	مجموعی عیش خوش از دور و از گون سپهر
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	سپهر بر شده پرویز نیست خون پالا
تو بطوبی و ما و قاست یار	عراق و پارس گرفتگی بشعر خوش حافظ
هر کسی بچیز نوبت اوست	بیا که نوبت بغداد و وقت تبریز است
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	
فکر هر کس بقدر بهمت اوست	
فقر ظاهر بدین که حافظ راه	
دیدم آئینه دار طلعت کعبه	
تو بطوبی و ما و قاست یار	
هر کسی بچیز نوبت اوست	
من که در دنیا و رم نه و کون	

مجلس چهل و یکم

کشف معانی و صرف بازار بیانی مولانا سعد الدین تفتازانی از جوان بود و در علوم
از قائلان مستعد و طالبان مترشد چراغ دانش از شمع او افروخته اند و تصانیف بسیار
در غایت خوبی بر حیفه روزگار از ان بزرگوار ماند شبی در واقعه دید که مناره ایست بغایت
بلند و شیخ سعد الدین حموی از بالایی این مناره نعره میزند و میگوید تفتازانی بیا که
و انی پر از جوهر نفیسه دارم تو دهم مولانا سعد الدین تعجیل تمام برگرد مناره و دیدند
مطلقا راهی نیافتند نعره زدند که این مناره راهی ندارد و شیخ سعد الدین گفتند گناه من
چه باشد جوانی بغایت حسن و جمال از بالایی مناره طنابی انداخت که دست دران زد
بر بالایی مناره برآیند هر چند سعی نمودند میسر نشد صبح در حلقه درس اینجواب تقریر کردند
ورقت فرمودند و گفتند که یاران آنچه مانا غایت عمر دران صرف کرده ایم داخل نمیتند
در مطلوب مقصود چیزی دیگر بود به سبب آن واقعه نایر و شوقی در انگله دلش مشغول
گردید و دران اثنا جوانی صاحب جمال از جانب خوارزم رسید دیدند که همان جوان است
که بر بالایی مناره دیده بودند شیفته او شدند و در انشای عشق و دیوی از عالم معنی کشاوه
و از انجا نظرش بر رضای انشای حقیقت افتاد آن جوان در خدمت آنحضرت بکسب علوم



ظاهری استعمال نمود و از عالم معنی نیز بی نصیب بود و چون مفتاح ابواب حقیقت و ادراک عشق مجازی بود هر روز آن محبت و ترناید و تضاعف بود و درمی دیگر از غیب برتر میگشت و چه عالم صورت در غایت پستی است و جهان معنی در اعلی درجه بلندی و از غایت در صورت منازعه که ازین تا آن بسی زیاده است و چون ممری که بطریق استدلالات از اثر بیشتر خواهند که روند بسته آنست بدان جت چنان بود که مناره را در نمود و راهی که ازین طریق مطلوب توانی رسید بسته بود زیرا که بترتیب مقدمات یقینی و استعمال قوانین منطقی به ادراک مقاصد و مطالب فائز نمیتوان شد که سری شناسد این سر که سزای دار باشد و شیخ سعد الدین که از سر مناره غنا و عالم اطلاق نداشت و عبارت از خازن گنجینه جوهر سر از خزان تجرید بود و آن جوان صاحب جمال که از سر مناره کند حاذبه انداخته اشارت به برق تأیید که میت بود فکر نکور شده طعنه بود پس آنکه معنی از برق تأیید و چون تصفیه باطن او حاصل شد در بحث و ناله هر دو کامل گشت از آن رومی در بحث بر اکثری فائق آمد از انجمله در آنوقت که شرح منقح نوشته بود کسی او را به ضیافت بخانه برد که آن خانه مصور بود و یکی از دانایان روزگار و نیز طلبید چون آن قبحور آمد از حضرت مولانا سعد الدین سوال کرد که در خانه که مصور باشد شرح جانز میت که نشینند آنحضرت فرمود که اینچنین است فاما اصل خانه دل است نفوذ باشد که آن خانه را کسی بدین صورتهای بیاراید و فرشته در آنخانه در نیاید

حدیث مصطفی آخر همین است فرشته ناید اندر رومی ضرورت نگردد جمع علم و خلق با آرز نیاید در دل کو گسک سرچشمه	همو بشود که البته چنین است بر و بر وای رنگ از تخته دل ملک خواهی گسک از خود دور انداز	درون خانه چون هست صورت که تا ساز و ملک پیش تو منزل علوم دین را خلاق فرشته
مفتح شرح مفتاح واقع شده است بخار نمود که چه خبر است آنحضرت در جواب گفت	بعد از آنکه آن قبحور درین سلال الزام تمام یافت از خبری که	

خبریت نورسیده تو گریخته نداری | جگر می سوخت و خون شد تو گریخته نداری

در تاریخ هفتصد و نود و دو وفات یافت و قبر او در سرخس است

مجلس چهل و دوم

حضرت امیر سید شریف که سروی بود از جو بیار سعادت روضه قدس او به طاعت
بعد از غوغای درجاء علوم ظاهری عموماً و معتقولات خصوصاً از عهده انبیا و حج
و ابلاغ حد و نقصی نموده باشد نصب با و بان رایات به ایت آیات او یار و ذوق
ذوق نمود و آنرا چنانچه مقتضی احکام و حدت در صورت و حدائی چنانچه هیچ جزوا از
اجزای او نباشد که معروض وحدت نشود به بیات تالیفی در بحث و جو و باز نمود و
چون در هر باب رساله و کتاب تصنیف بزبان عربی تمام کرده بود فوت قابلیت و
او خواست که از یال اقبالش بکلم تعانی اطراف اند زبان غمی شمع که بزبانه مناسب
آراسته است به علی انتظام پیرایه عالی نباشد رساله بدان زبان فارسی نوشت و در
بخدمت حضرت سلطان حسین اخلاطی مشرف شده بود و در مجلس آنحضرت کرامت الهی
میگذاشت امیر سید شریف از آنحضرت سوال کرد که آنکه رانفی میکنند موجودند یا معدوم
نفی موجود لا طائل و نفی معدوم تحصیل حاصل آنحضرت در جواب فرمود که الهی بود
رانفی می کنند که شعر | همه از و هم تست این صورت غمخیز | که نقطه و گشت از سرش

چه مادام که کسی در مطمح یقین و حصار جزئیت شعار خود مجوس است و در محوره اطوار
تفرقه آثار خویش گرفتار هزار هزار صور غیرت کثرت انجام تو هم میکنند و هر وقت آفتاب
جمعیت اشراق اطلاق تاب و زار تفرقه زدای هویت طلقه تابیدن گیرد و بیای
اتفاقات اتحاد آثار راه بهای کلیت افزای او بر و بعین یقین به پیوند که مصلح

همه پیچیده هر چه اوست که اوست بر پا | چشمی که نور وحدت حق بیناست
بیند که مخالف صور از من و ما است | از دید و عکس دیده بین از چپ و راست

کین جمله کمیت چون اضافت برشت	در ابر قوه حضرت سید تعلقی با جو آن
واقع شده بود و در حلقه درس سید چند جوان دیگر که کمال بهجتی و طبیعت لطیفی داشته اند	می بودند اند فاما شیوه غشقا بازی او را با آن جوان بود
در گنجینه توان سوارین آن گون	نظربروی تو ایامه چون توان
کمال نیست تماشا می بود	نظربروی تو ایامه چون توان
یکی را از جوانان خوش شکل که در درس او بودند بهار نام بود و چون طبع بلند داشت سید بد نیز می پرداخت آن جوان که منظور سید بود بران رشک برد و چند روز بدرس حاضر نشد و از خانه بیرون نیامد و هیچ بانه سید نتوانست که با او ملاقات کند چون ایام فراق ستاد می شد سید را آرام و قرار نماند رقعہ نوشت به آن جوان صاحب جمال و استد عانوود	
از صبا و شمال نظم در چشم من ز خاک ریش تو تیار سان یارب تو آرزوی دل ما بار سان بهار که آید خواهیم آمد سید در جواب شش شعر بر ایک آمدنت به که صد بهار آید کامی باد بومی یار بدین مبتلا رسان ما چون ی رسیم بدان آرزوی دل جواب نوشت که خاطر مائل بهار هست بهار بی گل روی تو ام چه کار آید ازین واقعه غنچه او خندان گشت	
و همچون گل شکفت و بیرون خرמיד و بوستان عیش یاران را منور گردانید	



حضرت سید در تاریخ بنقصه و نود و هفت از عالم رفت و قبرش در شیراز است +

مجلس چهل و سوم

شمع محفل آرامی صاحب جام جهان نغای نام او مولانا محمد شیرینیت که مولانا محمد مغربی مشهور شده از مریدان شیخ اسماعیل سیسی است که او از اصحاب شیخ عبدالرحمن انصاری است
با شیخ کمال معاصر بود و صحبت میداشته اند در آن وقت که شیخ این مطلع گفته بود که مطلع

چشم اگر نیست ابرو این و ناز و شیوه این | الوداع ای زهد و تقوی الفراق غمی و غلظت

چون به مولانا رسید گفت که شیخ بسیار بزرگنیز چاشمری باید گفت که محلی غیر مجاز نداشته باشد
شیخ آنرا شنیده و استعدای صحبت کرده و خود به طبع مشغول شد و مولانا نیز بغایت متابعت

کرد و در آن اثنا این مطلع خواند که چشم عین ست پس ذات قدیم از و میتوان غایت

و ابرو واجب است اراده میتوان کرد و مولانا انصاف داد که چنین ست در تبریز بر جوان

نمک فروش سلطان بایزید نام که در اصل گرد بود و عاشق شده بودند که حسنی بکمال شد

و زلفی پر حال غزلیات پر شور در زمان عشق او گفته اند و این مطلع از انجمله است نظم

نوشته خط تبریز حسن انتلیج | خط تو خضر حیات و لب جان سج | آن گرد و پیمیره ندانم که چه کرد

کز جمله خوابان جهان گوی سبزه | در شست ساگی در شست قصد و منت از عالم رفت و قبرش در



در سرخاب تبریزیت در سر فرار بابا فرید

مجلس چهل و چهارم

و بیاجه مجبوره در دمنده می شمع کمال نچندی بزرگ بود در حالت او اهل عالم را دو دست
بعضی میگویند از اولیاست و بعضی میگویند از شعر است ظاهر از نخست میان این دو طایفه
و جانب و لایتش غالب و این معنی از بعض نظمهایش ظاهر است و این بیت از توحید که در

دیوانش ثبت است دلالت میکند شعر	شده از ساقی لطف تو جهانی سیراب
همچنان بحر کرم موج زنان مال مال	و این غزل نیز از آن قلیل است غزل
دوش از در سخنان بدیدیم حرم را	می نوش و بین فست میدان کرم را
فرمان خرد بر دل هشیار نویسد	حکمی نبود بر سر دیوانه قلم را
ای هست گرافتی بسر تربت شایان	شلاق لب جام به بینی لب جم را
پای ستم از ساحت جان گرد آورد	بنشین و بی باز نشان کرد ستم را
چنگست طرب او طرب گفت زیران	بشنو سخن رست مبین قامت خم را
و همیشه گرازی کیستی غمی نیست	لیکن غم بسیار بود دولت کم را
صحت کمال دمی و آواز خوش نی	بر خیز و غنیمت شمر این یک و سه دم را

و تکلفاتی که در شعر کردم مردم را در غلطی اندازند و شاید که از آنرو واقع شده باشد که از
رعایت صورت عبودیت باز نماند چنانکه خود میگوید شعر این تکلفهای من در شعر من
کلینے یا حمیرا می نیست و او اکثر اوقات بر ریاضات و مجاهدات مشغول میبود و بعد
از فوت او در حجره اش غیر از بوریائی و شکی که بر سر می نهاد چیزی نیافتند و در تبریز چون
رومی گر عاشق بود و اکثر اشعار در دمنده برای او گفت و این غزل از انجمن است غزل

نقطه و آنکه لطف بان تو بود	آیت حسن خط مشکتان تو بود	پایه هست و دیش سطر از می او
به هوای قد چون سحر روان تو بود	بی گل و می تو هر لاله که روید ز کلم	بر دیش داغ تو بر سینه نشان تو بود

سر به چارمی بار یک کشید آخر کار
پنجهان گوشه چشمم نگران تو بود
گفته صورت او نظر معنیست کمال

هر که آرزوی موسی میان تو بود
ملک لهای تو آباد بود به که خرا
خود عیانست چه حاجت بیان تو بود

دم آخر که پیشتر جهان چشم مید
خاصه علی که سرپای ازان تو بود
وفات او در شصت و شش بود



و قبر او در تبریز است در موضعی که ویان گویند که سر است و بر لوح قبر او این بیت
نوشته است شعر

کمال از کعبه رستی بر دریا
هزارت آفرین مردانه رفی

مجلس چهل و پنجم

واقف سرگرم و مقرب حضرت جی قیوم امیر مختوم راجع کم الاسماء تنزل من السماء از آسمان
ختمیه و خانه مسک این اسم نازل شده در اول نام او علی بود امیر سید بهاد الدین که بعد
اوست از کبار سادات مدینه است وقتی زیارت مشهد مقدسه رضویه آمده بودند و در
وقت مرجعت در نیشاپور متاهل شدند و بنیره آنحضرت سید محمد بود و او نیز در نیشاپور
تاهل ساخت امیر بهاد الدین حیدر و امیر قطب الدین حیدر و امیر سید علی فرزندان
ادید و سر به برادر اهل کمال بودند امیر سید بهاد الدین کبک علوم اشتغال نمودند

و در تحصیل بدست آوردن علم تفسیر و حدیث ید بیضای نمود و امیر قطب الدین حیدر را یکی از بد لای روزگار که واقف اسرار بود و از اکتساب علوم ظاهر منع کرد بر طریق حبیب العجی سلوک مینمودند و در تصفیة باطن میکوشیدند و از علوم لذتی که محتاج بکتابت و عبارت نیست از دیرستان معنوی حضرت مصطفوی چنانکه حافظ از ان نشان داده است

شعر نگار من که بکثرت زلفت و خط نموش	بغزده سلسله آموز صد مدرس شد
-------------------------------------	-----------------------------

نصیبی تمام داشته اند و چون شیوه عشق از آنحضرت بسیار ظاهر بود مولانا جلال قاینی کسی را پیش ایشان فرستاد و پیغام کرد که میشنویم که بعضی امیرزاده های امر و بلازمت شامی آیند و شمارا با ایشان اختلاط گرمی واقع میشود بلکه میگویند که تعلق خاطر نیز داشت ما را حد آن نیست که گوئیم که مناسب است یا نیست فاما از کیفیت آن استفسار میکنم که عشق همان مرض سودا است یا درامی آن چیزی هست آن شارایسه نوشتند شعر عشق غیر غیبت کو را دوست + درد و عالم زو نشان و تمام + غنای عشق جز برفاق قلب میمان قلندر خانه دیر نخبه پذیر نشیند و همای همیش پای جز بر سر افرازان کوی نیستی افتاد و کلاه سر چار سومی تفرید تیند از دهر پست ممتی را بجا آن قدر بود که نقد استعداد خویش بر ملک حیا رصاف خانه عشق زند و هر تلاشی را کی گفت آن که به اندک مایه او را درین بازار سودا سود در سرافند حریف این قمار خانه پاکبازی باید که در اول خود را در باخت باشد

و بیخ چیز دهن هوش را گرفته رباعی	زین گرم روی سوخته ساخته
درد و درختین دو حیان باخته	زند می باید ز شمع با تاخته +
بنیاد وجود خود بر انداخته +	رایت سلطان عشق بر در صلبه خراپ

روان روان بلاکش سر مست نزنند و نوبت شهنشاهی جز بر بام ویران ناز و روان قلندر و شمع مشوق پرست نکوبند ناز و رویان نوبهار طلب را سر سبزی از سر و قاشق بند هستی و منت سرخ رویان خون آشام را روز باز از کند و لا ویزه بخت

در بایان موش است هزار جان مقدس فدای راه برهنه پایان کوی طاست باد که از چشم
روان بیا یان عادت پرست در نقاب غت محتجب گشته اند و دایره وار پی گم کرده و
مولانا جلال از انجا گفته بود که بدور سائیده بودند که میگویند آنحضرت در طریق سیر سلوک
و ادبی محبت امیر غیاث الدین علی ترخان که سیلی بود بیت مطلع صبح سعادت مقطع مهر و وفا
منقش در س قوت صوفی صف صفا از مطلع حسن در نشان و افتابی از مشرق ملاحات تابان
طی و ادبی مقدس طوی عشق کرده بمقام فنا و منزل فنا الفنا رسیدند و این رباعی انگشته

رباعی از نشان تو ای صنم نشان نتوان اد زلف تو که سه مایه هر سودا بود و این رباعی را نیز در نخل گفت رباعی ز نار و کلیه با و ساقی سیلح بگذاشته زینک و از بد و خوب و قبیح	شور و شرستی همه از چشم تو ز ا د بر روی تو فتنه گشت و سر را بحداد ما یم و شراب و شاه و دین مسیح آزاد دل و مجسمه و دوست پرست چون این کتاب بدور رسید و این نخلان
---	---

از ارباب حسد شنید محضی نوشت و آنحضرت را تکفیر کرد و نظم ز شیخ شریطه بر اسرار اهل
المراد لایزال عدد و لما جل تکفیر کرد و پیر مغازا و اگر نبود که بوی زکفر او شنو از دین و فعل
این ملاست خود آتش غمی آتیز تراخت و در آن شکله سینه علمای افرخت مجلسنا آراشتند با اثر
و طرب و شهباتار و ز سلع زدند بصد شور و شعب و چون آن ذخیره خاطر از ایشان دشتند
قطنها میخفتند و در قصه کار و زدن میرزا شاه رخ روغن داغ بر سر مبارک آنحضرت میخفتند
و بند کرده بهر مرفرستان دادند و حضرت قاسم الانوار را بستر قند روان کودند و امیر رسید
سهارالدین را بهر ارمز بر دند از یک طرف و ور می از کسی که بی او قرارند اشتند و از طرفی
دیگر مجوری از محادیم و عزیزان و هم نشینان در آن بیابان بر غریبی و تنهایی و بیچارگی
خود میگریستند و میخندند و رباعی

بودیم هم جمع چو پروین کیچند هر دانه بگوشه حسانی افکند چون عقد جوهر همه با هم پیوند بهر پایان که رسیدی همچون	خود میگریستند و میخندند و رباعی دوران فلک شسته آن عقد
--	--

چند

چند

مجنون با هر گیاهی از لیلی خود گفتی و شنیدی و بر هر کوه که گذشتی همچون کوکبن با هر سنگی
از شیرین خود گفتی سر گذشتی و دیوانه وار چون بچو میشدی بر خاک می خفتی و چون بخود

می آمد می با خود سخن میگفتی نظم	که ای ل غرقه دریای خونی	بسان لاله از پرده برونی
توئی در خون اگر چه غرق گشته	منم از غروب خون تا شرق گشته	مراد کوه جان کندن بود کا
به کان کندن و در کس کبسا	چیز و بخت این گره در کار بخت	بتیغ و چون کنم امروز بخت
چون بهره رسیدند بیاران خود نوشتند عزل		ای همنفسان که پیش باید

این شکر چو انیس گزارید	مارا کشید چون غریبان	بسان لاله از پرده برونی
جان خواهم داد زیر پایش	امروز مرا بمن گذارید	مراد کوه جان کندن بود کا
زن سار بروی او میارید	ای محنت و غم سنگ شنایم	بتیغ و چون کنم امروز بخت
ای طائفه که در دمانیت	بسیات که در که ام کارید	ای همنفسان که پیش باید
بر سینه خسته و ش گمارید	نخست دانند که این کینه آواره بدندان تخریب گزارید	مراد کوه جان کندن بود کا

سیکویه شعر تو ای پروانه سوز و غنیت دان که من باری
بگردشع خود از دور گردیدن بیا

موضع امیر محترم و جوان



اگر شرح حال در قلم آرد نمکی بر جرات باشد چون تن بجان در گوشه نشسته و از همه بریده
اگر بگویم بر افلاکم چو ابرنیره غنایم و گریه با تو به گلزارم بخارستان بجان تو و همچنانکه او یا
در آئینه حسن و قبح نشاید به جمال مطلق نمایند آنحضرت در نشأ آن جوان عکسی از جمال
با کمال حضرت شاه او یابد این نقبت را فرمودند و گفتند که او را یاد گیرید و بر خواندن
مواظبت نماید که بفتح فیض او آن خواهد بود و چنان شد و طلع اینست **مطلع**

منزل آیات حکمت منظر سر جو د شاه مردان شیرزیدان بجر احسان کان جو د

در محرم شصت و سی و سه از عالم رفت و قبر آنحضرت در قدسیه همراهی نیشاپور است
مولانا یقینی در دو او گفته قطعه ای خاک آستان محراب اهل معنی چون قبله معظم در قبله نشاپور
نزد تنگه ملاک مانند باغ رضوان + در وادی مقدس قدسیه بیت معمور

مجلس چهل و ششم

صد زشین صفت صفا خواجہ ابو الوفا از خلق عظیم حضرت مصطفی علیه من الصلوٰۃ از کیما
خطی وافر و نصیبی کامل داشت در کمال عرفان منفرد جهان بود در علوم ظاهری از
شرعیات و علمیات از معقولات و منقولات باقصی الغایه و الا امکان کوشیده یافت آن
بزرگوار از رسائل که در طور درویشان نوشته معلوم میشود شعر و رقی باز کردم از بخشش
زیر سر تومی سر سخن تو نیست + آنحضرت با پسرزیدان بخش جنگی تعلق غریب داشت آن پسر



در کمال قابلیت صوری و معنوی چنانکہ رسالہ موسوم بہ نشر الجواہر برای او نوشته اند و
 ربا عیات خوب در آن رسالہ درج فرمودہ این رباعی از انجملہ است رباعی
 در سینه کسی کہ در دہانش نیست
 چون زندہ بماند او لے جانش نیست
 رو در طلب کہ علت بی دروے
 دروے است کہ ہیکچگونہ در مانش نیست

فقرو فنا و اخلاق آنحضرت در آن مرتبہ بود کہ اکثر اوقات پیادہ سیر میفرمود و مردم
 خوارزم اورا فرستہ روی زمین می گفتند روزی یزدان بخش مست در کوچہ بدر آنحضرت
 رسید و در بدستی بترتیب از گاہی کہ چنگ را چنان بضر بمرسبار کش زد کہ مرسبار
 بشکست و چنگ نیز یزدو یزد شد و او فرود رفت آنحضرت چنگ شکستہ اورا جمع کردہ
 برو پاکی نہادہ بدرخانہ او آوردند و زو جہ او را گفتند کہ یزدان بخش در میان راہ افتاد کسی
 را فرستند تا اورا محافظت نماید زو جہ مشارالیه چون واقف بود از اطوار او دانست کہ از
 فعلی ناپسندیدہ آمد و اثر شکرستن نیز ظاہر بود مشارالیه را کشان کشان بخانہ آورد و بعد
 از آنکہ ہوش آمد کیفیت معلوم کرد بدرخانہ آنحضرت رفت و بر خاکستر نشست و ہر چند دوا
 میکردند از خاکستر نمیخوابست آخر الامر از روی خاکستر برخاست اما بخانہ خود نہ رفت ہما بجا
 بجنگ نواختن مشغول شد ہر چند در آن فن بی نظیر بود فاما اوقات آنحضرت از آن بیقر
 بود کہ ہمین صرف آواز چنگ شنیدن شود و آنحضرت خود در آن فن نیز مہر بود و عاقبت
 اورا ببالا خانہ کہ می نشستند طلبیدند و چنگ اورا ساز کردند و با وجود تنگی پردہ عشاق
 در آن کاری بد نمودند کہ ہرگز نشنیدہ بود فاما مطلقا نتوانست آموخت در ہمان وقت
 خواجہ عبد القادر بہ ملازمت حضرت صاحب قرآن امیر تیمور خان بسر قند رفتہ بود و
 آنستہ عامی منشور نمودہ آنحضرت در سمرقند و خراسان ہر جا موسیقی دانی و سازندہ کہ
 و توفی داشتہ طلبیدہ بودند خواجہ برہمہ ایشان لایق آمدہ بود کسی بعرض رسانید
 کہ در خوارزم یزدان بخش نام جنگی ہست علی القاعدۃ المعمودہ کس بہ پیام رفتہ و

و اورا آورده در هر گوشه که خواجه عبدالقادر سازهای متوعه کار نموده یزدان بخش
در پیش بود و آخر جنگ از یزدان بخش گرفت و ساز کرد و در عشاق همان کاری که
حضرت خواجه ابوالوفای میخواستند که بدو یاد دهند و او نتوانست که بیاموزد نمود
یزدان بخش ملزم شد گفت من لت از خواجه عبدالقادر بخورم و این لت از خواجه
ابوالوفای بخورم و فات حضرت خواجه ابوالوفای در شصت و سی و پنج بوده است
قبرش در خوارزم است

مجلس چیل و هفتم

سطح انظار لمن الملک الیوم لله الواحد القهار قاسم الانوار از سراب تبریز اند
در او اسط حال عاشق جوانی از اکابر تبریز شدند و در میان اهل عالم رسوا گشتند
آن جوان تبریزی هم از آن مردم مصاحبان داشت و او را سرزنش میکردند و سخنان

موضع قاسم الانوار و جوان



تعرض آمیزی گفتند چون صلیبی نیباشد آن مردم را بسیار از شنیدن آن نوع حکایات
الفعال می کشید محرمی نزد آن حضرت فرستاد و پیغام داد که اگر مراد دست میداری بعد از

درین کوی میا و نام من در هیچ جای هیچکس در میان میا بلکه با من هم در خاطر گذران گفت
 شعر بهیچ فرامی بجان فرمانم | پیش فرمان تو از جان چاکرم | چون دل تو خواهد که دران
 کوی نیایم منت دارم نیایم فاما یا د تو چون در دل نیارم و مهر تو چون از دل بیرون کنم شعر
 ایست زسد که گوئیم دوست دای | آری اگر م دوست نداری رست | چون این جواب بد و رسید
 بر آشت و گفت که او در مقام خواست خودست و در حال کردن حظ نفس است عاشق تا
 در مقام است عشق او را حر است ازین سخن که آن جوان گفت مغر استخوان آنحضرت بسوخت
 و چون او را آتش عشق از روز ازل در مجر سینه برافروخته بودند و درس سه سالگی بودند که
 بخششی از محض غایت الهی نسبت بدانحضرت واقع شد چنانکه در روایت ایما فرموده نظم
 مرا علم ازل در سینه کردند | عجب علمی ولی درسی ندادند | هر سه ساله عالی گشت معلوم
 که شیخ چله را درسی ندادند | در اول حال که بخدمت حضرت شیخ صدرالدین اردبیلی که از
 سادات حبیبی اندر رسیده اند و در ریاضت بسیار در خدمت او بسر برده و چهار نوبت
 به کعبه معطر رفته بودند و در گرت پامی برهنه و جله نامور بودند به آنکه نشینند گر تشنه با آنکه پامیا
 ورم کرده بود شیخ اجازت نشستن ندادن تر زده بودند ورم پامیا را موسی سر را در وقت
 خلوت برینجی استوار کرده بودند شب آخرین در میان خواب و بیداری دیده بودند که
 در مسجد جامع اردبیل واقعه شمع بر بالای منبرست و آن شمع حضرت رسالت است تمام
 صحن مسجد شمعهاست و این شمعها بنیاند و او لیا و خود را نیز مثل شمع دیدند اول تمامی انبیا
 که شمعها اند خود را بر آن شمع که حضرت مصطفی است پروانه وارسوخته اند و او لیا نیز مثل آن
 تا نوبت بدان حضرت رسید به همان طریق خود را بر آن شمع زده بودند و سوخته فاما هنوز
 دقیقه حیات باقی بود بیدار شدند و چون تفرج بود که واقعات را که بیدیدند بر شیخ عرض
 میکردند بهمان دستور چون این واقعه عرض کردند شیخ را وقت شده بود فرمود که پیش
 ازین بمن زرسیده سجاده نشینی حق تست و آنکه خود را دیدی که بر آن شمع سوختی فاما

وقیقه حیات باقی ماند از شمع تو شمعهای دیگر افروخته خواهد شد و نام آنحضرت معین الدین علی بود به سبب این واقعه شیخ آنحضرت را قاسم الانوار نام کرد بعضی شیخ رسانیده بودند که هنوز در و طلب باقیمت قرار نشستن ندارم رخصت طلبیده بودند و در تبریز در گورستان سرخاب نزدیک مزار پر انوار بابا فرید که موضوعیت در غایت نزاهت قرار گرفته چون خاطر آن جوان اندک غباری پیدا کرده بود گاهی بهمان گورستان سرخاب می آمدند و میخوابیدند

بر خاک کوفتش اشک من نقشش نگار و غایت	وین خون که از دل میر و نقشی بر آرزو غایت
تخم و فایش کشته ای دل ز بی آبی منال	چون هست ابر حمتش بر بابا بار و غایت

و شمه از آن حکایت نیز در کتاب انیس العارفین می آوردند و محصل آن این چند بیت است نظم

بود در تبریز زیبا بنظر	مازنین عالمی نیک اختر	ریشک سرو بوستان بالا او
آفتاب آسمان سیامی او	چشم شمش آیتی در شان جن	زلف شمش رایت سلطان حسن
در جوارش بود سید زاده	دل بدست محنت و غم داده	در دمنده نام ادمی بیدلی
مست عشق از خویش تن لایقی	پند دادندش قبائل هر کی	خونده بدسودش زیبا راند
آن کی گفتش که ای پاکیزه جان	دار و این معنی سیادت رازین	گفت عشق و مهر می نمایند رات
شاه اگر در کوی عشق آمد کد است	آن دگر گفتش که غافل مانده	وقت تحصیل ست باطل مانده
گفت یکدم نیست بی یادش و علم	این بس است از هر دو عالم عالم	بنده حاضر بودم آنجا بر کران
ناگهان سرفتنه آمد در میان	گفت دارم غصه در دل عجب	با تو گویم قصه شکل عجب
اینهمه اسباب معشوقی مرآت	در همه تبریز یک عاشق کجاست	گفتش ای یوسف عیسی نفس
زین عجب تر قصه نشنیده ام کس	اندرین معنی ندارم حد و قوت	زانکه می بینم جهانی شقت
در جوابم گفت سرو سیم تن	عاشقیه اما و سله بر خشتین	جمله مار ابر خود دارد دست
در طریق عاشقی دارید اوست	آنکه خود را بر ما خواهد کجاست	وقت خوش بادش که اندر خود است
هر که را با خویش تن کاری بود	نیست عاشق خوشین تنی اری بود	آخر الامر سوز و نیاز آنحضرت

در دل او اثر کرد ایشانرا طلبیده و از حالات گذشته پرسیده نظر بحسن مطلق در آینه او غزلی		
گفته بودند گذرانیدند نظم	در دو تو که سرمایه ملک دو جاست	المنه نقد که مرا بر دل و جاست
شهری همه بر آتش عشق تو کباب	من نیز برانم که همه شهر را نیست	یک لعل ز رخسار تو در خانه کعبه است
یکتا سر زلف تو در دیر بیفت	ز از دست که اینجا همه لیک است	زین شو که اینجا همه فریاد و نفث است
گفتم که بر وجه و بر جمال که گفتم	چون با شب روزه رو تو عیانت	یک غم زوز از از دهن گفت که تمام
آنجا که عیانت چه حاجت نیست	آخر نبوی آن جوان مرید و محقق شد که تمام	قوم خود را گذاشت

و همراه ایشان بخراسان آمد چون آنحضرت را بجهت کار و زدن سیزه از شاه رخ متهم داشت
بسم نقد فرستادند و حضرت امیر مخوم به هر فر و سادات دیگر را بجانب دارالمز حضرت
قاسم الانوار که غنیمت نموده بودند از درب عراق تا سر خیابان دور رویه مردم ایستادند و
آنحضرت در محفه می گذرشته اند این دو بیت را فرمودند شعر جهانی غرق در درد گردود
اگر سنگی بیاید بر سبوم پله آن بود که و بامی عام شد و چندین هزار فر و رفتند همیشه
غیاث الدین علی ترخان در غایت حسن و جمال در سر محفه میرفته میان خیابان این

غزل را فرموده اند غزل	نمیدانم چه افتاده است قسمت از قدر مارا
کزین درگاه میرانند و ایم در بدر مارا	از نیمی چه دشاد و قرین دولت افتاد و
از نیمی که شد همراه ما به در سفر مارا	بر و ناصح مده پندم که با کس نیست پیوندم
که جز پریشان نبود درین ره راهبر مارا	بروز ابد گویا با حدیث توبه و تقوی
که اندر گوش جان ناپدید حدیث مختصر مارا	بچشم وحدت مطلق ندیدم روی جان مارا
درین حالت نمی آید و عالم در نظر مارا	ز بیم جبر می نالد جبر ساد در بیا با نحا
ز فراید جبر معلوم گشتست اینقدر مارا	دل قاسم پریشان شد که یار از دیدنشان
ازین فرقت رسد هر روز و انی بر جگر مارا	ازین تاریخ که سه سال گذشت نیز احولی
و میر فیروز شاه را نزد حضرت میر قاسم بعد از خوانی خبر جرد فرستادند چون معلوم شد که	

کار و زدن از پیش مریدان مولانا فضل الله حروفی بود در تاریخ هشتصد و سی و هفت
از عالم رفت در ربیع الآخر و مزار فایض الانوارش در خجرت و جامست

مجلس چهل و هشتم

متنشن نیات لغات نسبی امیر سید عماد الدین المشور به سببی عشق بازی غریب جان بر انداز
عجیب بوده در اول حال عاشق شد بر جوانی نکته دانی آگاهی نظم پیروی پری بگذراند

سبحان شب فروز چو مناب جوانی	سینه چشپی چو آب زندگانی
دو چشم او بلای جان مردم	دو کیسوشک تریا عنبر خام
لبش آب خضر در کاسه می	باب خضر برده خط او پی
چه کیسورشته جان ناب ده	روزی آن جوان تیر اندازی

میکرد پرده از روی کار برگرفت و بر مضمون این ابیات حضرت جامی را بدو گفت شعر

بدن تیر خودم ساز که بارے بطیبل	بر من افتد نظرت چون نگری از پی تیر
جذب عشق تو ایم طور خسر و بر هم زد	گر کنم بخود دے بر من دیوایگی

آن نفس که از باطن بطاهر آمد بشابه طوفانی بود که دریای دلش را در جوش و خروش آورد
در شورش آن دریا از اطراف اصداف حروف و کلماتش جوهر اسرار بکناری آمد و چون
نظر بشیاران ظاهر پرست بران جوهر که لائق گوش پادشاهان حقیقت هست می افتاد
سخن او را فهم نمیکردند و او را مواخذہ می نمودند منکری از علمای ظاهر در طلب از و پرسید
که در روی این جوان چه می بینی که این مقدار شور و مستی سببش گفت در آئینه روی او

صوت حق مشاهد مینمایم شعر اگر خسار اوسع الثانیست که هر حرفی از و بجز معایت

گفته ماینز او امی بنیم چو نست که آن صورت بنظر مادر نمی آید گفت غفای این دولت
قاف قابلیت شمار آشیان خود نساخت و بهای این سعادت سایه بر سر مهت شامیند
چون این نوع سخن میان سید سیمی و آن منکر گذشت دشمنی او استحکامی تمام یافت بیانی

رفت و پیغمبری چند بران افرو و دروغی چند برهم یافت سید سیمی غافل از آنکه شعبه باز
چرخ تو قلمون آخر الامر از پس پرده چه خواهد آورد بیرون گاهی غائبانه بدین ترانه ترسیدم

قطعه از زمین تا آسمان انوار عکس رومی آید	برق اگر ز آئینه هر طلعت زیبا زند
از گریبان سر برون آورد که تا بنی عیان	کان پری پیکر چه سان سر از گریبانها زند

و گاهی در سوای گشت نظر	آئین عشق و عاشقی حسن لبران	یار بچکویت که چه زیبا نداد
الفت نکلنده بیان حسن عشق را	و آنکه بهانه و امتق و عذرانها	از آتش محبت یوسف شراره
در اندرون جان زلیخا نداد	طوق و فاگردن مجنون لنگار	از حلقهای گیسوی لیلی نداد
شکر خیز و از لب شیرین تو داد	فرهاد را بکشدن خارا نداد	تقوی و زهد و سجه صنعان پیرا
در چنین لطف دختر ترسانا نداد	در پیش تو چو لیس چه رامی که عشق	خود عاشقی و عشق در شیا نداد
این جمله را تو ناظر مخلوق کرده	مار انطه بنور تجلی نداد	صد شکر میکنم چو فریدون خوشم
چون داغ عشق خود بدل نماند	تا این غایت موالی تحمل میکرد و از غصه او خون میخورد و نداد	

انگشت بر حرف او نمیتوانستند نهاد و لب نمیتوانستند کشا و بیکبار عشق او طغیان کرد و
سیل فنا خانه عاشقی و معشوقی را ویران ساخت ناگاه در دیر می پرستی در پایان تشری شکار
گفت و جواهر اسرار سفت و این غزل از انجمله است غزل

حق بین نظری میند تا رومی مرا بیند	چشمی که بود خود بین کی رومی خدا بیند
دل آئینه او شد کوشته دیداری	کو همچو کلیم الله بر طور لقا بیند
از مشرق دیدارش افزا که بود دید	انوار تجلی را پیوسته چه بیند
وصف رخ آن ماهست الله جمیل	هر مرده دله اما این نکته کجا بیند
ای چشم نسیمی را از رومی تو بینائی	آنرا که تو بنظوری غیر از تو کرا بیند
رباعی آئینه جان عبارت از تو نیست	واللین اذا کنایت از رومی کیست
گر عارف سر قاب تو سین شوی	دانی که دون برود ابروی کیست

موازی چون آن ذخیره داشتند دایم در کین بودند اشعار سید را آن جوان یاد میگرفت
و آوازی بغایت خوب داشت میخواند آنجماعت شنیدند آن جوان را گرفته پرسیدند که
این شعر کیت گفت شعر منست حکم بقبل او کردند ریسان بخلق او انداخته میخواستند که
بردار کنند که نیدیمی خود را رسانید و گفت این شعر منست او بجهت خاطر فقیر بخود انعام
کرده آن جوان را گذاشتند و سید نیمی را پوست کندند عاقبت الامر در عشق جان نبرد و



نیم جانی که داشت بجانان سپرد شعر
در ره جانان چو مردان جان فشان
جان چه خواهی کرد بر جانان فشان
در محلی که پوست یکسند چون خون بیا

رفته بود رنگ او زرد شدند چونست که رنگ زرد کردی گفت من آفتاب سپهر عشقیم
از مطلع عشق طالع شده آفتاب زرد میشود در وقت غروب در وقت مردن مضمون این را
گفت و نزد محبوبش فرستاد بیت *

بصد اندوه و حسرت از سر کویت سفر کردم
بنا کام از تو ای آرام جان قطع نظر کردم

و این واقعه در هشتصد و سی و هفت بود و در طلب مدونست

مجلس چهل و نهم

آئینه حقیقت مصطفوی و مصطفی بیست مرتضوی مولانا حسین خوارزمی کبروی از فرزندان

حضرت شیخ نجم الدین کبری و از مریدان خواجه ابوالوفاست بسی فضل و کمال و عرفان
 مشارالیه را بود و تشریح بر مثنوی مولوی نوشته و در آن شرح کارها کرده با میرشاه ملک
 مصاحب میبود و بعضی مردم بهین جبت انکار میکردند که او خود را عارفی میداند برای
 دینی به انزاک تردد میکنند چون این سخن مشارالیه رسید فرمود که شیخ علامه الله و الله
 در بدو حال خدمت پادشاه میکرد و بعد از چند وقت ترک ملازمت کرد و باز در او
 مشغول شد آنحضرت را هم قلمی بود رقعہ به شیخ نوشته که من نیز ترک ملازمت میکنم شیخ
 جواب نوشت که زینهار آن خدمت را نگذارم که اگر معلوم شد می که رضای حق در
 خدمت پادشاهان چه زود بدست می آید هرگز ترک ملازمت نیکردم چه در خلوت فائده
 بهین نفس آگین میرسد و در خدمت پادشاه نفع همه کس میتوان رسانید از حضرت امام عظیم
 رضی الله عنه سوال کردند که ماکفارت خدمت السلطان فرمود که کفایت کوائج الانواع
 و مقررست که پادشاه محاسب ولایت است بلکه قطبیت اثبات کرده اند پس در ملازمت
 ایشان محظوری نباشد و ارکان دولت پادشاهان نیز از فیض ایشان نیز فی نصیب
 نمیباشند ما را در ملازمت و مصاحبت امیرشاه ملک همان ملاحظه است و امیرشاه را
 اعتقاد می نسبت بدان جناب بوده در شناسی آن مشارالیه را تعلقی یکی از ملازمان امیر
 واقع شد و این صورت بدان منجر گشته و چون جناب مولوی را جانب فقر و فنا غالب
 بر طرف دنیا بود ترک باغ و سرانمود طریق انزوا اختیار کرده و مضمون اینغزل او را بخود

غزل درویش داسر اسز کوی فناست	ترک متاع و خانه متاع سراست
گوهر گزم ز فرش نقش مباحش رنگ	پلو نقش از اثر بوریا بس است
گر خازن حرم نزد نغمه و دراه	از اشتران قافله با بگ در ا بس است
نموان شست از بگ و پودر طری عشق	آنرا که باد پانده دست و پا بس است
گر روی زند و نماند از جام عیش سرخ	ز خم کبود سیلی غم بر قفا بس است

عمر حریص در طلب کیمیا گزشت جامی بملک و مال چو هر سفله دل بند	مارا قبول اهل نظر کیمیا بس است گنج فراغ و گنج قناعت ترا بس است
چون آنجناب با امیر مشارالیه ترک اختلاط کرد و در کنجی نشست کس بعد از خواهی شنید داور ابد درخواست طلب کردند فرمود غزل دل چو روزی چند با دیدار جانان خوش	
عمر با جان کند تا باد در دهجان خوش گرفت که رود سوسوی عمارت چون بویران خوش گرفت	نیت سیل بزم وصل از کلبه هجرم که یاد مرهم بدول من سخت می آید چو تیر
تا از آن ابرو کمان باز خم پیکان خوش گرفت زانکه آن سرگشته با کوه و بیابان خوش گرفت	بی رخ لیلے مخوان مجنون حیران را بجی امیر شاه ملک آنجوان را فرستاد که
بهر نوع که باشد اورا بیاورد چون خبر آمدن آن جوان بدان محکف کلبه احزان پید غزل	
شده ایدل که سیمافسی می یابد زده ام فالی و فریاد پرسی می یابد	که زانفاس خوش بومی کی می یابد ز آتش وادی این نیم خرم می یابد
دوست را لگس رسیدن بجاست گو بران خوش که هنوز نفسی می یابد	از غم هجر مکن ناله و فریاد که من موسی آنجا بامید قفسی می یابد



خبر از فقر و استغنامی جناب مولوی بدان مرتبه نبود بعد از آن نوعی دیگر با آنجناب
سلوک کرد و آن جوان را فرمود که دایم ملازمت کند بنا بر آن شب و روز در ملازمت

بود و بجز خجی اندک اشتغال ننمود و عشق او بمرتبه رسید که جناب مولوی از پرگار بدر برد و در
دریا عاقبت الامر غوطه خورد و دیگر از قعر دریا بروی نیامد و فرود رفت و رشت تصد و
سی و نه از عالم رفتند

مجلس سحاب هم

مطلع انوار جلی مولانا شرف الدین علی در علوم ظاهری و باطنی مهارتی تمام داشت
و مصنفات دارد و در غایت خوبی و معانی خاص در آن رسائل بسیار است که بخاطر کسی
نرسید از جمله رسائل او که المراد است و محل و حقایق التبیان و موطن و شرح قصیده
برده و اشعار ابدار بطریق شعر حافظ دارد و ایم عاشق پیشه بودند و در آن عالم غلما

دارد و از انجمله است این چند غزل
کاذب پیا له پر تو می از روی دوست هست
بسیار سرفدا شد و کس را نداد دست
چون ما هزار بت قدح باده می شکست
پیوسته در خیال که این نیک آن بدست
این را خطاب عاصی و آنرا خدا پرست
آن هم که رست ز آفت باد خزان رست
غم نیست گر شود در و دیوار کون دست
آنم می کنند ز کف بآندم که گشت مست
تا از دیار کون و مکان رخت نرست
نفس باد صبا غالیه سائی میکرد
شکوه از محنت ایام جدائی میکرد
باده چون لعل بتم روح فزائی میکرد

صوفی مباحث منکر زندان می پرست
و آرزوی آنکه بپسند دست دوست
انصاف محسب بر زندان در بست شد
شیخ است و صد هزار تعلق ز نیک بد
این طرفه تر که مردم کوته نظر کنند
در بوستان دهر گلی شادمان رست
بیرون ز دار ملک جهانت کج فقر
رندست و کاسه می از اسباب دنیوی
آتش دور بروی شرف پیر میکده
صبحدم شا به گل چپ شوکشی میگرد
ببل شیفته در بزم چمن شب به شب
بود ترسان ز فراق گل و نازان صال
شمع چون جسم من از آتش دور می میکده

گاه زاری و گنه نمه سرائی میکرد	شرف دل شده که سلطنتش عسار آید
از سر کوی مغان دوش گدائی میکرد	در زمان دولت حضرت باب میرز شفته



مولانا محمد عالمی شده بودند و معیات بهم مشارالیه دارند و این غزل بجهت او گفته اند

غزل قد برافراخته و چپره برافروخته بوسه ده بفقیری چه بری چندین دل تا نیاید خسته از حسن تو غیر از غیرت سوختم در طلب و راه نبردم بوصول خواجہ از بندگی حسرت نگر دمی آزاد ابی شرف خلوت تا ریک تو بس نوترا	کار خود ساخته و خرمن من سوخته نیکئی کن که بسے مظلّم اند و خسته همه را دیده فرو بسته لب و دهنه که تو بر تر ز خیال من دل سوخته تو که خود را بدر می کنده نفس و خسته شمع دولت ز چپه راغ که برافروخته
---	---

در تاریخ هشتصد و پنجاه و هشت از عالم رفت و مرقد منورش در دارالعباده تیز و هشت

مجلس پنجاه و یکم

شعر حضرت فیض الیسی امیر سید حکیمی مدنی در علوم ظاهری اوقات صرف کرده بود و از علوم باطنی حظی تمام داشت و اشعار خوب و نادر و اکثر اوقات بتلاسمی محنت محبت میبود یکی از منظوران مشارالیه از بزرگان زادگان طبع خواجہ علی نام بود شکلی بغایت نیکو داشت فاما بیج وجه ملاقات میان ایشان واقع نمیشد و اگر اتفاقاً ملاقات میکرد

بنوعی تند بود که با او یارای سخن گفتن نداشت و در آن وقت گفت غزل

عجب نیست اکان نمیتوانم گفت هیچ گونه در مان نمیتوانم گفت ماند طاقتم از سوز سینه و بازو که ترک جان و آسانم گفت	چه جان فاش که پنهان نمیتوانم گفت ز بیم تندی خویش بخویش هم نمی حدیث سینه سوزان نمیتوانم گفت روزی بمنزل یکی از اکابر دین رفت که در علوم مهارتی تمام	شدم هلاک ز در و سخن پشیمانی بر کج کلمه اعران نمیتوانم گفت مرا گو که حکیم طبع ببرز لبم
---	--	---

داشت مدت هفتاد سال اوقات در کسب علوم صرف کرده بود مولا ناصدیق نام اگر جوانان از شاگرد او بودند و این خواجه علی نیز از تلامذه آن بزرگ بود و چون مشربی بغایت خوب داشت آنغریزا و را بمنزل خود طلبید و میان ایشان بسعی مشکوران بزرگ دین اختلاط واقع شد در آنوقت این غزل گفت که مطلع و مقطع او اینست مطلع



مایم و کنج میکده و کنج دیر او گوئی علیست یار و حکیمی نصیر او	دیگر گجارویم که داریم غیر او در تاریخ هشتصد و هشتاد و یک از عالم رفت و مدفن او در کجریکلیست	صد بار پیش کشت و در گشت نهام
---	--	------------------------------

مجلس پنجاه و دوم

مرکز دایره قضا و قدر شیخ زاده عمر و مردی بزرگ بود و خوش صحبت و نیکو اخلاق و در

علوم ظاهری و باطنی دخی تمام داشت و اشعار پارسی و ترکی میگفت و از غایت بی تکلفی
از مریدان فرا می نمود و از مجلس نذ ان سر بر میزد و صحبت عارفانه با آن جماعت میشد
و میرفت و در زمان یعقوب بیگ در تبریز میبود و معتقد بسیار داشت و در روم متوطن
دهی بود و رومی عظیم در پیروی آن ده دران اطراف و نیز دهی بود و مردم آن
اکثر صاحب جمال بودند فاما در غایت که خلقی جوانی از ان قبیله مرید او شده بود و چون
در حلقه ذکر می نشستند آنچون تعلق آن پیر را فهم کردند و او عمر و آمد و گفت شیخ من
این پیرامی کشم و او عمر و پرسید که چرا می کشی گفت از برای آنکه مراد دست میداری
و او عمر و گفت هر که ترا دوست میدارد می کشی گفت بل و او عمر و گفت بیا اول مرا بکش غزل

کترین کاریت اندر عاشقی جان باختن	بر بساط پاکبازی کفر و ایمان ختن
کار مردانست در یک داد جانان هر کون	جصل آوردن بدشواری و آسان ختن
عاقلا ز آگوی سمری آید از خوبان دین	باش تا سلطان من آید بچوگان باختن



در خواب آباد درویشان توئی سلطان در	تا ز موری بنگری ملک سلیمان باختن
خسرو افروزش جنت را و بتان گویی دو	کار ز داز بهر چنین گل باغ رضوان باختن
در تبریز نیز والده یعقوب بیگ مرید داد عمر و شده بود و صحبت مشارالیه خانقا به	

در تبریز

فرموده بود که می ساقند روزی تفرج خانقاه آمده بود و داد عمر و مریدان با والد یعقوب بیگ
در درون خانقاه آمده بود و داد عمر و مریدان با والد یعقوب بیگ در درون خانقاه
سیر میکردند بیگم گفت شیخ چه طاقامی بلند بسته اید هر که تفرج میکند گردش بدر می آید
شیخ گفت بیگم به آستان خسید و تفرج کنید در تاریخ هشتصد و نود فوت شد قبرش در تبرستان

مجلس پنجاه سوم

واقف سر جمالی پیتر آسانی مولانا محمد تبا و کافی از مریدان حضرت شیخ زین الدین
خوانی اند و ایشان را از طریق اطوار مثله که راه ابرار و اخبار و سطار است میل شبیه اول
بود بحکم این رباعی حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر که رباعی امی ناله پیر میفروش از عمر تو
وی نغز زنده در دوش از عمر تو خون ل عاشقان بجوش از عمر تو افغان مغان در دوش از عمر تو

هر آفریده که در صحرا می ظهور و فضا می وجود در حرکت آمده کیسرتو به حامی جلال و مروت
کمال اویند و هر چند دایم اعمال پسندیده و افعال گزیده چون نماز نوافل و روزه
تطوع و تلاوت قرآن و غیره از اعمال وجودی ظاهر خود را محمور مریض میداشتند تا
پرتوانوار آن بر باطن منعکس گردد و حقائق ملک و ملکوت آنجا بنمایند فاما راه طلمات معانی
عدمی را چون عجز و انکسار و ترک اختیار و عدم قدرت و اعتبار و جاه و افتخار میسر سپید
و آواز دنف و فی می شنیدند و رقص بسیار میکردند و بنجود می شدند و اکثر اوقات
بصاحب جمالی مبتلا میبودند و بحکم این حدیث حضرت ختم نباهی صلی الله علیه و سلم که
من عشق و عفت و کتم و مات شهید آیینی هر کس عاشق شود و پاکی ورزد و پنهان
دارد و بمیرد شهید شده باشد در انخای میگوشتند فاما در میان سماع سمت افشا
جی پذیرفت و سر دل را زبان می گفت و ایشان در سحر استغراق بودند و بنجود اند
حالات ظاهر میشد که اهل مجلس را اطلاع افتاد و سبب ورود این حدیث آنست
که یکی از صحابه که مردی پر ذوق و پر حال بود عاشق شده بود و بر دجیة الکلبی فاما

هیچ آفریده نپدید نیست و حیه نیز بران حال اطلاع نداشت آن درویش را از خود را بعضی
حضرت رسالت رسانید و بود و استدحا کرد که هرگاه رخت بسر منزل عدم کشد و حیه رخت
غسل آب برکوبیزد یکی از صحابه آنحضرت را به مهمانی برده بود و هوادران روز سرد بود
در میان سراسر آتش افروخته بودند و اطفال صاحب خانه گرد آتش میگردیدند و وجه آنحضرت
از مطیع بیرون آمد و از آنحضرت سوال کرد که یا رسول الله شفقت من برین زیاده است
یا شفقت حضرت حق بر بندگان خود فرمودند چه میگوئی شفقت تو در جنب شفقت و رحمت حق
قطره نسبت بدریا تواند بود گفت من رومیدارم که اطفال من درین آتش بسوزند فرمود
نی گفت حضرت حق چون ارحم الراحمین است کی روادارد که بندگان او در آتش بسوزند
حضرت رسالت صلی الله علیه و آله وسلم رقت فرمودند در آن اثنا شخصی خبر آورد که آن بزرگوار
که مذکور شد که شفیقه و حیه الکلبی بود فوت شد این حدیث را در آن محل فرمودند و پسر
آن درویش رفتند و حالت او را اظهار فرمودند و حیه الکلبی را امر کردند که آب برویخت
و دفن کردند و درین آخر خدمت مولانا محمد مشارالیه شفیقه درویش محمدنایی بودند و او



جلسه سماع بیاطفی بسیار میکردند و بدین باغی حضرت شیخ و صاحب الدین حالات ینمودند و ربا

این کوی قلندرست پیدان ملاک	وین راه مقام ان بازند پاک	مردمی باید قلندری و دهن چاک
ما بر کز رویار و آدمی پاک	دلی الواقع هیچ مرتبه از مراتب بلند و درجات ارجمند و سن	
بهش دران حال نمی گرفت شعر	چو بر ولایت دل دست یافت لشکر شتر	
بدست باش که هر باد ادبیا میست	و هیچ صفته و فعلی از نیک و بد قبول مرد	
با و در نوقت نیامد که پایه افتخار انحضرت کرد و و شیخ او حدی ازان مقام خبر داده نظر		
باز غوغای او علم برداشت	عشق او خبر ستم برداشت	هر چه بر راه بود غارت کرد
و آنچه بیراه بود هم برداشت	شخصه بود چنینی نام قوال در مجلس ایشان حاضر میشد و نوبت	
<p>خوانندگی را به جوانان خوش شکل نیکه داشت هر چند آواز ساد داشت و بسیار در نرس بدست آورده بود و فاما در مجلسی که آن نوع جوانان باشند و خوانندگی کنند آواز او را توان شنید در ویشا نرا گفتند که او را جزوی خرجی دهند و گویند که چون اینجا خواننده بسیار است اگر تو به کارگاه روی و در نیست بنا بران در مزار کارگاه چون هر هفته در روز پنجشنبه که روز بار مقرب باریست مجلس سماع قایم میبود اینجا حاضر میشد و اینجا نیز خوانندگانی مقبول جمع میشدند راضی بودند که اصوات آنچه انحضرت بد و داده بودند و دهند و از سر ایشان باز شود قبول نیک و روزی حضرت مولانا بنابر مورد الانوار مقرب باری آمده بودند این قضیه را کسی بعرض ایشان رسانیده انبساط بسیار کردند و چیز دیگر خرجی بد و شفقت نموده و فرمودند که مسجد می بود که چند مقرمی خوش آواز داشت موزنی بد آواز بهشت خود بدان مسجد رفت و بران موزنان خوش خوان سبقت سبقت صاحب مسجد امیری نیکو سیرت عادل بود و نیو است که دلی از و آزرده شود و گفت ایچو نمرد این مسجد را موزنانند قدیم هر یک از ایشان را در راهی پنج دینار و خطیفه است ترا و دهیم بجای دیگر و برین قول میگویند اتفاق کردند و بر رفت پس از مدتی بسر راه آن امیر آمد و در کانش بوسید و گفت بر من حیف کردی که بده دینار ازان بقعه رفته ام و اینجا که تمام</p>		

بیت وینارم میدهند که بجای دیگر روم و قبول نیکم امیر را خنده گرفت و چیری بران
افزود و گفت ز تیهار نستانی تا به پنجاه رسانند ناخوش آوازی بباگ بلند قرآن بخوان
صاحب و جدی از و پرسید که ترا مشایخ چه است گفت هیچ گفت پس چرا رحمت بیفان
می کشی گفت از برای خدا میخوانم گفت از برای خدا بخوان شعر گر تو قرآن بدین نط خوانی
پیری رونق آید سلمانی + حضرت مولانا محمد شارالیه در تاریخ هشتصد و پنود و یک از عالم
رفته اند و قبر آنحضرت در خیابان هراة است .

مجلس پنجاه و چهارم

صدر نشین بزمگاه ارباب اقتباه خواجه عبد الله متعلق شیخ ابوسعید مجله بود و در شاگرد
مولانا حاجی محمود می عزیز بود و حضرت خواجه عبد الله شارالیه را برادر طریقت خود
می گفته اند و با حضرت خواجه سالما صاحب بوده اند از حالات که در ایام مصاحبت
از آنحضرت مشاهده کرده بیان میفرمود و این رباعی را میگفت و بسیار میخواند رباعی

بهر که نشینی و نشد جمع دلت و ز تو ز مید زحمت آب گشت زنهار بگر و بختش بیش بگردد

ورنه بکند روح عزیزان خلعت آنحضرت اکثر اوقات بدکان صفائی می آمد و می نشست و

با او به بمانه کتاب دیدن سخن می گفت و کتبی که در آن دکان بود یک یک را از دست او



می گرفتند و در پیروی خود جمع میکردند و همراه می بردند و روز دیگر مولانا حاجی محمود و آنجا را
بنزل خود می طلبدند بهجت فیصل دادن کتب و بدان وسیله هر روز ملاقات میفرمودند
از اشخاص ایشان کسی را در خاطر گذشت که آنحضرت در غایت بندگی و پادشاه مرید و
معتقد و لایق نیست که با این جوان این نوع ملاقات میکنند و به طوف باغ میروند و
سیر نمیشوند از دیدن او مبادا در درجات ایشان و اعتقاد پادشاه زمان غلطی پیدا شود

بر ضمیر ایشان عکس انداخت خوانده آمد	بفرغ دل زمانه نظر به هر دو
به از آنکه چتر شاهی همه عمرهای و هوئی	و در ثلث آخر عمر میلی تمام او را با مولانا

محمد قاضی نام غریزی واقع بود بعضی اکابر در سمرقند از بنبرهای صاحب هدایت ابوالفضل
حال حضرت خواجه راقیاس بحال خود میگردند از آن بیت غافل که **شعر**

حال پاکان را قیاس از خود بگیر اگر چه ماند در نوشتن سیر قشیر | لخمی از محمان این سخن را

بدان حضرت رسانید فرمودند که حسین منصور گفت که ازل سریدست و ابد مقدس
بزیادت کون زیادت نشود و به نقصان کون نقصان نه پذیرد و لایدرک بالحواس
و الایقاس بالناس چون قدیم متغی است بقدم خود از مطالعه اهل عدم چون درو
رسند حدیث بعلم محدث و علم وجود او با وجود اوست قدیم در قدیم جز او را نشناسند
سبحانه همان حکایت شمس تبریز و شیخ اوحه الدین کرمانیست که گفت رباعی

یارب تو شناسی که و بیگاه و بیگاه	جز در رخ خوب تو نکریم نگاه
خوبان جهان آینه حسن تواند	در آینه دیدیم رخ حضرت شاه

در مجلس خواندند که شمس تبریز فرمود که این سخن کسی است که ذبل از گردن او برآمده باشد
که این طرف و آن طرف نتوانست نگریت چرا به طبیعی نرود تا علاجش کند یعنی درین
دوره از ذرات کلمات نیست که حق ظهوری در خور آن نکرده است پس سبب حصر در حدیث
خوب چیست حضرت شیخ اوحه الدین در جواب این رباعی خواند **رباعی**

گر با دگری مجلس می سازم در آغ	هرگز ننهم ز مهر کس بر دل داغ
لیکن چو فرود کسی را خورشید	در پیش نهد بجای خورشید چراغ

این فقیر در خراسان بخدمت حضرت قاسم الانوار شیخ نباء الدین عمر و بسیار میرسیم
و ایشان را اوقات بسیارین بود و در مجالس دیگر نیز رفتم هر کس هر چه میگفت که آشتی
بود و آنچه قاسم می گفت نگاه داشتنی بلامست هر دو می ایشان که میرسیم میدیدم
که ایشان هر دو در رضا معشوق مجازی بدان چشم می نگرند که حضرت سالت بدحیه کلبی
میگفت هی هی ان العبد یقرب الی النوافل حتی اجبه فاذا اجبت کنت سمعه و بصره
و لسانه و یده و رجله فبی سماع و بی میطر بی نطق و بی میطش و بی شمی رزنی حضرت قاسم سخنان
میسفرمود و در اثنامی سخن هر لحظه چشم ایشان بر رخسار صاحب جمالی که در مجلس ایشان
بود می افتاد و چشم من چون بر ایشان بود و همراه نظر ایشان منتقل میشد و در خاطر من
میگذشت که نظر تو همان نظر اوست یک نوبت نظر ایشان و نظر من بر یک خط واقع
شد فرمودند که سالکان طریق نفس خود را در علم ذات قدیم منازل کبریا ثابت کردند
و دعویا درین مقام نمودند متنازاد عوی بسی بود در آن معذور باشند زیرا که هر که بفر
حق رسید پندارد که حق را شناخت آن از حلاوت وصل بود و اگر نه معرفت نفس حقیقت
که باست چون علم آن خاص است حق را نه خلق را لیکن عارف بجمله معذور نیست از بعضی
علم حق حقی شناسند و بقدر تعریف حق او را از حال خود خبر دهند مگر در شواهد ملکوت
بماند و عارف در عالم جبروت صاحب دائره ثانی یعنی آنکه نور علم صفات مبین و در
بقوت حق ثابت بود گمان برد که من در عالم ربانی ام آنکه رسید بدایره ثالث یعنی
آن متحیر که در مفاد علم صفات است پندارد که من امانی ام چه آن حایر در صمد صفات
جزا امانی نه مبنی زیرا که او از حد ثانیست و حد ثانی مغزول از قدم رحمن درین از انجا
میگذرد که خود است در اثنامی این سخن که قاسم میفرمود مرا بیچانی دست داد ناگاه

برنی از جانب کوه اضمم برخشید و ابر عالم مجاز بشکافت و آفتاب حقیقت از زیر ابر برفت
دیدم آنچه دیدم و شنیدم آنچه شنیدم حالانیز گاهی چشم من همان می بیند و گوشت من
همان می شنود در باغ

شمعیت رخ خوب تو پروانه منم	دل خویش غم تو ست بیگانه منم
زنجیر سزای که برگردن تست	برگردن بنده نه که دیوانه منم
مجلس خجسته و پنجم	

من لایق بوصف کماله کلامی مولانا عبد الرحمن جامی در علوم ظاهری و باطن یگانه
عصر بود و از آنحضرت مصنفات بسیار بر صفحه روزگار مانده و اقسام شعر از قصیده و غزل
و مثنوی و قطعه و رباعی و معاصره خوب واقع شد و در تالیفات بطریق اهل تصوف
تبع حضرت شیخ محی الدین عسکری و شیخ صدالدین قونوی کرده اند و در طریق اجماع
ید بیضا نموده کم وقتی مجلس شریفش از منظوری خالی بود می در ایام سلطنت حضرت
شاه رخ میرزا امیرزاده ملک محمد بسیار خوش شکل بود و بسی اشعار در دیوان اول
آنحضرت برای او فرمود در کبر سن تغییر فاش در صورت او واقع شده بود و چنانکه
آنحضرت و اشخاص دیگر را شرم می آمد که می گفته اند که برای این عزیز آن بزرگ
غزلیات و معنیات دارد و نوبتی قاضی خرجرد بملازمت آنحضرت رفته بود و امیر ملک محمد
بدان بیات که گفته شد در مجلس آنحضرت نشسته بود قاضی مشارالیه پرسید که این غزل
چه کس است ایشان فرمودند که این کسی است که وقتی از بی اتفاقی ایشان به تنگ بودی
و این زمان از اتفاقات و از جمله غزلیاتی که جبت او گفته بود و ندیکه نیست غزل

آن کیست سواره که بلای دل دوست	صد خانه بر انداخته در خانه زلفت
باهیت درخنده که بر پشت سبک	حسرت خرامنده چو در روز زلفت
در آتش و آیم ز دل و دیده چو دیدم	کافر و خسته خسار و عرق کرد و چشمت

<p>بر تافت زمین رو گرده انگند بر ابرو گر قصه خود عرضه رایش توان کرد گفتم که سخن دانی جامی ز لب تست</p>	<p>ایک سر و شمشیر اگر بر سر کین بست صد شکر خدا کو همه دان و همه بین از پسته شکر ریخت که آری سخن نیست</p>
<p>و در زمان حضرت بابر میرزا مولانا عطار الله پسر مولانا شهاب خوانده جوانی درخت حسن و جمال بود و ملاحظت بسیار داشت و قدری به اعتدال و برگوشه لب و رخسار خاک پر حال و او از ملایم با هزار غنچ و دلال شعر بسیار از برای او دارند از انجمله در وقتی که پدرش را غنیمت بدخشان در خاطر گردید و او را همراه خود میبرد این غزل فرمودند غزل</p>	
<p>بازم ز دیده ای گل خندان چه میبرد از اشک سرخ دیده ما کان لعل شد شهری خراب میشود ای مشکبو غزال جامی فتاده چون تن بیجان ز هجر تو</p>	<p>چاکم چو گل فگنده بد امان چه میروی ای سنگدل تو سومی بدخشان چه میروی تور و نهاده سومی بیابان چه میروی تن را چنین گدشته بیجان چه میروی</p>
<p>و این رباعی را در مکتوبی نوشته برای او فرستاده بودند رباعی</p>	
<p>اے باد اگر سوے بدخشان گذری گوئی چه شود گر چه خور آسان آسان</p>	<p>زنهار بران ماه درخشان گذری یکبار دگر سوے خراسان گذری</p>
<p>و در همان زمان بازرگان پسر تبریزی که صبا حتی غریب داشت و اثر زلف بر رخسار او ظاهر گشت شمس الدین نام پیش ایشان رساله دهمی میخواند این غزل را برای او گفته اند غزل</p>	
<p>ظلت قننه است و لبها فتنه انگیز کر باشد چنین زلف و لایزال تو چشمی و بود و نبود آفت چشم بود رنج محبت راحت همین چو مولانا است جامی عشقت</p>	<p>دلم زان فتنه خون دیده خویند ز شکل قامت شد کشته فلقی ز دود آه مشتاقان بر پهن الا ای ماه تبریزی که چون تو بار رخسار زخشان شمس تبریز</p>
<p>ولی آویخته زلفت ز سر میوی ترا اگر میل قتل هست بر نیز خوشم با محنت عشق تو آری نشاید کرد در رویت نظرتیز در همان زمان جوانی بود</p>	

شیخ عمر و نام ملازم حضرت میرزا با بر جت او گفته رباعی زهی مهر از رخت شمرنده نیز	
زخیل عشق سلطان و سپه نیز	از دست عشق تو داد او از که خواهم
و در زمان حضرت سلطان ابوسعید میرزا علیجان نام جوانی بود ملازم همان سلطان در سر	
چارده سالگی این غزل در آن محل گفته اند غزل	گر بنا لم زد دل خاره بر آید ناله
در بکریم ز گل تیره بر آید لاله	چارده ساله بتی پنجه جامی بوتا
سبزی میخ قد می کشیده و ابروان حمید و حاجی سیاه بر سر در گوش حلقهای زر بغایت	
شیفته او بودند چنانکه می گفتند با خود میتم چون نشسته ام و تصور میکنم که در هوامیروم	
چون بر می خیزم و این غزل هم بر او گفته غزل آنکه از حلقه زر گوش گر است او را	
چه غم از ناله خونین بگر است او را	گو که بر شکن از ناز که در سندان
منصب شاهای زرین کمر است او را	دیده دریاست مرازان گمراک که جا
صدف دیده صاحب نظر است او را	شد مرا حال دگر از غم آن شوخ ولی
نظر لطف بحال دگر است او را	دی گذشت از من بد روز دگر بازشت
و ده که خاصیت عمر گذر است او را	خاک شد دیده غمیده مجنون و هنوز
چشم جان جانب لیلی نگر است او را	پند تلخ پدران در دل جامی گرفت
زانکه دل در کف شیرین پسر است او را	این جوان را محبتی افتاده بود به جوان
دیگر این غزل رحب حال او گفته اند	
مطلع	
شنیده ام که به گل چهره نظر داری	ز شوق لاله رخی داغ بر جگر داری
مولانا حاجی که مصاحب و کاتب آنحضرت بود می گفت که برای آن جوان بی طاعت	
بودند هیچ وجه ملاقات میسر نمیشد و او نیز اشتیاق ملاقات ایشان داشت اما فرصتی	
نی یافت تاگاه در آن اثنا از آن جریمه آمد و موجب غضب پادشاه شد گر خیمه بنام	

آمد فیضی که ایشان منموم و محزون نشسته بودند بمنزل ایشان درآمد و عرض حال خود کرد



ایشان صباح گناه او را در خواست کردند و در آن روز این غزل فرمودند غزل

خیالی بود یارب دوش یا در خواب میدیم	که رویش در نظر بگفت شراب ناب میدیم
به اکسیر سعادت یافتم آخر سجد الله	و صالش را که همچون کنیا ناب میدیم

و از جوانانی که درین زمان بملازمت ایشان میرسید مولانا میر علی بود و غزلها بسیار برای او گفته اند و مطلع یک غزل این است مطلع زهی نمال قد تو عصای پری برستی که کش سز و تنگی می ماید مولانا فضل سمرقندی که از اشخاص خواجه عبد الله بود و ملازم ایشان بسیار میکرد می گفت مولانا میر علی را چون اثر خط پیدا شد بن گفت که مرا تو هم آن شد که حسن من کم شد این غزل را بخط خود نوشته بن داد و غزل

ای سنبل شکین زده سراز گل رویت	ندهم همه ساد و در خان یک سرموت
شد هر شکین زلف تو قلاب محبت	چون خاطر جامی نکند میل بسوت

و از کسانی که غزل گفتن در صورت مجاز ایشان بر و ختم شد مولانا خواجه خوانده است که بغایت خوش طبع و زیبا منظر بود و زلفی دلا ویز داشت حال نیز خوبست غیر ازین که محاسنش از آنچه در زمان غزل سرائی بودند کی زیاده شده نقصانی دیگر ندارد و آنحضرت

از بهای او گفته اند شعر | بر گل از سبزه خط غایب بود اگر | چشم بد دور که آرته ولی دگر

در تاریخ به قصد و نود و هشت از عالم رفته و قبر آنحضرت در سرخیابان دارالسلطنة هرات
نزدیک بعید گاه است

مجلس نجاه و ششم

کتاب کریم من بسط ابراهیم انه من سلیمان و انه بسم الله الرحمن الرحیم * *
عنوان این کتاب این است که این کتبیت از سلیمان در عالم تجنیس از او کتبیس
ببقیس و مضمون این کتاب تنزیه و تقدس حضرت سلیمان پسر داود است و داود
در شریعت با آنکه صاحب کتاب بود متابعت موسی کرد و سلیمان نیز تابع او بود و قصه
سلیمان و طول و عرض بساط او طولی دارد و چون سلاطین عالم نسبت به سلیمان چون
قطره اند نسبت به ریایده ان سبب مجالس ایشان را مصدر هر قصه آنحضرت ساخت و علم
دولت او را بر بام سلاطین که اساطین شمت اویند بر افراخت و چون آتش عشق بلقیس
در باطن سلیمان دایم در اشتعال بود روزی فرمود که باد بساط را بخانه کعبه برد و از آنجا
غزیت یمن نمود و چون در میان طیور به دراد حصول مقصود و خاصیتی چند بود که هیچ کس
از مرغان دیگر نبود و چون به نوز زمان استیلا می سحر بود و در مثل عصای موسی تناول نماید
صور سحریه قیوانست نمود و او با بقصد خواست که قاصد سازد و بجانب صبا فرسته تا بجا
او آن مطلوب بمحصول موصول گردد بنا بر آن چون در همراه را یات نصرت آیات
سلیمان بدو دوزه راه شهرستان سار سید ازان لشکر جدا شد و بنواحی شهر سبارت
بوستانهای مد فایت نز هت و آبهامی بسیار و سبزه زار را مشاهده نمود و بلقیس را دید
بر تختی در بوستانی تکیه زده و در می نزد او نشسته به در سلیمان تغییر و قطیر حالات
بلقیس و شهر سهار ازان به تحقیق نمود و خبر به حضرت سلیمان رسانید سلیمان را از آن
خبر و غده بسیار شد که زود تر آن ولایت را به حیطة تصرف خود در آور و دکتوبی شتم

بر حکایت عشق آمیز و اشارات حمد انگیز انشا کرد و خطاب بدان یار آشنای خود و اهلان خود گفت

زهی چشممیدار تو روشن ز تو روشن چراغ صبح خیزم جالت چون جوانی جان نواز ز عشق خود دل خود دست یاب کسی آن آینه بردست گیرد که نماید بجز تو صورت کس	سرکویت مرا خوشتر ز گلشن تو هم چینی و هم چشم و چرا غسی با جان جوانی در بازو ببین این چنین ای بت چین که هر کس نقش دیگری پذیرد این نامه را نوشت و در هم پیچید و به در اطلبید و جواهر	تو گلشن ریاض مشک بزم چراغ باغ را زخنده و باغ تو گر آینه بردست یابی که باشد خوشتن بر خوشتن ترا خود آینه چشم منت بس
---	--	---

بیان را به الماس زبان سفت و با او گفت غزل به بنگر که از کجا به گامی فرست یابی چو در حرم وصلش بجای می نمیت عیان و دعا فرست تا شکر غمت نکند ملک ل خرا میگویم دعا و ثنا میفرست ساقی بیا که لطف غیمم شرذگفت	ای به در صبا به سبامی فرست زینجا آشیان و فامی فرست در راه عشق مرحله قرب بعدت در صحبت شمال و صبا میفرست ای غائب ز نظر که شد می نشین کاینه خدای نامی فرست و به در نامه را بمقتار استوار	حقیقت طایری چو تو دعا که انعم با او بگو بچین که چامی فرست هر صبح و شام قافله از دعا خیر جان عزیز خود بده ای فرست در رو خود و تفرج صنع خدای کن با در صبر کن که دو ایست
---	---	--

کرده بشهرستان سبارسانید و بر بالای سر بلقیس شاهی بلند را از درختی که بلقیس در سایه او بود مقرر خود ساخت و از آنجا که آن نامه را در کنار بلقیس انداخت بلقیس چون عنوان آن نامه را بخواند و آن حال را بدان عنوان بدید بر سر سید چنانکه بی خواست غمت نمود دیوان گفتند ما خود از دست سلیمان در عذاب بودیم چون بلقیس را بدین شکل صورت بیند و زیاده بر زیاده شیفته و فریفته او گردد و ما را همه محکوم او سازد و دیگر ما را اسکان خلاصی نباشد تدبیر آنست که بلقیس را بر دل حضرت سلیمان سرد گردانیم و گوئیم که ساقی او پر موی است چه درای آن هیچ عیب ندارد چون بدان نوع بعرض حضرت سلیمان

رسانیدند حضرت سلیمان فرمود که صبح محمد یعنی عرصه و میدانی پاک ساخته و آب در آن
عرصه انداختند و روی آنرا آب آگینه استوار کردند و هر چیزی که در آب می باشد از ماه
و غیر ماهی در آن آب ریخته چنانکه مردم که در آن میدان در آمدند می خیال کردند می
که آبست جاسه خود را با آکاشیدند می و این کار برای آن کردند که به بیند آنچه دیدن
از بلقیس گفته بودند چنان هست یا نه چون بلقیس به کرایس حضرت سلیمان رسید و آگینه
مثل آینه دید اندیشید که آبست جامهای خود را با آکاشید چنانکه حضرت سلیمان ساقهای

موضع حضرت سلیمان علیه السلام و بلقیس



برید و خواست که دیگری به بند گفت این آگینه است آب نیست پامی پوشید و پیش
سلیمان رفت با خود گفت عمر دو بهم را که با هم شان هست اگر موسی بیان باشد حاجت
در رفع موسی با انس و جن مشاورت کرده آدمیان گفتند با شره تر باشند سلیمان گفت

پوست زنان نمازگست مباداریش شود دیوان ترتیب نوره کردند فاما کسی رایا را می آن
 نبود که آنرا بعض بلقیس رساند حضرت سلیمان را با او اگر چه نسبت معنوی بود فاما نسبت
 صوری هنوز نبود و ابایی نمود و ترک آفتاب پرستی نمیکرد و دلایل بر مدعی خود می گفت
 و آنچه حضرت سلیمان می گفت نمی شنفت چون سلیمان را بر آفتاب جمال خود آنچنان
 حیران می دید و در اشعه لمعات آن آفتابش ذره وار سرگردان می یافت مصراع

من آفتاب پرست و تو بخت پرست شدی	من و تو هر دو بیک با ده ایم مست شدی
من آفتاب پرست و تو بت پرست شدی	و اگر نه چنین ست بسوی من منکر و نام

من مبرتا مسلم دارم و من نیز چشم از آفتاب بردارم او سخن بران و تیره میراند و حضرت
 سلیمان می خواند شعر

من از تو به بیم گویم که بت چه پرستی | چو دین بکار تو کردم چگونه بخت
 آخر الامر بخت آن نسبت ذاتی که بیان ایشان ثابت بود سلمان شد و چند روز
 بیان مردم خود رفت و ایشان را که هزار سرسنگ بودند و هر یکی را هزار نوکر بود بین
 سلیمان در آرزو چون ایام فراق متباد می شد حضرت سلیمان فرمود غزل

بیا بیا که مرا با تو نسبت جانیت	بیا بیا که مرا با تو راز پنجه نیست
بختی آن نفسی که تو زنده شد دل من	که هر دمی که زوم بتو صد پیشانیست
بدر روی تو ای جان به کفر نزد کیست	ز کفر زلف تو یک سوی تاملانیست
ز غایبان بگریز و بخسایان پیوند	که جان اهل عزیزان بصفت از دست
عجب مدار که قاسم سخن ز صورت گفت	بیان جلوه صورت جمال روحانیت

چون بلقیس بمنزل سلیمان می آمد بازلف پریشان باطلقت چون آفتاب رخشان
 روی بنور اسلام آراسته در اسلام افروخته آنچه از کفر کاسته \clubsuit نظم \clubsuit

سلیمان بهر آوازی خست	که غلذ از شرم آوازش آنداخت
سراسر رخ موی و زلف و رخسار	هزار اشیریه چشم جوان سال
	همه زین ستام و آهین سم

<p>برخ هر یک چراغ بت پستان سر ره موکب ترکان چون شند چنین آرایشی از چشم بد دور چنان کز لپم بر زبان حکا چو در برج حمل تابنده نشید</p>	<p>هزار از لعنان نارستان همه بر سر کلاه و حلقه در گوش بدین آیین بدین رونق بدین نور سیلمان ریخت در پایش خاک فرود آمد بد و لشکا و جشید</p>
<p>هزار از ماهرویان قبا پوش عماری در عماری مدد دمد برگامی که شد چون زیهار درم دید و هنوز از پشت های چو مدش را به مجلس خاصگی داد</p>	<p>درین ترتیب و آیین سیلمان بقیس را به عقد نکاح در آورد</p>
<p>و بعد از چند وقتش از و پسری شد داوود نام کردش و از فرزندان سیلمان بعضی که عجم بودند از نسل او نیند و بعضی که عرب بودند از فرزندان دیگر دران اثنا خبر آوردند که در جزیره شهرست و ملکیت دران شهرت پرست حضرت سیلمان با در افرمود که بطریق محمود بساط را برگرفت و میان دریا برد چون جزیره رسید آن ملک بت پستان قتل رسانید و چش گویند که آن ملک را دختر می بود که بدان جن جمال کسی را ندیده بود حضرت سیلمان شیفته و فریفته او گشت فاما دختر در غم پدر روز و شب یگرست و مطلقا بطرف حضرت سیلمان نمی نگرست بی طاعتی حضرت سیلمان در عشق او از حد تجاوز شد چنانکه در کار خود عاجز گشت دیوان صورتی بر شکل پدر او ساختند در غایت مشابعت آن دختر را بان مواسستی تمام حاصل شد و ترک گریستن کرد و چهل روز در خانه حضرت سیلمان این دختر با خدمتگاران در دین بت پرستی بود و حضرت سیلمان آنرا شاه پادشاه می نمود فاما چون بتلامی او بود و ارامی فرمود تا حضرت حق بدان سبب انگشتری او را بدست دیوانه اخت حضرت سیلمان را مغزول ساخت چنانکه خواست بجه زنان در آید دست رو بر سینش زد و هر جا که رفت بهین طریق ازان تعامش میروند کردند و حضرت سیلمان در کوه و دشت سرگردان میگشت خون از مژه می افشاند و از روی در دست میخیزد</p>	
<p>بعیت ندانم آنکه قصا بر سرم چه حرف گوشت</p>	<p>که راه میست نه در مسجد من نه در کینوش</p>

غایت به کنار و در یارقت و مزدوری میبادان میکرد و در هر روز و ماهی بدو میدادند
بشهر سیرد و یکی را سیفر و خست و نان میخوید و یکی ابریان میکرد و بانان میخورد تا چهل روز
موافق آنکه در خانه او بیت پرستی کرده بودند و او بدان رضا داده بود این خواری

کینه ز جانی رانده از جانی ماندنم	ز عشق آتش بدانش گرفته	ز دامان شعله در جانش گرفته
از آن در که سر بر ز جانش	گدازان گشت مغر از جانش	نه روی آنکه در او عشق تابد
نه هوش آنکه خود را باز یابد	ز شوقش موی بر تن خار گشته	مژه بر چشمش سمار گشته
بگریه ز استین الما شست	ز شک لعل را ز الما شست	خیال یار چون پیش رسید
نمک بود که بر پیش رسید	آنکه کردی و نالیدی بزاری	میان خاک غلطیدی بخوار
چو مرغی تشنه کابی بنید از دام	نه آن یابد نه بی آن گیر دارم	ز محنت ساخته پیرایه خویش
گر بزان از خود و از سایه خویش	سپهر فسون غم در او دیده	دلش از هوش و هوش از روی دیده
شده از دست چون شیر و کار	بمانده شیفه چون سایه اران	ز حیرانی بکار خویش تن گم
شده دیوانه همچو بیهوشم	نه مغزش را نشان هوشم	نه در خوابش نشان چشمم
گویی هر گوشه بامرغان شستی	ز وحشت دل بدیشان باز	بقمری ماجرای راز گفته
غمم دل پیش بسمل باز گفتی	بیشا ندی غبار بهد از تیغ	بخاریدی بناخن پشت تیغ
به کام که کس یاد آور کار یار	بگریه غرق خون کردی چو نقار	ز عشق رنگ آن زلف خمیده
نشاندی زار را با نای دیده	گهی نقش پنگ از دیده ستی	که از خرگوش خوابی باز ستی
گهی اشک گوزنان پال کردی	ز بر زهر غم تریاک کردی	تا آنکه انگشتی را چنانکه مکتوب

و شکم های یافت و در انگشت کرد و بکسی برآمد و مدت سلطنت حضرت سیدمان چهل سال بود
و بیست سال گذشته بود که این واقعه را دست او غافل

زلی که غیب نمایت و جام جم دارد	ز خاتمی که از و گم شود چه غم دارد
ز سر غیب کس آگاه نیست قصه مخوان	کدام محرم دل ره درین حرم دارد

که اصد طلبیدیم و اوصافم دارد	ز جیب خرقه حافظ چو طرف توانست
چون آن دخترانیز بعد از ان شقت و زحمت بسیار بخواست و چند وقت بیدار او مخلصا بپارست آخر کار در مسجد بیت المقدس نماز میگزارد و دید که درختی سبز شد بنایت مرغوب و چوب آنرا دید که برای عصا خوبست و بعد از استفسار معلوم کرد که نام او خروست بر حسب فرموده از وجهت عصا شاخی شکست بران تکیه کرد و درخت بر	غزل مرغی به تنگنای قفس بود پایم بست بکشاد بال صدق و صفا در فضای قدس نادان که جز مضیق قفس جان ندیده بود مرغیت جان پاک و قفس این طلسم خاک
دست قضا به لطف قفس را بر شکست جولان کنان بنگر قصر بقا نشسته در ماتش باخن اندوه چهره خست این مرغ بس بلند و قفس نیک نیک است	بدی آنچنان بماند و دایه الارض بخوردن عصا مشغول شد و یکس را از ان وقوف نی
اصحاب صف زده به واسطه قنای او یارب چه حال شد که تسی ماند جای او	رباعی هر باد اوبر در خلوت سرامی او هر یک بجای خود شکن نشسته اند
بلقیس که از روی تافیس یک خطبه بی او نتوانستی بود مدتی دید از دودمانا پدرش آن	به خواست گاه با صبا و گاه با شمال این غزل خیز اے نسیم ره بجریم چمن بیرس
زان گل که میرسد کفن سبز کرده چاک بگر بازه روئی نورستگان باغ سرودی بجوی بر لب آب روان وز چون شمع لاله بزم فرد و چمن شود سوسن چو پازبان نباتی کند حدیث و آن دختر دیگر بت پرست که در عشق او	وز هر گل و گیاه و سمن یک سخن بیرس حال حرف خفته درون کفن بیرس پژمردگی عارضش از نترن بیرس احوال ناروانی آن نارون بیرس زان شمع نور بخش برانجمن بیرس لنه ناشی آن لب شکر شکن بیرس
از بت پرستی پرست در دل غ فرقت او خون از مرده می افشاند و در حیران او میخیزد	

رفتی و در دو داغ تو ام یادگار ماند
لبل کشید رنج گمستان و عاقبت
دریاشد از مرثک کنارم دلی چه سو
اس یار محبت بان بکرم و تنگیر
در حیرتم که از دل ریشم اثر نماند
آنگس که بود آرزوی جان زدست شد
خواری می خلید مرا در دل از گله

صد حسرت از تو در دل امید وار ماند
گل را صبار بود و از و بهره خار ماند
کان گوهر یگانه من بر کنسار ماند
کز دست رفت کارم و دستم ز کار ماند
دین سوز و بی قراری من بر قرار ماند
این جان زار ماند و ندانم چه کار ماند
آن گل نماند و در دلم این خار ماند

کرست که با او چرخ را این پر خاش نیست و کجاست کسی که در کاسه او این آتش نیست
این کمن دیر که گل پهلوی خاست و
چون جهان در خم چوگان قضا گوی صفت
نیست یکدل که نه ز انکار نگارست و درو
بقرارست چه امکان قرارست و درو

مجلس نجاه و فتنه

خاقان قیصر است جمشید خورشید اقران
که به ذوالقرنین اشتها ریافته و آفتاب دولتش بر مشرق تافته بعضی بران ریخته اند
که پسر فیلقوس است از اسباط یافت بن نوح و بعضی گفته اند دختر زاده اوست و
دران که به ذوالقرنین میوسوم شده اقوال بسیار است یک قول آنست که سی ساله
که پادشاه شد و سی سال دیگر سلطنت کرد و چون سی سال قمریت او را ذوالقرنین
بدین اعتبار گفتند و چون دارا بکشته شد عرض شکر کرد از لشکر خود و آنچه از لشکر
دارا بپس و جمع شده بودند هزار هزار و چهار صد هزار بود و قشلاق در هندستان کرد
پادشاه هند تور نام بمقابله درآمد و بردست او گرفتار شد و اکثر بلاد هند در حیطه
تصرف او درآمد و گر یک محل در اقصای هند که تحت ملکی بود که طریق حکمت و زبده بود
و نیز نجات خوب مید آنست اسکندر مکتوبی بدو نوشت و او را طلبید چون مکتوب

به رسید تعظیم بسیار کرد و گفت که مرادین مدت چند چیز جمع گشته که هرگز نمیبوس
پادشاهی را نه بوده ازان جمله دختر نیست که آفتاب بر صورتی بهتر ازان تنافه و دیگر
فیلسوف نیست که از هر چه بر خاطر گذرانی ترا ازان واقف سازد و دیگر طبیب است که در
حفظ صحت ید میخا و در ازاله مرض نفس مسیحا وارد و دیگر قدحیت که آنرا پر آب
کند و مجموع لشکر سیراب شوند و قدح همچنان پر باشد اینها به بدیه می فرستم و من
پیر شده ام و طاقت سیر و سفر ندارم اگر معاف دارند خوب و اگر معاف ندارند تنویر
ملازمت شوم اسکندر جمعی حکما را فرستاد که اگر درین قول صادقست آن پیشکشها
آورند و او را معاف دارند و اگر صادق نیست خبر آورند چون برقتند آنچه گفته بود
همراه ایشان ارسال نمود چون بملازمت اسکندر رسیدند قبل از ملاقات اسکندر
قدحی پر روغن نزد فیلسوف فرستاد فیلسوف هزار سوزن در آن قدح که روغن داشت
ریخت و نزد اسکندر فرستاد اسکندر فرمود تا سوزنهارا بگذاشتند و ازان کوزه خنک
فیلسوف آن آهن را آئینه ساخت و نزد اسکندر فرستاد آن آئینه از جمال با کمال
آن دختر عکس پذیر گشت و اسکندر از پرکار بدر بر و چون دختر و فیلسوف و طبیب
با آن قدح به مجلس اسکندر درآمدند اسکندر مشاهده نمود و نظم جز آن چار پیرایه ارجمند

گر انما میامی و گردل پسند	ز گنج و زور و زیور و لعل و دود	بسی پشت پیلان ز گنجینه پر
ز پولاد دهند می بسے بارها	ز خود و ز عنبر و زخوارها	چو کوه رونده چیل زنند پیل
که نگه شتی از ناف شان و فعل	چو شه دید گنجی فرستاده را	چار آرزوی خدا دادا و دلا
بدان گنجا آنچنان شاد شد	که گنجینه روشش از یاد شد	نگند از مالیش در آن چار چیز
چنان بود که گفت زنان مشین	چو در آب جام جهان تاب دید	ز یک شترش خلق سیراب دید
پو بانیسوف آمد اندر سخن	خبر یافت از کارهای کهن	طبیب مبارک چو بر زفوس
ز تن بر و بیماری از دل بوی	ازان دختر دید کاندازه گیر	صفتی امی او را کند و پذیرد



کشان همچنان سومی لشکر کشید
چو شه دید کان پیکر دیو رنگ
سپروش بزدان اهرمیان
شده روس شد چون گدازنده
سخن راند با انجمن شصت
اگر ماند از بند آن رهن زمان

ز لشکر که شاه فیروز مند
باقبال طالع برآمد جنگ
دل رویان از چنان زور
بشاهی در آید شهنشاه روم
که امروزش این میو فاهم نبرد
برون آوریش بر خیمستان

غریبی بر آمد بچرخ باند
نشاندش بر زور و دشمنان
بران دشمن دشمن افکن گشت
از ان تیغ زن مرد چاک سوار
ندانم که خون ریخت یا بند کرد
آخر الامر سجا طرا اسکندر چنان

رسید و با امرای خود چنان نیز صلح اندیشید که انسان چون بنده اجنان است صحت
دران می بینیم که او را از بند بیرون آوریم و مجلس برای او بپاریم و در گنج و بخشش بپاریم
او بکشاییم چون آن لطف و احسان از ما بیند شاید این عهده را بکشد و این رنگ را
از آئینه خاطر بزداید و اگر نه کارش بخت و بخت بدون بچال شعار دلم اینجا خراب و جان اینجا

نم اینجا چنین روان آنجا چون تو انم زیر من می یارن
شب تاریک و ابر غم باران

ازان زور دیده تن زورمند	این فکر چون عین صواب بود همه را معقول نمود فی الحال نظم	بفرمود تا بر گرفتند بند
ز آزاد مردی زیان کس کرد	را کردش آن شاه آزاده مرد	نشاندش به آرم و دوا و طعام
میسی چند با گوهرش بپار کرد	نوازش گرمی کرد با او تمام	بی گوهرش را پدیدار کرد
بغلطید چون سایه در پاخت	چوستی درآمد بدان شجرت	چو توسلی گرچه با کس نداشت
از انجا سر اسیمه بیرون دید	نوازه خویشان را شناخت	چنان شد که کس گرد او نماند
نشان باز جسته سخن از سران	شگفتی فرو ماند خسرو دران	یکی گفت چون می در کردگار
یکی گفت صحرایت این گفت	سوی خانه خویش برست بار	چو بندش بریدند صحرای گرفت
سخن گوش میکرد و خبر نمی گفت	شد از هر چه رفت آشکار و نهان	دران ماند و کین پرده نیلگون
چو نغمی گذشت آمد آن پیلست	چه شب بازمی از پرده آرد بران	کمرگاه زیبای عروسی بدست
برسم پستش زمین بوسه داد	به آرم در پیش خسرو نهاد	چو شه دید در خرمن آن ماه را
دران ترک خرگاه می آورد و دست	ز مردم می کرد خرگاه را	شکنج نقابش ز رخ بر شکست
نه آفت که بل آفتابی ز نور	چو دید آفتی دید زانده شیه دو	بپرسید کا حال خود بازگو
گفت که مرا چون این حادثه	دل را بدان داستان بازجو	دست داد و مرکب بنجم در میدان نامرادی افتاد و مراد در سلاسل و اغلال کشیدند و گرد
برگردن به پاسبانی صفت بر کشیدند چون پاسی از شب گذشت ابر می طلبانی پیدا گشت	از میان آن مردم عرک و برکت نظم	برگزینان که شب پاس می شنیدند
ز پیش همه جای بگذشتند	همی کند و بر دیگری می گفتند	بجز سر نه دیدم که لزم و کند
در آمد چو مرغم ز جابر گرفت	پایان که بر تخت شاهم نشاند	همه بند محاربت و جابر گرفت
ز پایان ماهی مباح هم نشاند	ز شاه می رخ شاه چون محفل گفت	بر بیکر و چون حال خود با گفت
و بعضی چنین روایت کرده اند	که اسکندر در هندوستان شبی بخواب دید یامیان خواب و بیداری از ماضی شنید نظم	در قضا ناگاه سیرغ ای عجب
در پیرین او قواد از وی پری	جلوه گر گزشت و در چنین شب	جلوه گر گزشت و در چنین شب

لاجرم پرشورش زان کشور
این پر اکنون در نگارستان نیست
اطلبو علم و لوباصیت است

بنابران اول بهار بود که از هندوستان غنیمت چین نمود و چگونگی از خود رسول بر سر
خاقان و آمدن پیش اسکندر و بزبان شیخ نظامی بسوط ذکر کرده و گفته از پیشکشها که
خاقان کشیده جهت اسکندر یکی آن دختر بود که آن کارها نمود خواه در طریق و لرایی
و خواه در شیوه کشور کشائی

مجلس مجاهد و ششم

چهره کشای ایوان بی ستون ارم ذات العباد اللتی لم یخلق شلما فی البلاد

بجستی ان اقلیدس کشائی	بوقت هندسه عبرت نمائی	به آهن نقش چین برنگ بندد
چصفت سرج گل را رنگ بندد	ز بس نقش غریبه سنگ و آهن	بر آرد چشمه خورشید روشن
به پیشه از زیش شاگرد تاروم	به تیشه سنگ خارا را کند موم	چو یک پیل از سطرپی و بلند
به مقدارد و پیش زور مبد	فرهاد و شاپور در بلاد چین	با هم میبوندند و به نقش بندی

و صور نگری اشتغال مینمودند شیرین را موس آن شد که جوئی کند که ازد و فرنگی منزل
او که گوسفندان را بدوشند از انجا شیر به پیش کوشک او آید چون این حال بشا گوشت

زمین میباید بعض شیرین بایند	به استاد چنین کارت براید	که هست اینجا هندس و استاد
جوانی نام او فرزانه فرهاد	نخست استاد باید انگلی کار	بدین چشمه گل از خارت برآید
بود هر کاری استاد و شود	بشاد و روان شیرین بر شادش	بجستن کرد شاپور آن زمین
به دست آورد فرهاد گزین را	کرد آمد خلایق را شکوی	به رسم صحران کرسی نهادش
در آه کو کهن مانند کوهی	برون پرده فرهاد ایتاد	رقیبان حرم بنواختندش
بواجب جایگاه می ساختندش	چه بازی آورد از پرده پیران	سیان در بسته و باز و کشاد
در اندیشه که لعبت باز گردان	و فضل از شکوه قوت بردان	جهان ناگه شبنون بازی کرد
پس آن پرده لعبت بازی کرد		وز ویا قوت و لشکر قوت پرستان

شنیدم نام او شیرین ازان بود گرافلاطون بدی از هوش رفت بر آورد از جگر آه شغب ناک ولی دارد چو مرغی دام رفته پس انگه گفت کای فرزانه است طلسم کن که شیرسان بگیریم که چو پانامه انجبا شیردوشند روان گشت را بر دیده نهان بدیشان گفت کان موضع گنج است بدان موضع که هست امر و شهور بیکاه از میان سنگ خارا که در درش نمی گنجید موی خبر برد شیرین را که فرهاد بحوض آمد پیای خوشین شیر چنان پنداشت کان حوض گزید بهشت و جوی شیر و حوض و حور چو زحمت دور شد نزدیک غایت	که در گفتن بسی شیرین بان بود چو گرفت آن سخن فرهاد و گشت چو مصر دمی ز پامی افتاده بجا هم از راه سخن شد چاره ساز چنان خواهیم که گردانی مراد ز نا تا گو سفند ان یکد و فرنگ پرستار نام انجبا شیر نوشند وز انجارت بیرون تیشه برد که شیرین را بدان میل هکایت چنان از هم درید اندام آلت هم چو دریا کرد جوئے آشکارا چو کار آمد با خر حوض بهشت تمام حوض بست جوی بکشا بهشتی پیکر آمد سوی آن دست مگر دست آدمی هست آفرید بسی بردست فرهاد آفرین کرد ز تر دیکان خود بر تر نشاندش	کسی را کان سخن در گوش رفتی ز گرمی خون گرفتش و جگر چو چو شیرین دید کان آرام رفته بدان دانه بدام آورد بازش مگر دورست و ما محتاج شیریم بپاید کند جوی حکم از سنگ چو اگر گشت ازان اندیشه فرهاد گرفت از مهربانی پیشه برست نشان دادش کی فرزانه دست که میشد زیر زخمش سنگ چون چنان ترتیب کرد از سنگ جو که حوض کوثرش زد و بیدار چنان که گو سفند ان شام و گنج مگر دوی شیر و حوض گشت بلی باشد ز کار آدمی دور که رحمت بر چنان کس کو خندید چون فرهاد را آن اعزاز د
--	--	--

اگر ام کردند بیکبارگی اورا بی صبر و آرام کردند که نه یارای شستن ماند و نه پامی رفتن	این بیت فانی را بر خود خواند که طبعیت خیر انم ازین شیوه بد انم که چه سازم	نی با تو توان بود نه هم بی تو توان پست عاقبت آن بیچاره پریشان روزگار برآفت	چو دریا اشک صحرا نیز برداشت	از انجا راه صحرا نیز برداشت	و بیج نوع توانست قرار گرفت
---	--	---	-----------------------------	-----------------------------	----------------------------

شبی و صد ریغ و نوحه تاروز	نه برگ آنکه سازد با بصوری	نه صبر آنکه دارد پای دوری
روزی و صد هزاران آه دلسوز	روز بهر نوع که بودی بگذراندی فاما بغضای شهبای تار	
درماندی دور از یاران کمن همچون مجنون با خود در سخن از پیچ و می در شهبای تار هزار بار مرگ خود جسته و هر زمان از سوز دل و غم هجران دست از جان خود شسته از یک از آب چشم و شعله عشق پر آتش و آب و از یک طرف از فرقت یاران در اضطراب روزی سنگ از کان بیکند بدان روز و شب جان بیکند نظر	دل از جان برگرفته و ز جهان	
دلی و صد هزاران حسرت سوز	شبی و صد ریغ و ناله تاروز	بلا همراه در بالا و در زیر
ز معر و فان آن دامن زبان گیر یکی دامانش لیسیدی کی پای	گرفته انس با وحش بیابان یکی پیلو گش رفتی کی جای	چو خوشی تو سن از هر سوستان بروگر دامه یک دشت نخمیر
یکی از محرمان را ز پرده از روی کار برداشت و کماهی این حال را در مجلس خسرو عرضه داشت چون آن سخن را ستر پای می گفت خسرو اول ازان شب دمان گشت و آخر بر آشفت نظر		
که با این مرسومانی چه سازیم و گر خون ریزش خود بگیا نخستش خواند باید با صدمید به سنگی بایدش مشغول کرد چون ارکان دولت و مجلس	نشست ز دیو یعنی دمی چند اگر نام بد و کارش تباست که امی دولت بدید از توفرخ ورش نتوان بزر معزول کرد گزارد عمر در پیکار آن سنگ	بزویگان خود نامحرمی چند بدین مهره چگوننه حق بازم خردمند ان چنین داد و نیاز زرافشانی بدو کردن چو خرد که تا از روز کا بد روز او تنگ
خسرو یکجا قرار دادند جمعی را تیه کرده به طلب گوهرین فرستادند و مقرر کردند که هر کس او را همراه ازین سفر بازگرد و بخلعت پادشاهانه و عنایات خسروانه سرافراز گردد و نظر		
بجستندش همی کوه و بیابان نظر انداخت بر شخصی ز ناگاه بدانست او که فرهاد است بخور	چنان آن تشنگان را از پی آب یکی از قاصدان در که شاه غیا ریختی برومی نشسته	زهر سوهر کی میر اند بشتاب تبی می یافتند آن گوهر از کان چو مجروحان دل از شادوستی

چرا از مجلس شادی بروی ندارم در جهان از یک دین	سلاش کرد و پرسیدش که چو لب خشکم بدین و گونه زرد	که از شیرین جدا ماند دست مجور جوابش داد و گفت اهی جوهر
چون قاصد پیغام خسرو را بد و رسانید و به افسانه و افسون اندر کی دل او را از بند غم بر بانید بسک از جامی بر جفتند و احرام ملازمت درگاه بستند چون بکر یاس اساس خسرو رسیدند و بشراف بساط بوسی مشرف گردیدند خسرو از و چیزها پرسید در مقابل هر سوالی جوابی شافی شنید نظم		
چو عابر گشت خسرو در جوابش نگهدار الماس را بر سنگ فیاد سیان کوه را سه کند باید هوا کار تست این و کار گسست بشرط آنکه خدمت کرده باشم بزرگ تر شیرین بگوید چو بشنید این سخن فرما بدیل که خواند هر کس اکنون پیشش بدان کوه و کمر برفت چون با برویشا الماسی نقره بگاشت پس آنگاه از سنان آتش آگین ز صور کار می دیوار آن سنگ پشب هنگام که صبح ارمی اندو بر آورد می لبس حشر صد و نخند ام کسی در خیل میدست	ندیدم کس بدین حاضر جوابی کشا و آنگاه زبان چون تیغ فولاد که شکل میتوان فتن بران راه بدین تدبیر کس را دسترس که بردارم ز راه خسرو اینک ولی خسرو رضای من بجوید و گر زین شرط برگردم نه مردم بگوهی کرد خسرو و نه میوش روان شد گوهرن چون کوه آتش نخست آرم آن کرسی نگدا چنان بر زد که مانی نقش از گو چو شد پرداخته فرهاد چنگ همی سنجید سنگی بی ترازو شدی بر پا آن صوت خرد و دو بخش روان و دمنده	بیاران گفت از خاک و آبی نیامد پیش پرسیدن صوابش که مار است کوهی بر گذرگاه چنان که آمدن مار باشد جوابش داد مرد آهنگر چنگ چنین شرطی بجای آورده باشم به تندی گفت آری شرط کردم نشان کوه است از شاه عادل ز دعوی گاه خسرو باد می خوش کمر بست و زخم تیشه کشاد تیشه صورت شیرین بدان گذارش کرد شکل شاه و شهبان هر کوه انداختن بکشا و بازو رسیدی آفتابش بر سر کوه که اسی محراب چشم نقشند این

که گر میرم کند بالین من رست
و گر گردم بکوه دود صلال
گیرا در زمین پا و مرا نه
سن بی سنگ شاکلی ماند و تنگ
نبین تلخی چه باید زندگانی
ز سر خاکستری ماند هست ازین
نشاط از دست زو از پاشی رفته
به صد دیوار سنگین پیش پس را

اگر صد سال در جانی نشینم
بجز سایه کسم ناید به دنبال
پلنگا ز بکوستان پیشت
نه در خاکم به آسایش نه درنگ
بدین بی رو غنی مغرود ما غم
بخاکستر توان آتش نمان کرد
اگر پائی بدست آرم دگر بار
بر آرم تا نه بنیم هیچ کس را

کس جز آه خود بالانه بنیم
سگان را در جهان جا و مرز
ننگان را بدریا جایگاهست
مبادا کس بدین بی خان دانه
غم دل بین که سوز و چون جو غم
منم خاکی چو باد از جای رفته
بدامن در کشم چون نقش دیوار
روزی شیرین را هوای فرهاد

در سرافاد با جمعی از محرمان آن راز در میان نهادیم از گوشک بیرون زد و رقم بفرموده است

لطم بفرمود سپازین بر نماند
بزیبائی چو نیسانی نگاری
چو کوهی کوکبن راسو خود خواند
زمین را چون فلک پر کار میرد

صبارا آمد زین بر نماند
روان شد ز گسان چو گشته
وز انجا کوکبن زد کوکبن راند
چو آمد بانشار شک و سرین

برون آمد چگویم چون بهار
چو صد خرمن گل سیراب گشته
ز نعلش بر صبا سمار میرد
بر آن کوکبن سنگین کوکبن



خزانه میشد آن ماه منور بهش داد کاین بر یاد من گیر شده بر کوه کوهی بادل تنگ	مپن پوشش تبان مانند خنجر چو عاشق مست گشت از جام سری برنگ نیز در بر سرنگ	شکرب دشت برب ساغر ز مجلس غم رفتن کروساقی خنجر رفتن شیرین بطون کوه
بمیتون چون خنجر رسید تمامی ارکان دولت را طلبید و بطریق مشاورت در دفع فرهاد از هر یک استفسار نمود و آخر الامر مردی کار دیده آن عقده را کشید و گفت کس می باید فرستاد پیش فرهاد تا گوید که شیرین برود بلا شبهه از شنیدن آن جان نخواست چون خاطر بران قرار دادند مطلقاً با هیچ فردی دران زبان نکشاندند و لطمه	گره پیشانی و تنگ رونی فرستادند سومی بی ستونش زبان بکشد و خود را تنگ کند	خنجمی بدش تسلیم کردند شده بر پی خفاشی نیمه نوازش که ای نادان غافل در چه کار
طلب کردند از فرجام گوئی به زرعده باهن بجم کردند سوی فرهاد رفت آن تنگ دل چرا عمری بغضت میگذازی چه یاران یار کوشیرین زبانت غم شیرین بر لبس دید درگاه ز خاکش غبار افتادند بر ماه سپردندش بنجاک و باز گشتند بر آورد از جگر آه شغب ناک	بگفتا بر نشا طروی یاری مرصده بار شیرین تر ز جانست بر آورد از سر حسرت یکی با به آب دید گشتندش به راه چو افتاد این سخن در گوشش ماند چو مصروعی همی غلطید بر خاک	چو مرد ترش روی تلخ گفتار که شیرین مرد و اگر نیست فرهاد هم آخر با عیش و مسرگشتند ز طاق کوه چون کوهی فرهاد عاقبت از سخنان سردان
نا جوان مردی همچون مرغ نیم سبیل و پطیید و بسیاری در خاک و خون گردید و هر خاک که بر گرد او بود بر سر کرد و همچون سبزه پژمرده سر از خاک بر کرد و لطمه صلامی در شیرین و جهان او زمین بریاد او بوسید جان او چو کار افتاده گرد و دمیوائی که در کاش طهر زد بر گرد	زمانه خود جز این کاری نداند در و گیر در هر سوئی بلای چنان تنگ آید از شور و نخت	که اندوهی و بد جانی ستانند چنان در خوشدلی بی بر گردد که بر باید گرفتش ز نیم جان سخت

دل شیرین بدو آمد ز دوش	که چون در عشق شیرین مژده	سراپنده چنین افکند بنیاد
بسی بگریست چون ابر بهاری	بر آن آزاده سرو جو بیاری	که مرغ نازنین گم شد ز غایت
ز خاکش گنبد عالی برافروخت	بخاکش داد و داد باد در دست	برسم مترانش طله در بست
بسوی قصر شد گریان جوشان	وزان پس از سر خاکش خروشان	وزان گنبد زیارت خانه ست

میگویند این قصه در اول زمان حضرت مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم تاریخ دوم سال از هجرت بود

مجلس پنجاه و نهم

قیس عامری که شیفته بود در حلقه زمره با یکم الفتون و آشفته از سلسله دایره یقولون این
 لمجون از ازل الازل تا رسیدن عمر او چهل و پنج سال شکوه عشقش بدو دست آب میداد

زبان گوهر عشق تاب میداد	شد بان پدر بروی او شاد	از خانه به کتبش فرستاد
جمع آمد از سر شکوهی	با او بوافقت گروهی	با آن پسران خرد پیوند
هم لوح نشسته دختر می چند	بود از صد و دگر قبیله	ناسفته دریش هم طویل
آفت نرسیده دختر خوب	چون عقل بنام نیک نسوب	آراسته بعبته چو ماه
چون سرو سی نظاره گاهی	آهو چشمتی که هر زمانه	کشته بگرشمه جخانه
زلفش چو شبی رخس چو باغی	یا مشعله بجنگ زانغ	رومی او سیله مستیری که

اقتباس نور نموده باشد از مرثیه بدرالدجی و موی او سیاه دلی هم رنگ قیمری که کتب
 خطبات بعضیها فوق بغض کرده باشد از غایت و ماجرای بعدی لیلای نظم

در هر دلی از هواش میله	گیسوش چو لیل و نام لیلی	از دلدادی که قیس دیدش
دل داد بهر جان خریدش	او نیز موای قیس محبت	اندر دل هر دو مهر پرست
مستی نخست با دونهخت است	افتاد و ناقاد و سخت است	چون از گل مهر بو گرفتند
با هم مهر روز خو گرفتند	چون کیچندی برین برآمد	افغان زد و نازنین برآمد
زان دل که بیکد گرداوند	در معرض گفتگو افتادند	زان قصه که محکم آیتی بود

در هر دینے حکایتی بود	کردند بے جسم مدارا	تار از مکر و د آتشکارا
بند سرنافه گر چه خشک است	بوی خوش او گوشت گشت	باومی که ز عاشقی خبر داشت
برقع ز جمال هر دو بر داشت	چون شیفه گشت قیس را کاه	در چهر عشق شد گرفتار
از عشق جمال آن دلارام	نگرفت هیچ منزل آرام	در صحبت آن نگار زیبا
می بود و لیک ناشکیبا	وانا که نه اوفاده بودند	مجنون نقبش نهاده بودند
او نیز بوجه مینوای	میداد برین سخن گوی	و چون مدتی برین حال
گفته شد ناگاه از بام بنفشه و طشت چشمه چشم ایشان بگشاد و رازشان بار و افتاد سنگ تفرقه در میان ایشان افتاد و از یکدیگر گشت جدا ساختند و ربا ع		
لیلی چه بریده شد ز مجنون	میر خیت ز دیده در کمون	مجنون چون ندید رومی لیلی
از هر شوره کشا و سیله	در اطراف و جوانب قبایل چندی بودند اورا هم زبان	
و هم دل چون جدائی ایشان دیر کشید حال مجنون آشفته شیدا به اضطراب رسید آن دوسه یار پیش پیش و مجنون در پی پنهان آمدند در حی نزدیک به خرگاه لیلی در صورت گدایان بنشیند و از راه خواست ناله و میوتند نظم آن دید درین و حسرتی خرد		
دین دید دران و نوچه کرد	لیلی ز خروش جنگ در بر	مجنون چو رباب دست بر سر
لیلی چه سخن پر می و شی بود	مجنون چه حکایت آتش بود	لیلی سخن خزان ندیده
مجنون همین خزان رسیده	قانع شده این ازان بهوئی	وان رقی ازان پیرس و جو
چون حال مجنون بچاه تباہ گشت پدرا ز کماهی احوالش آگاه گشت با پیران عامر مشاورت نمود بغیر از خواستگاری لیلی درمی نه کشود گفتند اول با مجنون تیه سوال جواب کنیم و بعد ازان فکر اسباب کنیم و نظم		
گفت اگر خواهی تو لیلی را بخو	گفت و هرگز نیاید زن مرا	بس بود از ناری و شیون مرا
یا خوشتر گفت از لیلی مرا	سر کشی اورا و و ایلی مرا	مغر عشق عاشق مادمی بود

<p>تا کنم خالی زیاد دوست است چون همه یاد تو از مولی بود اینهمه سودا برون کن از دست گفتند سخن او را اعتبار نیست بهتر از رنجور دل از برای فرزند با انجمنی بزرگ برخاست میرفت به تهرین شکوهی</p>	<p>من نیم زن عاشق شوق پر ذکر مولی باشد از تو در حجاب گفتند و را چون نینخواهی بر آنجا که ام مجنون آنجا که ام لیلی مسکین پدرش بمانده و بند بیچاره شده ز چار و سازی آراسته با چنان گروهی</p>	<p>هر چه بگذشتی ازین بگذرد تا که باشد یاد غیر می در حساب همچو مجنونست همه لیل بود آنجا که ذات حدت با ذات شد رفتن قبیل لیلی کا نیست نظم در پرده آن خیال بازی کرد از همه وی کاره رشت</p>
<p>کاین گفته نه برقرار خویش است بر آتش تیز که نشینم فرزند تو گر چه هست خوش نام دیوانه حریف مانشاید چون عامریان سخن شنیدند هر یک بد یار خویش رفتند</p>	<p>گر چه سخن آبدار بینم دشمن کا میش صد هزار دیوانگے ہے نہ ساید این قصه نہ گفتنی ست دیگر نوبید بجای خویش رفتند</p>	<p>یگو تو فلک بکار خویش است گر دوستی و رین شمارت فرخ نبود چو هست خود کام تا او نشود درست پیکر جز باز شدن در می ندیدند</p>
<p>در سایه کعبه داشت یک چتر در حلقه کعبه حلقه کن دست وانگه بزبان حال میگویی</p>	<p>بگرفت بر فوق دست فرزند بشائب که جای چاره سازیت فر صاحب خانه چاره میجوی</p>	<p>آواره شده بود نظم گفت ای سپهرین نه جایی باز کز حلقه غم بد و توان دست</p>

یارب که ازین گزان کاری زین شیفتگی براهم آور مجنون چو حدیث عشق نشیند در حلقه زلف کعبه ز دست در حلقه عشق جان فروشم بی عشق بسا دسر نوشتم از عمر من آنچه هست بر جا هین قصه شنید و گشت خاموش	توفیق دهم بر ستگاری در یاب که بتلای عشقم اول بگریست پس بخندید میگفت و گرفته حلقه در بر بی حلقه او بسا دگو شتم یارب تو مرا بروی لیلی بتان و عیسای و درافزا دانست که دل اسیر دارد	رحمت کن و در پناهم آور آزاد کن از بلای عشقم از جامی چو مار حلقه جربت کامروز منم چو حلقه بر در پرورده عشق شد شرم هر لحظه بد و زیاده میس میداشت پدر بسوی او گوش در دس نه دو پذیر دارد
پد مجنون با سر داران قوم چون او را بد انحال بدیدند از کعبه نا امید برگردیدند مجنون بطریق معهود و کوه نجد و نواحی آن میگردد و باد می پیچد و نظم	میجست علاج رطیبی خو کرده چو وحشیان بصحر بر خدمت او شده نشان ویشان همه گشته بنده فرمان	میخواند چو عاشقان نشینی وان چه در بخون دید گشته هر وحش که بود در بیابان لشکر گاهای کشیده در راه و دران صحرا و کوه با هزاران
در دواند و اشعار پر در و میگفت و در معانی به الماس بیان می سفت و این چند	بیت از جمله اشعار اوست نظم ولما جد الحادی و سار کار بهم لا جعلما زادی الی منتها عمر	فراتاک من تهوی امر من بصبر و نادوی المناوی با جلیل الفجر میگوید فراق تو ای آنکسی که محبوب سول منی تنگتر هست
از صبر سقوط می و بیج چیز در بلا با اضرت از هجر تو ای رشک پری و هرگاه که سار با بنیاد حدی کند و منادی ندانند که طبل کج زنت زاری کنم که چندان توقف کنیند که بیک نظر از دیدار لیلی فایز گردم که دیدار یاران زار در راه مسافر است که تا آخر عمر		

<p>اگر کسم همان یک نظر بسم میگویند که اهل لیلی مجنون را در قبیله خود راه نمیدادند و حال که بند طوق این بیت حسن شعر</p>	<p>اگر چه در عوب از بر قبیله کعبه نباشد</p>	<p>بنود قبیله مجنون بجز قبیله لیلی</p>
<p>روزی توجیه او بد آنجا بود و در می بر گواورا آنجا می کشد و نظم</p>	<p>کر که امی سو قبیله است ای پسر</p>	<p>کعبه جان رو جانان و دیت</p>
<p>گفت اگر هسته کلونخی بی خبر</p>	<p>رومی او در کعبه جان و دیت</p>	<p>وان مجنون رو لیل آید هست</p>
<p>اینک کعبه تود در شکله نگر</p>	<p>کر چه کعبه قبیله اهل جاست</p>	<p>در حرم گاهی که قرب جان بود</p>
<p>کعبه عشاق مولی آید هست</p>	<p>صد هزاران کعبه سرگردان بود</p>	<p>که بچه وسیله رو بدان قبیله آر و نظم</p>
<p>لیک ای کعبه دل قرب جاست</p>	<p>دید چو پانی دران صحر او دیت</p>	<p>سرنگون شد پوست اندر سر فکند</p>
<p>سرگردان گیشته در کوه دود</p>	<p>خون نشین را کرد همچون کوسفند</p>	<p>در میان کوسفند اغم گذار</p>
<p>پوستی بستد از و مجنون بست</p>	<p>سوی لیلی ران رسته من در میان</p>	<p>تا نمان از دوست یار پوست</p>
<p>آن شب از گفت بهر کردگار</p>	<p>هره یا بزم ساعتی از دوست</p>	<p>تا بیا بزم بوی لیلی یکن مان</p>
<p>عاقبت مجنون چو زیر پوست شد</p>		<p>عاقبت مجنون چو زیر پوست شد</p>



<p>پس با خشت ایل پش از بود</p>	<p>خوش شو بر خاست اول خوش بود</p>	<p>بار به پنهان بسوی دوست شد</p>
<p>آب دبر روی آن بست خرا</p>	<p>بر گرفتش آن شبان دش بست</p>	<p>چون در آمد عشق و آب از سر گذشت</p>
<p>گشت با قومی بصحر او دیت</p>	<p>بعد از آن روز و در مجنون</p>	<p>تا دمی نشست آن آتش ز آب</p>

<p>جامه کان دوستدار می لبر هیچ جامه بهترم از پوست دیدم ام در پوست رودوست</p>	<p>تن برهنه مانده اسی سرفراز گفت هر جامه سزای دوست پوستم اید هر که لیلی دوست</p>	<p>کیتن از قوش مجنون گفت با گر بگوئی من بیارم این نفس طلش اکسون مجنون پوست کی شناسم جامه جز پوست من</p>
<p>عاقبت از گردش این دایره بی مدار و جنبش این خرج</p>	<p>نایب ارجو فانی غریب کرده روزگار فاعبر و ایا اولی الالباص</p>	<p>افق و بچاه در دمنده می زان روز که یار از وجد شد یکباره فنا و گشت بیمار بر مادر خویش راز بکشد</p>
<p>لظم لیل ز سریر سربلندی ز دباد طباخچه برداش تا کار بان رسید کز کار تجمله کشید شکرش را کامی مادر محرابان چه بدید گر راز کشته گشت شاید کان لحظه که جان سپرده باشم کا داره شدم من از وطن گاه از بر خد انگوش داری تو نیز چون عزیز دارش از بر تو تن بجاک میداد با عشق تو از جهان برون رفت و امروز که در نقاب کت بست از قبل تو چشم در راه پر داخته شد حیات او نیز بر شقه چنین نوشت عشق آمد بر آن ز راه برده</p>	<p>شد چشم زده بهار و باغش سروش ز گد اختن گیا شد تب لرز و شکست پیکرش را یکباره در نیاز بکشد چون جان ز لبم نفس کشاید خون من و گردن تو ز نهار آواره من چو گرد آگاه آید بسلام این عمار می من داشته ام عزیز دارش آن لحظه که می برید زنجیره احوال چه پر سیم که چون رفت جز با غم تو نداشت کار چون منتظران درین گذرگاه جانان طلبیده بود جان داد طغراکش این مثال مشهور چون شکسته دل شد آگاه</p>	<p>کامو برده ز هر خور و با شیر در گردنم آرد دست یکبار وز دوری دوست مرده باشم دائم که ز راه سوگوار در وی کنی نظر بخواری گویلی ازین سرای دلگیر بر یاد تو جان پاک میداد تا داشت درین جهان بیکار هم در هوس تو در و نکست چون راز نفقه بر زبان داد نوشت جهان برات او نیز کز حادثه وفات آن ماه</p>

اندازه کارها و اگر گشت یللی شد و زنت از بجان بر زان زلزله شد تمام از پیش برداشت بسوی آسمان گشت سوگند بهر چه برگزیده است چون تربت دوست بر آورد وان کسیت که گذرد برین راه این هفت سرشار دایمی خوشخوار در حلقه اثر دهاست جایت در وفات یللی و مجنون خلافت	گفت از پی آنکه بخت گشت وز گلبن مانس اند بر گس مجنون خراب است بدوش زان برق هم او قناد و هم سوخت کای خالق هر چه آفرید است در حضرت یار خود رسام او نیز گذشت ازین گذرگاه آهسته مران که کاروان رفت گرد نگری بفسر ق پات کثر باز و حریف مهره و دست	تا یک شب چراغ مرده بارید بباغ مانگر گس باداغ تو زیست هم در آن چون صاعقه خروید بر آفرود آنکشت کشاد دید و درست کز محنت خویش و اربابم اید دست بگفت و جان بر آورد بشباب که رحمت از جهان رفت در گرد تو حلقه کرده چون بار بگذر ز جهان که شهره و دست
--	--	--

آنچه صبح است آنست که در زمان هارون الرشید در ربیع الاول سنه احدى و تسعين
از محبت یللی وفات یافته و مجنون بعد از و بچند وقت

مجلس شصتم

خورشید منظر ماه پیکر خسرو شاه ابن قیصر شاهزاده بود در حسن و جمال شک خضر خاوه
یگانه زمان و نادره دوران در شیوه دلبری نظم

بهارى فارغ از باد خزانى لب لعلش حیات آب حیوانى	گل نورسته در باغ جانى خط او سبزه زار عالم جانى
آن دورست و دراز شیر و پنده اش از روم بولایت خود میسرده بر سبهای غیب و حالتی عجیب به اموازا افتاده و از ضعف و فروماندگی آن ضعیفه طفل شیر خواره را بر دوش در میان خارزار می نشسته باغبان پادشاه آن گل را در میان خارزار یافته و پرورده او را هرگز نام کرد و در عالم بالا بهر فرشتهاست یافته است نظم	آورد پدر و مادر از خدا خواسته بود و در پرورده و نماز و قصه آن دورست و دراز شیر و پنده اش از روم بولایت خود میسرده بر سبهای غیب و حالتی عجیب به اموازا افتاده و از ضعف و فروماندگی آن ضعیفه طفل شیر خواره را بر دوش در میان خارزار می نشسته باغبان پادشاه آن گل را در میان خارزار یافته و پرورده او را هرگز نام کرد و در عالم بالا بهر فرشتهاست یافته است نظم

اگر من دم زخم در شش ویش کسے کرد و روضش می شنیدی همه کشور از و پر جوش می شد شد آن چشم چراغ روی آفاق چنان آوازده اش خورشید فر شد	پریشانم روی آرو چو مویش ترنج و دست بنج و می بریدے که هر کس دید از و بپوش میشد بزور و علم چون ابروی خود طاق که چرخ از وی بپا آمد بسر شد
دایه خسرو شاه در همان چند روز چون فوت شد وزن باغبان اورا شیر داد و پرورد همه کس اورا پسر باغبان میدانستند پادشاه ابو ازرا دختری بود در غایت حسن و جمال و بی آریسته از زلف و خال مشنوسے	
گلش اندام و گلرخ نام بود چون نقاشان بطفش نقش بستند ببا م قصر بر شد چاشنگاهی بزیر بید هر فر بود دخت عرق بر گرد ماه او نشسته چو گل را ز گس تر بر مینفتا فرو سیرد آب گرم از دور جان بر چشم او زیر و زبیر شد میان راه مرغ نیم بسمل	اگر عاقل بیدی نقش ویش قلم بر نقش حسن او شکستند تماشا را بیا د تالب باغ ز صحن هوشیاری هوش فیه کند غم بر نیش خم گرفته دلش چون مانتابی بره فکود چو ابرو بباری اشک برین بینا و درستی بنخیر شد چنان پر سیزدان مرغ دل انگا
سمنبر خواهر بهرام بودے شدی دیوانه زنجیر مویش قصار گلرخ دلبر و ماهی نهادش آن تماشا بر جگر داغ خرد بر خاک راه او نشسته گل صد برگ او بشنم گرفته دم سرد از جگر بزد چو کافور چو گلبرگ از صبا افتان و خیزان چگونه پرزند در خاک در گل زهی عشق و زهی درد و زهی کا	
بعد از آنکه آن دختر را چنان کاری افتاد حال خود را با دایه در میان نهاد و دایه متعجب بسیار کرد و روی خود را به پانچ انگار کرد که دختر سلطانی را با پسر باغبانی چه نسبت و کسی در خاطر تواند گذراند میان این قصد و محبت چون دید که دختر بیج وجه متقاعد نمیشد و و هیچگونه آرام نمی گیر و بسبب ضرورت روزی باغ درآمد و بر هر فرز سلام کرد	

و با او خوش برآمد فاما دایه چون بنیاد سخن کرد و اظهار آن حکایت بی سرو بن کرد و برآید
آن از هر مزخنان سر شنید و دایه از گفته پشیمان گردید و دیگر هر چند بخود می نمود
سود می نداشت و دایه آنرا بسیار گفت و می پنداشت چنانکه با دختر جنگ میکرد و او را
از عشق هر مزمن می نمود و معر او را از لوح ضمیرش میزد و چنانکه کیبار او را دید که بر
بام میسر و دو با او خوشونت کرد و گفت **نظم**

در آن روز میزنی تا بار دیگر
توقف کن فر و آرام آخر
جهان بین نه جهان چون بنم آخر
بیکه بدن نمادش بر جگر داغ
چنان دل بسته او شد بیکاه
ز حیرت آب آمد در دهانش
چون گل را تحقیق میوست که

نیاید ننگت ای بد نام آخر
من نیم تو بر و بگرین به از من
چو شد بر بام هر مزمن بود در باغ
دل هر مزمن فیرو آه برداشت
برون افتاد چون آتش ز تابش
بموی زلف گل در بندش آورد

شوی بر بام و سازی کار دیگر
گلش گفت ای شده بی آگه من
و لم بر خاست چون نشینم آخر
لقاب غنبرین از ماه برداشت
که باران بهاری ریخت بر آه
چو دل سر در ره پیوندش آورد

که تیر عشق او تا بر در دل هر مزمن است و یقین دانست که مرغ دل او در دام مهرش گرفتار
گشت در آن گرفتاری بے آرام و بی قرار گشت **نظم**

وزان شادی جهان بر و چو کاه
بدو گفته چه بد یارب که گل دید
بدین وزت ندیدم اینچه سیرت
گلش گفت این زمانم از زمانه
دل او چون دل خود پیش کرد
چون دایه بر آن حال اطلاع

رخ چون کاه او گشته چوهای
که تا خود گل چرا پر خند داشت
ندانستم ترا چندین لیریت
که گل از خنده بیرون آمد از بون
شدم بر بام و کار خویش کردم
ازان زلفم سیاه است امروز

چو خورشیدی به پیش سایه آمد
چو دایه اینچنان دیدش عجب داشت
که یک ساعت پس از گریه بجنبید
چو خندان بگو احوالت آید و
یکی تیر آید آخر بر نشانه
زلفم کردش داغ جگر سوز

یافت و دوسه روزی دختر را نسکین داد و بعد از آن روزی باغ در آمد هر مزمن پیش او دید
و سلام کرد و دایه جواب **نظم** داد و هر مزمن دایه را با خود بکین دید

بر او رفت و گفت ای دایه آخر
 ز سرستی برون از پرده گفتم
 ز گل هم سوخت شیخ و هم کباب
 که بد باتونه با خود کرده ام
 بزاری گفت ای هر فردا گر نیز
 چرا پشت نباشد دایه بنده
 رسانم هر دو را چون ماه مهر
 اساس فعد در غلغله شاه
 بیامد دایه چون بادی بر گل
 چه آوردی خبر از دلستانم
 بواشت او کای گل در جهان
 که چون هر فرزند بیکوی نجات
 بسی دم دادش قصه بار
 ترا صبح ز وصل او بر آید
 بدو گفت ای بودل زنده جام
 فروشد آفتاب و مه بر آمد
 چو پاسی شد ز شتاب بفرخت
 بشکل آفتاب سایه دپس
 چو ماه او بخدمت راه گرفت
 گل خورشید رخ در راه افتاد

ببادم برده سر مایه آخر
 ز من کینه گیر ای سیم سینه
 وزین آتش ز سر گدشت اتم
 ز بس کن دید خون بگدشت برو
 نخواهم هرگز ز خوردن جگر نیز
 کنون رفتم بعد از این بر راه
 نشانم هر دو مه را چهر بر چهر
 زمانی رست شد مبعاد گاهی
 چو گل خندان سخن گویان جمل
 چه سانت پرسم از گرد آفر
 ندیدم همچو هر مزایک جوان من
 نسازی کار با او با که سازی
 چو رخی گوئه شد نیم داری
 چو گل از دایه بشنود این سخن
 چگونه شکر تو گفتن توانم
 نشسته بود هر فرزند نظر او
 چو خورشیدی گل سیرا بخت
 چو هر زدید رو گل کن من را
 زمین در پیش آمد ماه گرفت
 بنارش بر دوزخ چمن

سخنم پیش تو بخورده گفتم
 که ازستان کسی نگرفت کینه
 تو نیکی کن اگر بد کرده ام
 بزاری دایه گریان گشت برو
 چو جان گار خم از تست زنده
 کنم آن ماه را زین مهر آگاه
 ننگند القصه آخر در شبانگاه
 که جمع آیند خورشیدی و گاه
 گلش گفت ای گرامی تر ز جام
 بگو شیر آدمی یار و به آخر
 ترا این عشق ورزیدن حلا
 بنازی عشق با او با که بازی
 نهادم وعده تا چون شب آید
 رخش شد همچو گل آن سر و پا
 چو شد روز و شبی دیگر در آمد
 که تا با گل کند در باغ دیدار
 باغ آمد چو ماهی دایه دپس
 بخد مت بوننه در وی زمین
 چو سایه از زمین بر ماه افتاد
 فتاده این شکر لب ان سمنه

می ناخورد دست افتاده هر دو

شد چون بهیجان بی باوه هر دو



یکی چون ماه در تاب او قفاؤ
 بنخلو تگاه رفتند از لب جو
 باخ چون بسی با هم گفتند
 دو مغر و هر دو در یک پوست
 باخ چون شکر باشد بستند
 هم را هم عسله کارانی
 جهان بکار آمدند ندیکند

و گرد دست بر دل مانده آتش
 چون نختی طوف کردند آن دو
 که با گرخ مگر در گل کند
 چو با هم هر دو دلبسته بودند
 پیای افتاده و سرست با هم
 که گز مالت بود در زندگانی
 گل و هر مزینا سودند از کام

یکی را پای در گل مانده آتش
 و گر چون ماهی از آب و قفاؤ
 زبیبیری دل هر مزینا
 چو شیر و چون شکر با هم گفتند
 زده اسباب شادی دست بر هم
 به بسته بر کشاوه عمد بستند
 برین چون مدتی گذشت ایام
 ولیکن دور هم ماندند یکپند

مستند از تفرقه از انجا شد که پادشاه صفهان با لشکر عظیم
 اهو از آمد به طبع همین دختر و دران جنگ هر مزینا کارهای بهادرانه کرد و آن دختر بخود
 در جنگ گاه خود را به هر مزینا رسانید و او نیز کارهای مردانه کرد چون پادشاه اهو از او
 هر مزینا غالب شد مشارالیه بسیار معظم گشت و برسم رسالت او را نزد قیصر برد و فرستادند
 ایشان یکدیگر را شناختند و چون هر مزینا قید دختر بود از قیصر رخصت نمود چون به اهو از

رسید پادشاه اصفهان باز لشکر جمع کرده بر سر پادشاه اهو از آمدن کشته فانی
گشته و دختر را برده و آن ولایت را زیر و زبر کرده چون هرگز رسید و آن حالت
را مشاهده کرد و از حال دختر پرسید نقیر و قطمیر بدو گفتند آتشی در جگرش بر فروخت
و مغز استخوانش بسوخت در آن اثنا قاصدی از اصفهان آمد و کتابت گل رشتل
بر آنکه اگر خود را رساندی بنهاد و الا دیدار قیامت افتاد چون بعد از شقت بسیار و
گرفتاری در آن راه بهر کیفیت به اصفهان رسید و میسر گشت که با اتفاق از اصفهان بیرون
آمدند جمعی قطع الطریق در راه ایشان را گرفتند و دایه دختر و جمعی دیگر به قتل رسیدند
و عاقبت الامر از آنجا نیز خلاص شده بروم افتادند و سالها با هم بعیش و سرور و وقت
گذرانیدند آخر الامر هر فردی سر شمشیر خرگاه زده بخواب رفته افی در آن سر شمشیر او را

زخم زد و کشت شمشیر عطا فرمود	نظم ازین گردنده پرگار بسکند	نماند یکسوی گل چه خسرو
و آمدند باد می چون کنار	ببرد آن هر دو تن را چون بیا	چو چرخ پیرو خواری ندیدم
بجز خون خوردنش کار نمی	دلا تو خفته و هر زبانی	بدین وادی بی پایان بجا
فرورفتند تا چون خواهد آمد	وزین وادی که بیرون خواهد	چه دریا میست این دریا خواهد
که فی سرداردونی بن پیدار	بسی گردون بسر خواهد گشتن	گدشتت و در خواهد گشتن
بسی افلاک خواهد بود و تونه	غنت در خاک خواهد بود و تونه	اگر عشرت کنی صد سال پست
	شوی با خاک آخر بادوست	
	بجلس شصت و یکم	

خیر الحاکمین بن بکتگین که آقایی بود بر آسمان و طلع منصود و ظل مدود و سوری
از بوستان و صاحب لوا الحمد و المقام المحمود در تاریخ سیصد و هشتاد و نه جزای
مستولی شد و درسی صد و نود و شش قمار از گرفت و چند قلعه از قلاع هند مسخر
کرد و تاجانها و ایران ساخت در رسم کفر از میان هندوان برانداخت و چون پادشاهی

رست گفتار خوب کردار بود و در زمان دولت او مملکت ملت حضرت رسالت پناه و
 کمال انیت و تمامی امت بر اوست بودند اتفاقا در بانه که در آن زمان خلیفه بود او را
 یمین الدوله و امین الدوله لقب بخشید و چون در زمان دولت او مردم بر فاهیت
 بودند و راهها در غایت انیت از اطراف و اکناف تجار می آمدند و آنچه مطلوب بود
 می آوردند از آنجمله یک نوبت صد و بیست غلام ترک آورده بودند اکثر صاحب حال
 و در حد اعتدال و ایاز یکی از ایشان بود چون آن کاروان غلامان را بغرین رسانیدند
 مقومان ذوی البصیره را فرستادند که آنچه لایق باشد جهت پادشاهی بخزند و باقی را
 گذارند که به هر کس که خواهند فروشد در آن محل ایاز بسیار بود و بغایت ضعیف و
 نزار تمامی غلامان را قبول کردند و دست رد بر سینه اوزدند چون او را موافقتی تمام
 با آنجا عت بود و همه را نگاهداشتند و او را قبول نکردند و در محل بیرون رفتن فرو گزشت
 و در رفتن شراره که از شعله حیاتش مانده بود دیمرد و میز نیست حالت او در دل سلطان
 تأثیری تمام کرد کسی را دو اند و ایشان را باز گردانید فرمود که این یکصد و نوزده
 غلام را برای خود خریدم این یکی را از بهر خدایم و این بقیه را از این بقیه گردند در بارگاه سلطان
 محقر گرفت و چون مرضش بر طرف شد اوقات خود را بخش کرد و بعد از ادا می فرمود
 و نوافل یک طرقة العین از خدمت سلطان غافل نماند و نهال مهر سلطان را در
 زمین دل نشاند و به آبیاری مهر و وفا آنرا سرسبز و شاداب میبداشت چنانکه آن
 نهال هر روز لوئی دیگر بر می افراشت عاقبت آن درخت گلی نمود و غنایب دل
 سلطان را بر بود چنانکه در عشق او نه صبر داشت و نه آرام بر تبه که نمیدانست که خواب
 چیست بیداری چه شب که است و روز که ام و این بیت حضرت جامی حساب ایشان نوشت
 گفتی شبی بخواب تو آیم ولی چه سود
 چون من بعر خویش ندانم که خواب چیست
 چه ایاز را قابلیت حسن ملاحتی بود از حد بیرون هم در حسن صوری و هم در حسن معنوی

روزافزون لطم آفتابی بر آسمان امید کارا و روز دولت افروزی چشم او شیرگیر که مویست متواضع ز شاه تا به چشم خاطر شاه بود شینقه اش	بود ایاز آن به نیکوئی ممتاز سرو می از باغ رحمت جاو ابروش قبله صفا کیشان صف شیران از و گر کجاست در ادای حقوق خدمت شاه وز جمال و ادب فرقیه اش	از همه لعنتان چین و طراز جبهه اش نور صبح به روزی طاق محراب عتایدیشان تناسب ز فرق تا بقدم نشسته ز پامی بیگ و گاه شبی سلطان مجلسی آرست
---	--	---

چنانکه دل سنجوست اسباب عیش و طرب دران انبوه و تزیین و آئین نشسته دران بهر
گروه گروه چون دوری چند بگردند و شعله اثر می بقب دماغ سلطان رسید نظم

دست عشقش تافت و دهن عقل چشم بر طلعت ایاز نهاد بند در بند و حلقه در حلقه حلقه بر روی آفتاب زد رسم دین از میانه بر گیرد سایه ات باد بر جهان محو	شوق و صلیش بسوزد خرم عقل دید زلفی که از بنا گوشش بند صد جان و دل بهر حلقه خواست تا در میان زهر تار شیوه کافر می ز سر گیرد پیش از ان کت بکفر افتد کاه	نقد جان در ره نیاز نهاد سرگون سر نهاده بر گوشش سنبه خم گرفته تاب زده بند از عشق دوست ز ناز عصمتش با گان که بان محمود تیغ برکش به قطع این ز ناز
--	---	---



خبر اندر گفت ایاز نسا و	گفت کن لطف هر چه بپا دانا	قطع کن این کف مشکین را
ورنه بر باد سپید هم دین را	گفت ایاز از کجا نرم ای شاه	تا که باشد بموجب دلخواه
گفت از نیمه زانکه نیم شبست	رفت یک نیمه زین شبست	چون ایاز این سخن ز شاه شنید
نیمی از زلف خویشتن برید	چون ایاز که خسرو اقلیم استغنا و ناز بود از روی نیاز نصف	
زلف را برید پیش سلطان نماند و مجلس بر چشمش تاریک شد و بگردن نزدیک گردید		
چون بخود آمد گفت میت	زلف بریده را چنانی تاز تا رخسار	تاری بعاشقان پیوسته ز کلاهش
ایاز فی الحال ازان زلف که سر رشته اش بجای می کشید تاری چند بچید و بوسه داد و		
به پیش شاه نهاد و خطم	بوسه داد و پیش شاه نهاد	شاه دست کرم بیدل کشاد
ریخت چندان در روز و جوهر	بهر فرمان شنیدش بر سر	کرد در پیش آن شه والا
توانست که در سه بالا	چون شب به آخر انجامید و هر کس بگوشه بیار امید سلطان	
مست خراب گشته رفت بخواب چون صبح بیدار از خواب بیدار و اندکی بشمار شد از		
حرکات شبانه یاد کرد و دود از جانش بر آمد و روز عیش و طربش به آید نظم		
زلف بریده را گرفت بپشت	همچو ماتم رسید گان شبست	با دل خویش برگرفت خرد
که چه بد بود آنچه کردم و دوش	بود عمر در از زلف ایاز	رومی بر تافتم ز عمر دراز
نیمی از عمر خویش کم کردم	بر خود و عمر خودستم کردم	صبر پیش فدا دگر کم و گشت
که بجای نشستم که می گشت	روز بگذشت و او قرار نیافت	هیچکس از اهل باریافت
بر دربار جمله صفت بستند	فقط بهر بار نشستند	عنصری را شدند راهبنا
که بهر خویش را بشاه نهاد	بو که این عقد را کشاد و	رنج و اندوه را بپاد دهی
عنصری را چو دید شاه از دود	گفتستم ز شغل خویش نفور	حسب عالم ترا نه ده ساز
که بعیش شبانه آیم باز	عنصری بکیده و پستی گری را که از بریدن زلف ایاز بر دل	
محمود افتاده بود بکشت و آن دو بیت این بود که گفته اند چو ربا ع		

چو جامی بغم نشستن و خاستن است	گر عیب سر زلف بت از کاستن است
کار ایشان تحمل هم ز سپهر آهستن است	وقت طرب و نشاط دمی خواستن است
در حریفان فدا و جوش و خروش ساغر خرمی داد و دم شد داد فرمان که جوهر آوردند ساختش از سه باره جوهر پر روزی بعرض سلطان بایند	عصری چون ازان سخن نهم بر گرفتند بانگ نوشا نوش دست همت زبان و تخت افشانند دینش راسه بار و پر کردند رفت آن عقد جوهرش در دهان آتش در تمام عالم زد وقت شد زان ترانه خرم شد عصری را پیش تخت نشانند آن دهانی که رخت بروی ماند این تازه در گوش جهان
که رندی شیده الی گدالی میروپایی با ایا عشق بازی میکند و با چون تو پادشاهی انبار می میکند هرگاه ایا رنجوگان بازی بیدان میرو و این دیوانه سرگردان میگردد	
خوانش محمود و گفت ای گدا عشق بازی راز تو کمتی نیم تو جهان داری ولی افروخته صبر کن با در دجبران کینش گفت زیرا که چون سرگشته است بیسرو بی پابجان افتاده ایم گر چه همچون گوی بی پادشاه از پی او میسر و د آخر ایام من نمی یارم بصلش بوی بو دعوی افلاس کردی پیش من گفت تا جانم بود و مجلس نیم جان نشان در نی کن دعوی عشق	و در پی گوی و دان میشود نظم زند گفتش گر گدایم گر نیم هست این سرمایه بی سرگی ساز و صل بنا چه تو داری پس جمله چون برگوی میداری نظر هر دو در گشتگی افتاده ایم کاسپ و نفل بوسه گاه گاه گوی اگر چه زخم و ابقیاس نیستم او در پی و من پیش از او شهر یارش گفت ای در یوش من منطقی خویش را داری گوا در تو ای محمود کو معنی عشق
خواستی هم کاشک با پادشاه عشق و افلاسه در بهایی عشق را باید چو من دلخسته شاه گفتش ای زمستی بی خبر من چو او داد و چو من آغشته است دولتی تر از من آمد گوی راه لیک من از گوی محنت کش ترم من اگر چه زخم دارم پیش از او گوی صلش یافتن ز من گوی گر نیگونی دروغ ای بینوا مدعی ام اهل این مجلس نیم این گفت بود جانش از جان	

داود جان بر روی جانان گمان	چون آید آن ند جان بنگاه	شد جهان چشم شاه آندم سپاه
گر تو نزدیکت جان با نیستی	تو در آتا خود بینی دست بزد	چون در آئی تا خبر گرد ترا
عقل و جان زیر زور برگردد	در تاراج چهارصد و بیست	و دو سلطان در خراسان مردود

ایاز نیز در همان مفارقت الم جان پیر

سیمان جسم جاگیتی پناه	سپهر فلک قدر انجم سپاه	ابوالفتح سلطان جلال الیز
-----------------------	------------------------	--------------------------

ملک شاه بغایت خوبصورت و خوش قامت بوده در چهارصد و چهل و پنج متولد شده و در چهارصد و شصت و پنج به سلطنت نشسته پادشاه مساعد بخت موافق روزگار گشته جمله اسباب سلطنت او را جمیع و شصت و دو دولت مناسبت نماید آسمانی و موفقی و موفیق ربانی پدران او جهانگیری که دند و او جهانداری ایشان را کار درخت نشانند بود و او را به بخورداری در زمان دولتش را به شصت و دو اعدا مقهور سپاه مطیع و رعیت خوشنود و بلاد معمور از اقصای مصر تا خان بالین که پای تخت ختامی است در تصرف داشت و در تمامی آن بلاد از روی عدالت تخم مهر در زمین و لما کاشت یکچندی در میدان مراد گوی سلطنت زد و اسب کامرانی تاخت و بر بساط ملک شطرنج شاهبخت روی بهیج مراد نهاد که حاصل نشد و عاشق بهیج محبوبی نگشت که بد و وصل نشد روزی از تخت خود برستم شکار سوار شده قریب پانزده فرسنگ رانده بود و از لشکر جدا ماند از دور نظرش به خانهای مردم صحرا نشین افتاد و هواد رعایت گرمی بود و تنها بدان خیل رسیده آواز داد از خرگاههای ماهی بیرون آمد و بدان آفتاب و بر مقابل نشاند چشم سلطان که بر خواره آن جوان افتاد و فریفته و شقیقه او گشت فرمود که چون بنزد شاه نزول میتوان نمود و لحظه در سایه شما میتوان آسود آن جوان سلطان را شناخت و خود را در پای اسب او انداخت و گفت بیعت

کرم نسا و فرود آ که خانه خانه است

رواق منظر چشم من آشیانه است



در زیر قدم سلطان جامه به تکلفی داشت بنده اخت و پدر خود را همان لحظه خبردار ساخت
 در آن محل از ملازمان سلطان قریب بسیاری کس که در محبت مانده بودند رسیدند و سلطان را
 دیدند خوش رقت و خوشحال و جوانی مروه بدست در غایت حسن و جمال او به باد زدند
 و بخدمت سلطان مشغوف و پدرش بطبع کردن مشغول ملازمان را معلوم شد که سلطان
 دل بپاد داده و از شراب عشق مست افتاده سلطان در منزل ایشان شب توقف
 نمودند و پدر آن جوان خدمت های لایق کرد و پیشکشهای بسیار از اسبان اعلی و شتران
 بختی توانا و گوسفند آن سفید موی و سرخ و کبود و سیاه جدا جدا بسلطان پدر او را
 طلبید و نوازش بسیار کرد و در آخر می سوار شدن آن جوان را پس خاص و
 خلعت های پادشاهانه عنایت فرمود و پدرش را انعامات و سوره غالات ارزانی داد
 و دل سلطان یاری نمیداد که از آن منزل بیرون آید هر زمان بخشش دیگر کس
 در میان می انداخت و شعله عشق هر زمان در جانش علم دیگر بر می افراخت از پدر

آن جوان پرسید که نام پسر تو چیست گفت تا غایت خاص بیگ نام داشت این نام
بنده خاص بیگ است هر نام نکند فرمود که پسر تو هرگز ملازمت کرده عرض کرد که ملازمت
نکرده فامادوش با خود نذر کرده ام که او را ملازم سلطان سازم نزدیک بود که از آن
شادی سلطان را جان بر آید و نقش هستی را از لوح وجود بزداید گفت ما پسر ترا بفرزند
قبول کردیم خاطر جمع دار و مهت از جانب او باز مدتی بعد از آنکه فرصتی که در خدمت
سلطان بود کار او رونقی تمام یافت و صاحب هزار نوکر که شمشیر دار گشت و شجاعت
و بهادری او بر تبه بود که در اطراف و اکناف برورشک میبردند و مدتها حسن او بیک
قرار مرکب بر سر میدان ملاحظت رانده بود و هر ده سال در هر ده سالگی مانده و انوری
در مدح او اشعار بسیار دارد از آن جمله است این که نظم

در خدمت دولت شاه عجم سر بر فلک دارد	بلی سر بر فلک آرد و چون بخاند رسک دارد
سرافرازی و غواصی نباشد شاخ و بخی را	که آب از چشمه شمشیر تنیز خاص بک دارد
بقا بادش اندر عز و دولت بالک بهر	که اندر خدمت خسرو بهر پیش از ملک دارد

خاص بیگ را اخباری بر خاطر از اتباع سلطان نشسته بود و اندکی رنجیده و روزی از
سلطان رخصت طلبیده که بمنزل خود رود و پدر و مادر و اقربای خود را ببیند و ایشان
نیز مشاهد چشمه و آب و انمایند و دوسه روزی شکاری کند و بعد از آن بلازمیت
آید بحجت خاطر او سلطان اجازت داد چون خاص بیگ عنایت نمود سلطان تا شام

بهز نوع با صبر و شکیمبانی توانست بود که فرد	روزها با این و آن هر گونه باشد بگذرد
وای جان من در آن شبها که تنهای شوم	چون لشکر شام بشین چون آورد و بیاطقتی او

گریبان گرفته از کج قرار و آرام بیرون آورد در شب در صد و بر شمردن غمهای کهن
آمد و همچون مجنونی با خود در سخن آمد و گفت چه فساد کجاست جویم و گر جویمت کجایم
عجم که داند و بهر دو خود گریه

نظم غمخیز دیده دولت زمانه	مگر از خوشدلی یابم نشانی
---------------------------	--------------------------

برآ از کوه صبرای صبح امید	دل مرا چشم روشن کن جو خورشید	بساز ای بخت با من رو بچند
کلیدی خواه و بکش از من این	ز سر بر کن این طالع گرانی	رها کن تا توانی نمانی
قاصدی را پیش خاص بیگ فرستاد و زبان اعتذار بر می بکشد و نظم		
به عیاری برآید دست دینی	بر انگن شکر غم رشکستی	بگر در تاب دل در موج شکستی
گر آری جمتی و قشش کنوت	نه زین افتاده تریابی ضعیفه	نه زین جان باز تریابی حریفی
نخواهم کرد بر تو حکمرانی	اگر م زین بهتر کرداری تو دانی	چون قاصد متوجه شد آئینه
خاطر خاص بیگ که چو به صیقل محبت تعفیفه و تجلیه تمام یافته بود و هر چه بود در و پیوندد فی الحال ازان عکس پذیر شد خویشان و کسان و ملازمان خود را گفت نظم		
نسیم دوست می یابد و ما غم	خیال کنج می بیند چهره غم	که امین آب خوش را چنین جو
که امین باد را باشد چنین بو	مگر بر ما گذشت آه سوخته گاه	گره ز دانه را به طرث خرمگاه
مگر وقت شدن طالع خوش شید	زرافشان کرد بر گلزار حبشید	مگر سروی ز طارم سر بر آورد
که ما را سر بلند می در سر آورد	مگر باز سفید آمد فرادست	که گلزار شب از زانغ سیه ست
مگر باد بشت اینجا گذر کرد	که چندین خرمی در با اثر کرد	مگر اقبال شمع نور افروخت
چون قاصد سلطان رسید آن شبش بنگاه داشت و کتابی نوشت و صباحش باز گردانید و مضمون کتابت این بود که نظم بدین کز توشی نشی نمودم		
تواضع بین که چون رام تو بوم	ندارم هیچ در دل پادشاهی	ولیکن رنج دل چند آنکه حوا
تتم ترسد ز بچران چو دستر شد	تشی چون از محیط خون ترسد	لکه کو بخت زان گشت و دم
که بخت بد لکه زد بر فتوحم	چو بی زلف تو بیدل بودم	دل خود را به زلفت بایستم
چو فرمائی کمر بندم بدین کا	ورت باریست تا بر بندم این	ولی کرش نوازش کرد و خوا
چون قاصد رسید سلطان دران عشق بیمار شد و صاحب فرارش گردیده بود و دران بیماری از اصفهان بضرورت بجانب بغداد بایست رفت		

خاص بیگ چون خبر بیاری سلطان شنید به تعبیل تمام خود را بملازمت رسانید و بدید که سلطان بر بستر افتاده و دل بر مرگ نهاده مضمون این مطلع بر خاص بیگ اند مطلع
 بیمار غم عشق ترا کار خرابست | افتاده گوی تو که بر بستر خوابست | روز و شب خاص بیگ بر
 بالین سلطان بود و یک لمحہ نصیحت نمی نمود چون سلطان به بغداد رسید بعد از هژده روز
 در گذشت عاشق شوال چهار صد و هشتاد و پنج سلطان بجزارتی پیوست و خاص بیگ
 در دوازدهم شهر مذکور همان سال

مجلس شصت و سوم

خورشید فلک رفعت جمشید اہبت انجم سپاہ سلطان محمد بن ملک شاہ قطم

پادشاهی بود پس عالیتقام | تا بغرب از شرق قطعش تمام | ماہ رخ بر خاک راہ آن شاہ را
 جاہ او در رخ نهاده ماہ را | بود سلطان را یکی عالی وزیر | در بزرگی خرده دان و خرده گیر

یگانہ عصری در تیر ذہنی و نکته دانی اسم و نسبش غزال ملک عبد الجلیل الدہستانی ویز

وزیر اسپری بود بر سپہ حسن و ملاحات آفتاب عالم آرا قطم | بر تخمیز دواز یا ضحیٰ حرمی

در جهان محبوب تر ز نو آدمی | زلف او در رخ بسی مضبوط داشت | در سر ہر موی صد عجب بہ دشت

نگس افسونگارش در دگر | دشت در ہر گوشہ صد ساحر | شرح رعنائی آن زیبا سپر

گر دہم عمری کجا آید بسر | و این سلطان محمد ملک شاہ آرزوی اہبت و شوکت و

خیل و سپاہ داشت قطم | گرچہ شاہی سخت عالیتقدربو | چون ہلالی از غم آن بدر بود

بد چنان مستغرق عشق سپر | کز وجود او نئے آمد بہ سر | شہش بنشاندی روز می راز

رازمی گفتی بدان مہ چہ باز | چون شب تاریک گشتی امسکا | شاہ را فی خواب بود فی قرا

آن سپر خواب فتنی پیشاہ | شاہ سیکردی بروی او نگاہ | گاہ گل بر روی او نشاندی

گاہ گرد از موی او افشانند | فاما بسی بعد ایش انداختہ بود و مقیدہ خودش ساختہ چہ | یار اسی آن نداشتی کہ یک لمحہ از مجلس سلطان بیرون شد میت گر بر فتنی یک دم از پیشش

شبه ز غیرت سرگندی از تنش | ناگاه بی اختیار از اقصای زمان چشم آن جوان بر رخسار
 و ختری صاحب جمال که در جو آن پادشاه عالی مقدار بود افتاد و دل از دست
 بداد آن دخترانیز همان حال واقع شد که پسر داشت و تخم مرآن خورشید پیکر او نیز
 با غنچه دل بکاشت فرو | آه منج در تخم دژین کو می بایع | تخم مری کا تخم تا چون براید کشت

در کمین فرصتی بیبوند روزی می پیبوند آخر الامر نهان هر دو با هم ساختند و شبی طبع
 صحبته انداختند در آن شب چون پادشاه شراب بسیار خورده بود و فرود رفته آن هر دو
 در گوشه با هم نشستند و در بروی خلق بستند نیم شب سلطان از خواب بیدار شد پسر
 نیافت همچون برق که از ابر سیاه بجهد در آن شب تا آتش و از از جای خود بچست
 و طلب و ثبات این طرف و آن طرف تا عاقبت پسر ایشان پس نظر بر دوتن را دید در یک پیر

چون دو جانی آمده در یک بند | چون بدید آن حال شاه نهان | آتش غیرت فداش در جگر
 مست عشاق انگلی سلطان کرد | چون بود معشوق او با دیگری | گفت آن شاه بزرگ نامو
 در میان حال آن زیبا پسر | آنچه من کردم بجای او بی | هیچکس هرگز نکرده آن کبسی

تمامی کلید گنجهای من او را در دست و سر سرافرازان آن درگاه که از سر بلند می بگوین
 فرو نمی آمد چون خاک راه او همه پست مرا روز و شب هم از و همدم و در خفیات ضمایر
 محرم بایستی که او بدین حال مباحث کند روا باشد که عاقبت الامر با من این نوع
 مکافات کند چون برین نوع مشا هه کرد حکم فرمود که آن پسر را پوست کنده بردار
 کشند چون وزیر را استماع افتاد درخواست کرد که سلطان در حالت مستی حکم کرده
 و چون بیدار شود و بشیامان خواهد گشت از زندان عوض او دزدی آورده
 پوست کند و بردار کشید و زربیا را بخلایان داد و پسر را باز خرید چون سلطان از خواب
 بیدار شد از آن حال استفسار نمود عرض کردند که بموجب فرمان او را سزگونی سار کردیم
 و عبرت اهل روزگار گردانیدیم آنجماعت که قتل او منقوض بدیشان بود و عیشتان پادشاه

شاه گفتا همچنان تا دیرگاه جمله را دل در دکر و از بهر او روز تا شب ماتم آن ماه بود شش پشیمان گشت سخت از کجا خوش جان او میوخت از درد و فراق باز می نشناختندش کسی چون آمد شب برون شد شیرا	سرافراز گردیدند و مطبوعی که داشتند رسیدند نظم چون رسید این قصه تل شمر او همچو باران خون گرتی در دنیا بعد رو کردند بی دل از خویش در خمار هجر چون داشتست در نظاره آمدند آنجا بسی دیده پر خون کرده سر خاک ا	خوار بگذارند بر داشت تبا از که و مه هر که دیدش آنچنان شهر پر درد و دریغ و آه بود بود دایم از شراب و مصلحت گشت بمصبر و قرار از شتیق در پیشانی فرد شد پادشاه
--	--	---

دای و پلاکان بزیر در آمد و در خاک و خون گردید و کارش بجنون انجامید از آنرا بگریست و میگفت نمی دانم که دوا می این در چیست فرد	بغیر از آنکه غم سینه پاره کنم خوابش بر بطلعت او پیش نمود شاه گفتش کامی لطیف جانقا وین چنین از بوی فانی تو ام یار بایار خود آخر این کند	بدانم آنکه چه سازم و گر چه چاره کم فقط روی همچون ماه او در آفتاب از چه غرق خون شدی سرتا بیا باز کردی پوست از من بگناه کافر مگر هیچ کافر این کند
---	--	---

سربری دستر نمونارم کنی



شاه چون این خواب دید بیدار شد و چون مار بر خود چسبید و بحسرت بسو و دار مینگرست

و میگرد و میزنیت غنومی همچو من هر گوشه گشت خود که کرد در میان خامشی بهیوش شد چون ز حد بگذشت در و پا داشت پس فرستادش سو شاه جهان در زمین افتاد پیش شمشیر می نذاختم تا چگویم بعد از آن هر چه گویم بعد ازین بگفتنیست هر دو خوش رفتند تا ایوان خاص این مقامات ره جیرانی است جان پسر ساز و درینمیدان دراک روی نماید تر اگر دمی درو	گفت ای جان و دل بی حاصلم آنچه من کردم بهت خود که کرد عاقبت بیک عنایت در رسید بود پنهان آن وزیر آن جایگاه آمد از پرده برون چون نه میخ همچو باران اشک میبارید زان شاه در خاک و سپرد خون قناد در چو در قهرست هم نهفتنیست بعد از آن کس وقف اثر است یا اگر دیوان سرگردانی است در چنین منزل که شد دل ناپدید گر نیائی از سر دمی درو	خون شد از تشویر تو جان و دم اینچنین می گفت تا خاموش شد شکر با بعد شکایت در رسید رفت و ظاہر ساخت آنه را نمان پیش خسرو رفت با کرباس تیغ چون بیدار آناه را شاه جهان کس چه اندکان عجایب غن یافت چون شاه از فراق او خفا زانکه آنجا موضعی انجیاریست از سر در درین دیوان و آری بلکه شد هم نیز منزل ناپدید در و محل کن که دران دست
--	---	---

در دو عالم دار و جان در دست

و پادشاهی در چهار صد و نود و هشت و مدت سلطنت سیزده سال و مدت عمرش سی و

هفت سال و چهار روز بود

مجلس شصت و چهارم

مقامات معانی خوان نفقات سجد علی ابوالمنظر امیر سید اسماعیل کیلی در علوم ظاهری و باطنی از تفسیر و حدیث و فقه و کلام و حکمت و منطق و موسیقی و غیر آن و ریاضی و غلی تمام داشته و بشکرت برادر خود امیر سید ابراهیم مدت دو اوده سال حاکم گیلان بوده و دران مدت ملاحظه را بحسب اوضاعه تمام شده چون میان برادران مخالفت

سنت صد و ریافته و منجر بدان گشته که بخار به و مقاتله رسیده و امیر ابراهیم را کیلانات
مضطرب گردانیده و مثل سلطان بنجر بادشاهی عظیم ایشان را حیران ساخته چون امیر عامل
از مکه معظمه باز گردیده امیر شرف الدین عبداللّه معروف به ابن سبکینه در مجلس خفیه
مدامی او بسیار کرده و خلیفه را بد انجمن محبت بسیار با او پیدا شده و اکثر اوقات با هم
می بوده اند تا آنکه حضرت زنده پیل احمد جام به انتصاب سلطان بنجر یکی از مریدان
مخصوص خود را به بغداد فرستاده و از ولایت عراق دارالعباده یزد و بهیاباد و
کوناباد گرفته بود و تون و ترشیز و قاین را تسخر کرده و طبرستان کی را مقام خود ساخته
و ملاحظه را تمام برانداخته و متاصل گردانیده سرداران ایشان را بعضی در سلاسل و
و اغلال کشیده و بعضی را قتل رسانیده و جمعی دیگر که بوذ و اند گردن اطاعت نماده
ملازم او شدند و این جمله از کرامات شیخ الاسلام احمد جام بوده که تشکّل امور سلطان بنجر
شده بودند و چون امیر اسماعیل تمام قتلانات را از حیطه تصرف ملاحظه بیرون آوردن
آن ولایات را که مذکور شد بدو تسلیم کرده سلم داشت و تبرکات بسیار فرستاد و خلعت پادشاه
ارسال نمود چنانکه در سیرت حضرت زنده پیل احمد جام نوشته شده امیر اسماعیل یک نوبت
به نیشاپور آمده و امیر آنرا پسری در غایت حسن و جمال داشت صباحتی و ملاحتی بکمال و
قاحتی در غایت اعتدال و قائل این رباعی همانا خطاب کرده بدو گفت رباعی



ای قدر تو معتدل نه بالا و نه پست فی الجمله چنانکه چنان می باید	وامی چشم تو مخمور نه بشیار و نه مست گس را چو تو معشوق نبوده است و نه
<p>و با آنکه حضرت شیخ را با او تعلق بسیار بوده امیر اسماعیل زیاده از همه شیفته او شده و آن جوان مصاحب امیر اسماعیل گشته و میان حضرت شیخ و امیر اسماعیل اندک جدا شده حضرت شیخ سفر حجاز اختیار کردند و امیر اسماعیل قاضی نیشاپور را گرفته و امیران نیز گزاف تارشده و آن جوان نیز همراه امیر اسماعیل طبس کیلی رفت امیر اسماعیل خوابه بدو داد که داروغه آنجا گذاشته و خود با امیر اسماعیل و طبس میبود و امیر اسماعیل بدان جهت مستولی شد بر ملاحد که بعضی دانایان ایشان را الزام داده بودند این مسئله که نسبت صوری داخل نیست و لازم نیست که امام تفویض امامت بفرزند خود کند اصل نسبت مغنویت نیست برادر و پدر و اصل نسل نیست که خویش عشق بماند نه خویشی نبوی و بدین سبب چهار دانگ از ملاحد ازان مذہب اضراب کرده دست متابعت بامیر اسماعیل داده بودند و آن جوان نیز در اول آن مذہب دشت ازان مذہب گزشت و دیگران امیر اسماعیل برگشت و چون آن مردم تابع شدند قادر گشته اند بر استیصال آن عجمت و چون آن قوم را بر طرف ساخته و تمامی قستان از ایشان پاک کرده اند و طبس کیلی مسجد جامع و مدرسه و بقاع خیر دیگر در قستانات برین منوال عمارت ساخته و در اینجا پانصد و پانزده از عالم رفت و قبر او در جوار مسجد جامع طبس کیلی است در گنبدی که در او</p>	
در دیون مسجد است	
مجلس شخصیت و پیچیم	
<p>آئینه حقیقت نامی عاشقی و معشوقی سلطان مسعود ابن سلطان محمد بن ملک شاه سلجوقی پادشاهی بود با فر و شکوه در ثبات چون زمین و دور و قار چون کوه دران زمان از این برج خوبی همچو او مای بر نیامده و به شوکت او پادشاهی نبوده و در ویش مشرب</p>	

تیز فم خوش اخلاق دریا بنده اسرار نفس و آفاق در زمان دولت او خلایق عالم
 آسوده و در شادی بر جهانیاں کشوده میگویند که روزی غلامان او در حد و دایره
 در صحابه فتنه انگیز نام جوانی که پسر ترکمانی بود از نقیه عزان که به آذربایجان آمده بودند
 رسیدند دیدند جوانی ماه زحار بر آبی بغایت خوبی سوار طمع بدین اسپ کرده او را
 در میان گرفتند و گفتند اسپ را با بفروش گفت این اسپ پدر من است و مرا اختیار
 فروختن نیست الحاح بسیار نموده اند ابا نموده غلامان دزدیده بهم نگاه کردند و ریافت
 که میخواهند که او را بگیرند چون در کمال فطانت و کیاست بود و دولت و اقبال روی
 بومی داشت و هیچ طرف راه گریزنداشت باز پس گریسته راه کشاده دید عنان بگردید
 و اسپ تاخت غلامان نیز از تعجب او پاشنه زدند از اتفاقات حسن سلطان سوار شده
 از شهر بیرون می آمد این جوان رسید و خود را پیش سلطان از اسپ بنیداخت خیال
 کرده که یکی از امر است گفت ای امیر جمعی از خیل شمامی خواهند که این اسپ را از من
 بگیرند و من بی اذن پدر نمیتوانم فروخت بفرماید من رس سلطان را چون نظر بروی
 افتاد فریفته و شیفته گردید گفت تا بذا بشیران بذا الا ملک کریم یعنی این شکل مقدور
 بشر نیست فرشته است همچو سروی از باغ نعیم و او را نیز در حسن و جمال و قد و قامت
 به اعتدال او چون نگاه کرده او را بدان نقاب دیدند انگشت حیرت بدندان گرفت
 و اله او گردید سلطان یکی از امرای خود را فرستاد که گیرنده اسپ او را پیدا ساخته
 حاضر گرداند آن امیر بسیار طلبید از انجماعت کسی را نیافت سلطان دانست که این
 بی ادبی غیر از مخصوصان او از کسی دیگر نمیتواند بود که واقع شود کسی را فرمود که در میان
 غلامان نیک ملاحظه کن که اسپ که ام غلام غرق عرقت آنکس را بیا و آنکس حسب حکم
 تفحص نموده در میان غلامان چند می را بدان نوع یافته انجماعت را پیش سلطان
 حاضر گردانید سلطان از ایشان پرسید آنچه فتنه انگیز گفته بود تصدیق نمودند فاما

گفتند که ما سپ را بخت پادشاه میخریدیم و او را از رومی مطابقه میسرسانیدیم سلطان
در خانه پدر فتنه انگیز فرو داد سلطان را خدمتنامه می شایسته کرد سلطان فرمود که این
جوان پست گفت بلی گفت این اسپ تست یا اسپ او گفت اسپ فقیر است پسید
که اسپ را می فروشی گفت اسپ را شکیبای سلطان میکنم و پسر خود را ملازم میازم و اگر
اشتباق توقف میفرمایند اسباب ضیافت لایق شاه مرتب میگردد و نام سلطان بغایت
مسرور گردید و فتنه انگیز را همراه بر دو به اعلی درجه دولت رسانید و در همان که پای

تخت او بود و چند وقت بفرغت با او عیش میکرد و نظم	چه فرخ ساختی باشد که تقدیر
و عاشق کشد با هم تباه	کسی کجا بوسل آرام گیرند
که از لبا نصیبان ربانید	کسی کین خوانش رشتین
کلید و لوتش در استین است	فرود گذار شکر حق گذاران
بر آتش نه برای چشم بندی	که گردون گرچه چندین دیده دارد
و مردم را بهم دیدن نیارد	مگر جز او یا خود فرقدانند
شرف زانست مه را در ثریا	بنات انشاقا دارش در
پراگندست از آن نازده است مجور	زمانه خود پراگندن تواند
پس از عمری بود پیوند خویشا	دختری کش زمین صلال پرورد
براد باد از دور یک زمان گردد	به پیوند وفا داری زیاری
قران سعد چرخ از آفرینیت	آخر میان آتاک که امیر الاطرا
گهی خوش خوش بشک و جام گیرند	
که از دلها غبار غم زدایند	
اگر جمعیت داری زیاران	
بدفع چشم بدوایم سپندی	
دو تن که چرخ دایم در قرانند	
که انجمیت دارد صیت	
تو کوش کن که صحبت جمع نه	
شود صبح جمع در یکدم پریشان	
غنیمت داشت باید روزگار	
که یار دلپذیرش نمیشینست	

او بود فتنه انگیز نزاع شد و امرا با آتاک اتفاق داشتند بالضرورت فتنه انگیز را بجانب
بغداد فرستاد و در گهای شریان را در فراق او انشما بکشد و از دیده اشک می نشاند

و مضمون این ابیات میخوانند نخستم اول شب تا سحرگاه	شبی دارم درین درد و جگر سوز گهی در زهره بنیم گاه در ماه	که تا روز قیامت میتش روز تو ای خفته چو شمع صبح بی سوز
--	--	--

چه دانی حال این شبکابی رو همه شب چشم حسرت برده باد بآسان چون توان از جانانی عشاقها جاودان فرما ز آبش بدوران تو چشم فتنه در خواب تنم شد استخوانی ز آرزویت که پوشم ناله را در خموشی کنون که بخیزد می شعله تیرم خاق	در صبح امیدم بی کفایت مگر وقتی ز بوی تل کنم شاد و گره آن نگار سر و بالا بملک هفت کشور پاوشا باش چنان ماندم بکنج خانه نوید بسویم هم گسکه نامد ز کویت دهن برد و ختم از ناوک آه ندارد برگ تن این جان شتاق	که پایان شب غم ناپدیدت مرا جانیت عشقت نی هوای کشاد از لعل تر لولوی لالا مبادا بتو جوی ملک را آب که از سایه نه بنیم روی خویش بسی کوشیدم اندر پرده پویی فرخوردم سناهای جلگه گاه در جامی الاخر همان سال
---	---	---

سلطان در فراق فتنه انگیز میارشد و در شب اول رجب همان سال که پانصد و چهل و

هفت بود بجزارتی پیوست

مجلس شصت و هشتم

زمینده تاج خسروانی و بر ازنده دواج اسکندرانی سنجر بن ملک شاه الب ارسلان پادشاه
رعیت پرور و سپاه دار و داد گستر بوده و رسم و آئین خسرومی و جهانبانی و قوا و سلطنت
و جهانداری نیکو میدانست و از ابتدای سلطنت در خراسان تا چهل سال نوزده فتح کرده
که هیچ وقت او بر کستی نیفتاد و خطبه او از حد بلاد کاشغر تا اقصای بلادین و مکه و طائف
و مکران و آذربایجان رسید و بعد از وفاتش تا یکسال در اطراف جهان هنوز خطبه
بنام او میخواندند و خراسان در عهد او انتشار علوم و منبع فضایل و معدن هنر بود و چون
فرمان او در مغرب و مشرق نفاذ یافت امرای او در اطراف و اکناف دست
تطاؤل کشودند و بر رعایا و زیردستان بنیاد ظلم و زیادتیا کردند ابتدا اعیان عشق
او از انجا شد که روزی بر سم سیر در کوه و دشت میگشت بکناز خشک رودی رسید
و دید که در زیر پلی که برین رود بسته اند چند درویش حلقه زده در سایه نشسته اند

و جوانی در غایت حسن و جمال در مجلس ایشان نشسته سلطان رهیل صحبت ایشان شد
 فرود آمد و در سلک ایشان منخرط گشت و ویشی که پیر و پیش قدم ایشان بود سر در
 خرقة مراقبه داشت از آمدن و نشستن سلطان بدان می مانست که وقوف نیافت اما
 سائر درویشان و آن جوان تعظیم سلطان کردند و بجهت تمام نشستن بعد از ساختن
 آن درویش سر بر آورد و با سلطان بسخن درآمد و گفت تا این لحظه میان جان پادشاه
 مناقشه بود زبان میخواست که سخنی چند بعرض سلطان رساند جان می گفت گوی که
 اگر میگوئی من میروم و ایمان میگفت گوی که اگر میگوئی من نمی باشم من حیرانم
 که به سخن جان گوش کنم یا پیروی ایمان نمایم حضرت حق در سر من نداده که جان پادشاه
 قبول حضرت نیست عاقبت ایمان غالب آمد اگر رخصت باشد بگویم سلطان استعفا
 گفتن کرد و در ویش گفت آنچه در مملکت سلطان میرود اگر سلطان نمیداند سلطان است
 و اگر میداند و رواییدارد و منع نمیکند مسلمان نیست آن مرد چون حقانی بود سخن او
 و ردول سلطان تاثیر عظیم کرد و اوقات خود را به تفحص و تحقیق نمودن امور ولایات
 و حال رعایا و مال برابراورد و چنانچه تمامی ناشایست و ناپایست از قلم رو خود محو
 گردانید و دفع ظلم ظلمه نمود و اعانت مظلومان فرمود و این از محض غنایت الهی بود
 و چون امرای سلطان بنجر البغف بر سرگران بردند و ایشان از حرکت سلطان پنهان
 اندیشناک شدند آئین قرحی را که در غایت حسن و جمال بود فرستادند و پیغام دادند
 که ما پیوسته از بندگان مطیع بوده ایم و سر از حکم و فرمان نتافته ایم اکنون صد هزار
 دینار و صد غلام حنائی سیاه سومی و سیاه چشم دراز قد بلند گردن باریک میان ما هر
 خورشید طلعت میدهم و چون آن رسول تمامی این صفات موصوف بود و سلطان
 او را در مجلس درویشان دیده بود چنانکه مذکور شد و مهر او در دل داشت و مدتی
 در فراق او بسر برد چون نظرش بر او افتاد کیبارگی شیفته او شد و ببطاقت گشت

چون رسولی اینچنین عجز و بیچارگی ایشان را و اعتراف بگناه بعرض سلطان رسانید
 رهنی شد بدان و عنان بر تافت امر او نفی آن مبالغه بسیار نمود و دوسلطان را
 بر سر ایشان بردند و چون سلطان در دست ایشان گرفتار شد عاقبت الامر امین
 قرحی شبی پنهان پیش سلطان آمد و برسم کشتی سوار شدند و با جمعی انخصوصان از
 آب گذشتند و سلطان را خلاص کردند چون خبر باطراف و جوارب رسید مردم هجوم
 کردند و لشکری بسیار بر سلطان جمع شد و عشق سلطان با آن جوان هر روز زیاده شد
 به سبب حسن و احسانی که از نسبت بسطان واقع شده بود و مرغ جان او را از نفسی
 چنان رها نیده و ظاهر آدلهوی برای حبس او گشته غول

چه اقبال است این یارب که دولت او را کمر بند من آمد نزد من خنده زمان مشب بحمد الله که بیداری شبهایم نشد ضائع بتشویش و بل رنج مشوای نوبتی مشب نماند می کنم این تا قیامت می کند یارب رسید می همچو شاخ گل که امی باد آورد چه گوئی خسرو اینچنین عذیت وصل نابود	که در کوی فراموشان گذر شد یار زیبار توقف کن که لخته بنگرم پروین و جوار بدیدم خفته در آغوش خود آن سر و بالارا که خفتن در بر یار است بیداران شبهار که خواهم تا قیامت یاد کردن این تماشا که هرگز نمی پرسیدی بیک شاخ گلی مارا خیال است اینکه ره دادی بسوی خوشی را
---	---

نوبتی همستی صحبتی پنهان سلطان با آن جوان میداشت و آن جوان چون در غایت حسن
 و جمال بود اکثر ملازمان سلطان برو عاشق شده بودند و روشک بود و اختلاط کردن
 آن صحبت در شب اتفاق افتاده بود و آن جوان شب در خرگاه سلطان می نمود شب که
 سلطان بیدار شد و او را نیافت بغایت متغیر شد حضرت شیخ عطار آن حکایت را در این نام

آورده چشم	زیر آن مستی پاک گوهر	مقرب بود پیش تخت بنجر
اگر چه روی او بود نچو آن	ولیکن دشت پیونگ بدو شاه	شبی در مرغزار را دکان بود

برای خواب آمد سومی بستر گر سنج غلامی داشت ساقی بسی رویش نکوتر از نکو بود به صد دل بود شه دیوانه و ندیدش قصد آن یاقوت کج بیامد مادر آن خیمه ناگاه مستی دل دران مهر وی تبه که در برگیرت من برکت گرفت آنجا دوستی یاد آنگاه نماند ز سر این هر دو برجا بسوی خیمه خود کرد تحویل مستی پیش سلطان چنگ میزد قدح دست و چشم افکند سر جا	چو شب بگذشت پاسبی شاه سحر بسوی خیمه خاص آمد آنگاه ز غیب آیین قرحی نام او بود ز هر دو شاه بر خوردار گشته در آمد شب خواب و طلب کرد به کین تیغ هندی را بر افراخت بر او دید ساقی رشتسته خوشی می گفت با خود این سرود چو سحر گشت ازان احوال آگاه درین خیمه روم با تیغ هندی تانی چونکه شرط آمد تعجیل فرو آر است خشنی عالم افروز تاده بود ساقی نیز بر پای	به پیش سنج خسر و نشان بود بنا که مستی از خدمت شاه که از خوبی نبودش هیچ باقی جالش با ملاحت یار گشته که بود آن ماه عاشق خانه او لبا چو شب بر پشت انداخت که هستی در آنجا بود با ماه بزار می میوغت از عشق رود که شب باید دم و کسان شرت بدل گفتا گر شب من به بند شوم در خون این بی سزا چو روز می ده بر آمد شاه یکرود نوائی بس بلند آهنگ میزد
---	---	---



مستی چون شنید آن بیت آرد برویش بر گلاب افشانند آرد	فرو خواند آنگهی دل شبا و میداد شاه آمد بر سر این نشینش	شاه آن بیت شبانه یاد میداد برفت از موش غنچهش ماند در راه
---	---	---

<p>چو زن باهوش آمد بار دیگر سر رشته بگرداود از خرد باز زنش گفت که من زبان می تهر گهی اقرار و گهی انکار کردم بدان ماند که یک شب جهاندار دلت ندهد و گر بارم بخوانی مرا این ترس چندینی از دست مرا یک نفس بگرچه پیشت چو حق می بیند دامن شب و روز نفس بی یاد او هم بر میاور</p>	<p>چو اول بار گشت از بیم سنج شش گفت اگر میترسی از من ولی این بیت کیش بود دهم از اینجا باز می یابم نشانی نقته بوده از من خبر دار و گر بخشی مراد تن درستی که سلطانی که رزاق بهت چو حق پیش آورده صد ساله ام چو سمعی باش خوش منجند و سوسو که گردشگر کوشی هر چه خواهی</p>	<p>چو بار ده بهوش آمد خود بار بجانت اینی ای خوش شمن همه شب درس خود فکر کردم که بر من تنگ میگردد جهان مرا اگر تو بگیری و بر برانی نجاتی باشدم از دست ستی چو او یک نفس با من پیشت من آن ساعت چگویم یا چه سازم ولی بی شکرتی دم بر میاور بیای نقد از جو د آس</p>
<p>در پانصد و پنجاه و یک از دنیا در شهر مرورفته و در دولخانه که در مرور ساخته بود او را دفن کرده بودند و ولادت او در نواحی موصل بود و در موضع سنجا از توابع دیار بکر نام او احمد است بسبب آنکه در آن موضع متولد شده بود او را سنجا گفتند در چهارصد و هفتاد و نه مدت عمرش بقا دو دو سال بود و مدت پادشاهی شصت و یک سال</p>	<p>مجلس شصت و هفتم</p>	
<p>و آن ابیات نیست نظم</p>	<p>در آن قسمت که بخشها نمودند</p>	<p>و او ابراهیم را رتبت فرمودند</p>

جمع البجین یخرج منها اللؤلؤ والمرجان ابو الفتح ابراهیم سلطان بخصائص فضائل
عدل و احسان و دانش و کرم و در نوا در آثار و مناقب و قلم نه در آن نصاب ده
که بوسیله تحریر و تقریر شرح پذیر شود شمه از کرامت صفات و جلال آیات آن ملکی صفات
سلطان شرف الدین علی یزدی در نظر نامه باز نموده و در محلی دیگر چند بیت در مدح او گفته
و چون ابراهیم سلطان دو پسر داشت یکی اسماعیل نام در آن ابیات ایامی بان کرده

یکی دولت سراسی ملت آرست وزین نارتتم شد نور احسان مست آن یک بت نمجستی	یکی شد کار ملک از عدل آورا ازان شد خانه در که معمور وزین یک بن احمد ادرستی	ازان گشت آتش سوزند ریحان وزین ملک سلیمان گشت معمور شد اسماعیل از انکیش قربان
وز اسماعیل این قی بان نر جان نهایت عظمت جلال نظم ماه عبلے برخ نمودن غنچه دهنه سخن گزاری	آهوی چشمه که هر زمانه ترک عجمی بدل ربودن شیرین حرکات و عشوه انگیز	اسماعیل میزرا کو کلتاشی بوده در غایت حسن و جمال و در کشته یه کرشمه جهانے یوسف نامه سمن غداری وز خنده شکرین شکر ریز
<p>فاما بغایت تند خوئی و جنگ جوئی در او اهل که هنوز سلطان را اندک اختیاری بود میتوانست که دل را نگاه دارد از خوئی او غافل بود چون دلش از دست رفت خود را نگاه داشتن شکل گشت کینوبت به بسیاری زاری و درخواست اور میطلبیدندی آمد</p>		
بعد از الحاح بسیار آمد سلطان گفت این شیوه خود اختیار کردیم هزار شکر خدا را که چون تو دلد ارے تو یوسفی و من از نقد جان خرید ارت اگر چه حسن مه و آفتاب اندک نیست اگر چه بار جفای تو هر کس نه کشد زبان بدین قدیمی رنجه دار با خسرو		فر دسر در سر عشق یار کردیم و بعد از ان این غزل خسرو را بر خواند نمود و بن از بعد مدتی بارے بها بگو که نیسانی چو من خریه ارے ولی ز حسن تو اندک ترست بسیارے من ضعیف جفاکش همی کشم بارے که چون بگویت آن منی بگو آرے
<p>سلطان و عشق آن جوان بر تبه بنحو دشده که سامان سلطنتش از دست رفته و ستون ایوان عقیقش که منظر نگاه بارگاه ایالت بود شکست یافته نزدیک بدان رسیده بود که رسوای مردوزن شود و انگشت نامی دوست و دشمن گردد و از اتفاقات حسنه که دولت عبارت از انست آن جوان شبی در خواب دید که از جانب شرق ابری سیاه در غایت</p>		

همیت درآمده و از آن برقی برخشید و رعدی بفرید که آسمان و زمین بلرزید و در میان
آن صورت این صدامی شنید که از بلا پر سوز و در سر پرده سلطان گریز از غایت و هم
افغان و خیزان خود را بارگاه سلطان رسانید و خود را از آن بلیه برهانید چون از خواب
بیدار شد این واقعه در دل او تاثیر می کرده خود را بنحو است تسلیم کرده در اندک فرصتی
قضیه منعکس شد و مرتبه عشوقی به صفت عاشقی تبدیل یافت چنانکه روزی سلطان بلبا
نمودی درآمده او را مرتبه ایازی داد و نظم

گفت شاد و سبب لشکر ترست	پادشاهی کن که این کشور ترا	آن همی خواهم که تو شاهی کنی
حلقه در گوش مه و ماهی کنی	هر که آن بشنید از خیل سپاه	جله را شد چشم از آن غیرت سپاه
لیک یوسف چون ایاز بهوشی	میگست از حکم سلطان زارار	جله گفتندش که تو دیوانه
می ندانی و ز رخسار بیگانه	چون به سلطانی رسید ای غلام	چیت چندین گز نشین دگام



دایوسف قوم را خالی جو	گفت پس و پرید از راه صواب	نیتید اگر که شاه انجمن
دور می اندازد از خوشین	میدهد شغولیم تا من ز شاه	باز نامم دور شغول سپاه
اگر حکم من کند ملک جهان	من نگر و غم غائب از وی یزبان	من چه خواهم کرد ملک کاروبار

عشق ورزیدن معشوقان همین در تاریخ هشتصد و شصت و شصت	چونکه این گشته و آن گشته با که توان گفت آخر در آن	ملکت من بس بود دیدار ای دریغانیستی تو مرد آن
از عالم رفت و قبر او در شیراز است		
مجلس شصت و هشتم		
<p>بمنطوق بالبریت بعد الحار بربین بایسنغریادشاهی بود در کوش مشرب قلندر طور آئینه دلی پاک از رنگ آثار تعدی و صافی از رنگ و غبار جور از غایت نیکوئی که از سمت اصدار می یافت همه کس او را بنده و از بسیاری تخلق صفار و کبار از و شرمنده در عالم فقر سر حلقه مجردان دایره دیر سوز و نیاز و طریق عشق مجاز مقام می پاکباز تجلیات متوالیات انوار دیدار معشوق شب و روزش مصاحب لمعات اشتراقات آفتاب رخسار محبوب بر آئینه دلش متعاقب چون ساقی عشق از دام غمزداس فرح افزای معشوقی در جام کام عاشقی او هر دم از رنگی جریعه دیگر میرنجیت و آتش عشق از خاکسترش هر زمان شعله دیگری انگیخت میگفت که خیاط عشق نجیاط دور و قبا می دیبا حزن جز بر بالای این سوخته ندخته و پروانه وار بر شمع رخسار معشوق غیسر از و کس را سوخته هر دم دل و دیده غرقه بخون و سوز و گدازی روز افزون دیگر شیشه از آتش عشق در جوش و مرغ دل بر سر آتش مهرش در خرویش می خواند که نظم</p>		
در دلم آتشی ست عالم سوز	که بود سوز او افزون هر روز	اوست در کشور دلم والی
زان نیم کینفس از و خالی	از بسیار سرو قاتمان سیم عذار و موشان	مگر خسار چو آنست
کی دلم چکند جانب که ام شود فرو	مگر هر باره زین دل به لاری دهم ورنه	
چه خواهم کرد با خوبان بدین یکدل که منم	ناگاه در آن حال نیز آفتاب منطری	
<p>پرسی پیکری حسین علی نام بر بگوش کارگر آمد و حیدش کرد با تمام چنانکه فرمودی که رنج و محنت من در عشق او بجائی رسیده بود که سر حلقه زمره فراق و سوخته نار و آتش</p>		

یعنی یعقوب شمه ازان باز نموده و بلا و مصائب من به نهایتی انجامیده بود که صدیق
صنعه رنج و محنت و پیش رو اهل درد و مشقت یعنی ایوب کلمه ازان اظهار فرمود و رباعیا

یعقوب اگر شدی شب افروز دلم	دیدم اگر ایوب دلم سوز دلم
در هر چمنی موسم گل وقت بهار	بگریستی او چو شمع بر سوز دلم
یعقوب بگویی من اگر دوش شدی	و ایوب اگر بمن هم آغوش شدی
آز غم خود جمله فراموش شدی	وین یک ز فغان و ناله خاموش شدی

بسبب اخلاق مفراطش باز خواست در سر کار او کم واقع میشد اکثر اطمینان آن شده بود
که مگر رفع تکلیفات کرده نچنان بود که کمی بغی مقتصد و متقا و شریعت مصطفوی بود و
طریقت اولیاء و مقام متابعت و پیروی و از حقیقت بومی بمشاش رسیده بود
و خطی تمام یافته این رباعی از جمله اشعار اوست رباعی گریاده و جام را بهم پیوستی

میلان یقین که رند بالادستی	جاست شریعت حقیقت با د	چون شکستی یقین بدستی
----------------------------	-----------------------	----------------------

در شمه مقدسه رضویه در تاریخ هشت صد و پنجاه و فات یافت و قبرش بهانجاست

مجلس شصت و نهم		
----------------	--	--

برازنده تاج و گاه پیر بداغ بن جهان شاه شاهزاده بود و در غایت استکبار و استیلا از سلخ
دولت پدرش که بآبیارمی دولت شاهری در جو بیار شهر یاری شاداب شده بود و خور
در تربیت و آیین سلطنت بسیار میکوشید و طریق زیب و زینت سلطنت بسیار می وزید
اسباب شوکت و عظمتش بسیار بود و ادوات شمش بیمار در ایام سلطنت و شهر یاری

و بهنگام شوکت و بختیاری نظم	بمال و ملک از جمید بگشت	پنج افشانی از خورشید بگشت
دو نوبت خان هما و صبح تابان	خورش با کاسه ادمی باده با جام	کشیده مائه یک میل در میل
گس را گاو دای پشه لایل	ز نعمتها که بودی گرد و غاش	ندانستی چه خوردی میهانش
چو زمش بوی خوش سازد کار	صبا و ام ریاحین باز دوا د	به بهنگام بخور عود و عنبر

خواجه مصر بودی خرم مجسمه روز این شکر نمی بود کارش همه سال این و شش بود و چهار شتر

اکثر اوقات با اهل فضل و کمال صحبت می نمود و شعر او طر فارام فرده الحال داشتی و بیم و زور در پیش ایشان ریختی خوش خوانان و اهل ساز و آرم الاوقات رنگ غم از این همه مجلس او زد و دزدی و جوانان سرو قد سیم غدار در ملازمت او بسیار بودند می انظم

نخوبی هر یک آرام جانے	بر بیانی دل آویز جانے	همه آریسته بار و دوا جام
چومه منزل بمنزل گام گام	گمی بر خرمن مه مشک پوشان	گمی در خرمن گل باد و نوبان
فاما جوانی داشت قاسم نام	که از بار یک بینی موی مفت	به بار یکی سخن چون موی مفت
ز رشک ز گسستش خروشان	بازار ارم بریحان فروشان	چنان واله و ثقیفه و مجنون

و آشفته او بود که در عشق آن جوان نمیدانست که سکون چیست و آرام کدام و مضطرب و شام کدام و آب او چنان بودی که شب و روز با آن جوان بودی شبی از خواب بستی بیدار شد دید که او در بستر خواب نیست از روی اضطراب پایی برهنه بیرون دوید و نظر و آن طرف کرد و دید اشرا و راندید ناگاه از جای آواز شنائی شنید چون تقصص نمود دید که با دختری بگریه کشیدن اشتغال دارد و در سراز هوای او صد خیال نخب بر دستولی شد فرمود تا او را در آب انداختند چون این خبر انتشار یافت تمامی مردم در آتش حسرت



بگذاشتند و خود نیز چون هشیار شد از کرده پشیمان و از عمر خود بیزار گشت شعر را فرمود
تا بیتی چند مناسب حال او گویند و در لوح سر مرزاق قاسم کنند از انجمله مولانا طوبی
این دو بیت قاسم الانوار را نوشته آورد بغایت مقبول افتاد و این دو بیت نیست نظم

درین بودم که قاسم را چه مشکل	که گم گشت پاید است امروز	خطاب آمد که آن مسکین چنان
میان بحر غرق است امروز	در شهر ششصد شصت فوت شده و قبرش در بغداد	

مجلس هفتم

محبوب اقلوب سلطان یعقوب که بر جو یار گلزاره خوبی و زیبائی سروی بود متناسب
الاخصان و اشعوب نهال اعتدال مالش بعد از هجرت خاتم النبیین در تاریخ
هشتصد و هفتاد و دو و وضع نین از روضه قدس تماشاکه عشاق روان شد و در شصت
و هشتاد و شش موافق فوض چون سلطنت بد و مفوض گشت یوسف مصر سخت آذربایجان
که دید دولت آق قویلو در زمان او غایت ارتفاع یافت و آفتاب سعادت بر ایقان
تافت بلکه از اقتضات مدارات چرخ دولایی و ملاحظات محاسبات اسطرلابی شعر

بود چون در مدارج ملکوت	طالعش جوت و شتری دشت	چون متولد شد و سهم سعادت
------------------------	----------------------	--------------------------

در چهارم دشت پدرش حسن بیگ بدولت او علم سلطنت برافراشت از ازل سلطنت
تا آخر دولتش خلقی که در قلمرو او بودند مرفه الحال و فارغ البال بودند و ظل ظلیل
اومی آسودند و چون پیداست که گم شدگان بود اومی عشق و محبت و سرگشتگان بیابان
ذوق و مودت که گند شوق و نیش و الی امده در گردن جان انداخته بقدم صدق
نیت و خلوص طوبیت شایراه سبده اصلی را می چسباند و چو یای مطلوب یقینی و محبوب
حقیه اند در اوقات طلب خطری از منظر هر که درو آمار انوار الهی و انوار اسرار انوار

بیشتر ملحوظ است و منطوق رباعی	یارب تو شناسه که به بیگاه و بیگاه
مزدور رخ خوب تو نه که دریم نگاه	خوبان جهان آینه حسن تو اند

در آینه دیدیم رخ حضرت شاه مقید اند هرگز بی منظوری نمی بود و دیده امید حسنه
بر روی محبوبی نمی کشود چه اکثر افراد که به شعور و ادراک اقبازی دارند بدین درد
گرفتار و بدین بلا مبتلا اند همواره اشک جگرگون از دیده رشک جیون میبارند و

آخر کار جان می سپارند به بیست و	عشق در زیدین سجونان خون دل خورن
اولش سوز و گداز و آخرش مرون بود	گفت درین تفکر و تامل می بودم و صحت

خاطر به تفاؤل میکشود و دل چون بر سر این کوی پا در گل بود و شب در روز متامل
شبی در میان عشق از دست ساقی شوق بجای چند سرخوش رفت و بیک طریقه یمن

در خواب خوش رفت لطمه	دید خود را در خرابات مغنا	جرعه نوشان و سبدم از جان
سردون خرقه متی خود	بے خبر از عالم هستی خود	منوشی در دمی کشتی عیسی دمی
ریشهای سینه را هم مرده	شمع جمع بزم این دار السلام	شاه ملک حسن پیر جان بنام
چون مراد به انجمن رفته بود	زیر پای غم شد چون پست	عشق خوانده بر سرش فسلان
غرق گشته در میان من و دل	از کمال لطف و از خلق حسن	و از یکباره ز جام جان بمن
کز رخ دل پاک گردان گردم	و از بان خود را ز داغ دورم	رفت غفل و مهر دل مدحوش شد
تن ز کار افتاد و جان بهوش شد	چون گشتی به چنین کیست	و چنین سستی ندا می دل بست
دید چون در بزم شوق از جام	دیده ام ز آغاز تا انجام عشق	چون این واقع دیدم و

در عشق او بدین مرتبه رسیدم که محبت دیگران که در گردن دل حکم شده بود به نیست
و عشق آن جوان در دل و جان من آویخت

دیدم ز کتاب عشق چون فال دلم	کز دست تمام رفته اقبال دلم	از باده مهر او کشیدم آخر
جایی نمی توانم چه شود حال دلم	چون آتش عشق در کانون دل فروزان شد دست از	
کار و کار از دست رفت و کشور صبر و سکون ویران شد	این پیش مراد بود و چو یقوت	
خاک قدم سگمان یوسف بد	بگذاخت چنان علم که بر جانماند	این لفظ از آن تن بجز از تن



و این مطلع را در آنوقت که شیفته و آشفته او بود گفت

غیر خونا ب جگر و دیده خونبار نیست | گریه ام این بار همچون گریه بر بار نیست
و چون درین عشق مجاز پر تو می از عشق حقیقی بر لوح استعدادش تافته بود و سرشته مقصود
یافته از امور ملکی معرض و محتجب بر بی اعتباری عالم مطلع شده بود و این مطلع ازان است

مطلع کسی که بارخ خوب تو حالتی دارد | زیاده شایسته عالم فراغت دارد

و چون او متولد شد بدین طالع میمون فال پدرش ارتقا یافته به اعلی درجه دولت و
اقبال و چون سبب دولت آق قویلو او شده بود و در سن بیست و چهار سالگی که دولاب
و دبعت حیات را سپرده و دولت آن قوم را همراه برده و لهند بعد از و از سلطین
ایشان کسی را از رفاه قد چندان نی نشده و علم دولتی بر نیفراخته و در شتت صد و نود و
شش در قرا باغ فوت شده و قبرش در تبریز است در مقبره که حسن بیگ ساخته

مجلس معیت و وحیم

مقیم بیت الاخران بنجودی و نزاری ابو النجیب الخنزاری مردی ژنده پوش خاک نشین
دیوانه و ش بود در تاریخ چهار صد و بیست و یک در زمان دولت الب ارسلان محمد بن
داود که پادشاهی با همیت و سیاست بوده است از خضر ابرو افتاد و این الب ارسلان

سینت میبوی بود فاما پسری داشت سلطان جلال الدین ملک شاه نام پادشاه زاده صاحب جمال بخت شعار مساعد بخت موافق روزگار بود و آن پسر را آنچنان حسنی

بکمال بود که میگویند نظم	کن سخن آن پسر هرگز نداشت	میچس آن شست آن عزم داشت
گر شب آن ماه پید آمدی	آفتابی نوبصی را آمدی	بود در ویشته گدای بیخبر
بیسرین شد ز عشق آن پسر	قسم از و جز عجز و آشفتن نداشت	جانش میشد زهر و گفتن نداشت
میشد آن شنزاده روزگار	آن گدایک نعره دآن جایگاه	نیم ذره سایه بود آن بی خبر
خواست تا خورشید را گیرد	ز و برآمد نعره و بی خویش شد	گفت جانم رفت عقل ز من شد
این سخن می گفت آن سرکش	هر زمان بر سنگ میزد و سرزد	چون گفت این گشت از او شد
بس آن شد خون چشم و گوش	چاوش شنزاده ز و آگاه شد	قصد عمرش کرد و پیش شاه شد
گفت بر شنزاده ات ای شیر	عشق آورده است ز من بقرار	شاه از غیرت چنان مدحش شد
کز لاف دل مغرور پر جو شد	گفت بر خیز و بردارش کنید	پای بسته سرگونی سازش کنید
در زمان رفتند خیل پادشا	حلقه کردند گرد آن گدا	پس بسوی دار بردندش کسان
بر سر او خلق گشته خون نشان	پس بسوی دار آوردش وزیر	ز آتش حیرت برآمد ز و لغیر
گفت منم ده ز بھر کردگار	تا کنم یک سجده باری ز پرگار	صل دادش آن وزیر شک
تا نهاد او رو خود بر روی خاک	پس میان سجده میگفت ای گدا	چون بخوابد کشت شاه هم بگناه
پیش از آن که زبان بر ایم بنجیر	روزم گردان جمال آن پسر	تا به بنیم روی او یکبار نیز
جان کنم بر روی او ایثار نیز	خوشت چون آن حاجت مظلوم	تیر او آمد مگر بر جابجاء
پس شنید آواز او پنهان زیر	در و کردش دل ز درد آن فقیر	چون برای صائب و غم

ماتب و حسن خلق و ترجمه بر مردم مثل نظام الملک کم بودی و پادشاه بسی از و حساب گرفت و اعتماد بر تولد و فعل او داشتی و تیر مرا داد کم بودی که بر بدن مقتصد و بخورد چون حال در ویش ماباید و او را در عشق صادق یافت نظم فیت پیش پادشاه و تیر

حال آن که داده بگفتش گشت
شاه را در می از آن دل فدا
سرگردان آن ز پا افتاده
مستند خویش را آوازده
تا نشیند با گدائی در صال
آن که اراد ز هلاک افتاده
زان تبریه بود تبریزان نیم
خواست تا پنهان کند شک پاره
گشت چهل صد جهان و آن زمان
آن که آواز شه نشیده بود
در برابر دید روی پادشاه
جان بلب آورد و گفت ای شهباز
این بگفت دگو یا سرگز نمود

زاری او در مناجاتش گفت
خوش شد و عفو کردن ل نه
این زمان بر خیز و زبردار شو
بیدل تست اودل او بازو
چون که آن شهزاده زبردار شد
سرنگون بر رو خاک افتاده
چون چنان دید آن بخون افتاده
بر نمی آمد مگر با لشک شاه
عاقبت شهزاده خورشیدش
لیک یکبار می زد و ریش می زد
بود آن درویش بیدل نشی
چون چنین می توانی گشت زار
نعره زد و جان بخشید و برود

در میان سجده حاجاتش گفت
شاه حالی گفت آن شهزاده را
پیش آن سرگشته خونخوار شو
رفت او شهزاده یوسف جمال
چون قیامت فتنه بیدار شد
محو گشته گم شده ناخبر هم
آب در چشم آمد آن شهزاده را
اشک چمن باران روان که آن زمان
از سر خلقی که از او اندوخت
چون گدابر داشت سران خاک راه
قریش افتاد و بادریا خوشی
حاجت این لشکر کربز نبود
همچو شمع باز خندید و برود



چون وصال دلبرش معلوم شد
فانی مطلق شد و معدوم شد
ساکنان دانند و میدانند

	تا بلای عشق با مردان چه کرد	
	محاسن مفاد و دوم	
نی سرو پای بر آتش شمع حن همچون پروانه ناپروائی در کلبه احزان با خیال بیک	روزی میگذازانده و تخم مهریاری در زمین دل می افشانده نظم	
چهار آشوب دورانی بلای فتنه انگیزی	شمه نامهربانی ترک شوخی مست خوزیری	مهر از فروغ پر توش پروانه پرسوخته
در بوستان عشق آن جوان نزدیک بدان رسید که از ناله عمر هر زامانش گلی واشود و در میان مردمان رسوا گرد و چون دیوانه با خود در سخن آمده و در صد و انظار غمهای کمن آمده گفت سرگردان و حیرانم و چاره کار خود نمیدانم شعر		
بچشم کرده ام ابروی ماه سیاه	خیال مرقده می نقش بسته ام	اما امروز در کنج تنهایی شبها
تا روز از هجر او گاه چون مار بر خود می پیچیدم و گاهی چون مرغ نیم بسل می طلبیدم اکنون طاقتم طاق شده یارانی نشستن ندارم و بغایت بی صبر و قرارم شعر		
من اشک بیدلان را خنده می پنداشتم روزی	اکنون بر بید بخمی که من میکاشتم روزی	
پیش ازین خود را صاحبی میدانستم که خود را صبر و تحمل داشتن میتوانستم خنجر روز شد که بدین روزم و بر آتش عشق میسوزم فرد		
نیست در پهلوی من بیچاره تا پهلوی نیست	دل زمین گم گشت پید نیست تا در کوهی نیست	در آن جست و جوی بسی شافت اثری از
سفر کرده خود نیافت پیک نظر را ازین طرف و از آن طرف میراند و سنگ بر سینه نمیدارد و میخواند نظم		
و چاکه ره گم کرده رفت آن یار و دل چاکه	وز پی او چشم پر خون باز سرگردان بماند	بر نیامد آنچنان و دل درین حران بماند
عاقبت به بحر عشق افتاد و دریای دید بی کنار و دوزخ گوشه کشتی شکسته صد هزار بر زبان		

سوج آن دریا بیشتر میگردد و آن کشتی شکستنازیر و زبر میگردد و آن بیچاره در زورق
توکل نشست و بادبان صبر را به طناب تحمل بر بست و در شورش آن دریا غوطه خورد
و بر حمت بسیار سر از گوشه بر آورد و در وادی حیرت افتاده نمیداند که راه که است
و سر که ام ناگاه بر سر چار راهی رسید حیران و سرگردان گردید درین حیرانی بود
که از جانب و شق شخصی پیدا شد نام او پیر عشق شهر

هستم سلمه علم بسته بر سر | بهم جامه محکم کرده در بر | چشم او چون بر رخسار پیر

افتاد و چشمهای خون از دیده بکشد و از پیر پرسید که همراه بکجامی کشد و هر یک بچه جا
میرود و پیر گفت این خطه جانناز است و این راه کشور خانه براندازان این راه و کات
در دو بلست و این راه ملک افسوس و دریغ و دوا و بلا این طرف و آن طرف میدوید
ناگاه در گذر دو و بلا بر صد فبار رسید دران گذرنگی یافت پاکیزه سرشت دید که
در دلی که بران میتوان نوشت بران سنگ ثبت کرد که بدایع عشق کسی قبل باشد
و از دور و فراق و هجران گرفتار صد بلا بود و دای آن در دمنده صیت و طیب آن
خسته مستمند کیت پیر عشق چون دران خطا نگرست بی اختیار بگریست بران سنگ
نوشت که دازوی در دآن و لقا گز نیست غیر از وصال یار چون تمام شب دران
بیابان بگردید و دیگر بهمان جاریسید و آن نوشته را دید در پامی آن نوشت که
اگر دست ندهد وصال چه سازد آن سرگشته پریشان حال چون همان کس بد آنجا رسید
نوشت که چون دست ندهد تو وصل چاره نیست بغیر صبر و تحمل باز آن درویش نوشت
که اگر صبر و تحمل نباشد چه سازد که خود را به کناره اندازد و روز دیگر چون بر سر آن خط
رسید جواب آن نوشته چنین دید که دل از جان برگیرد و بمیرد چون این بدید که نه
که داشت در زیر پهلوانداخت و بر بستر ملاک افتاد و آن سنگ را بر پیر سر نهاد و خود را

شعر کسی که بهر دردم رود و طیب جوید | نه کسی که بر میرم کفن غریب جوید

در آنوقت که می مرد خاک راه را بخون دیده سرشت و برنگی که در آن راه افتاده بود
بدان امید که روزی شاید چشم یارش بر آن افتد این دوسه بیت نوشت نظم

که مار قیتم با جان پامید	ترا دل تازه باد و عمر جاوید	مراد دراز تو گرز چشم بداد
ز ریت دور باد چشم بدخوا	مرا گر چه سه آمد زندگانی	ز هر روز نو بادا جوا آنی

همان پیش عشق بعزم آنکه باز جویی بر سر سنگ نوید برنگی رسید بدان هوان بران
سنگ حالات آن فقیر را نوشته دید چون نظر پیشتر افکند دید که آن فقیر دل از جان
برکنده سنگ بر شیشه اش خورد و سپرد نظم

نار یک شب چراغ مرده	گفتا چه قنات ای جفاش	افتاد بخت چو آتش
رخساره چو اتباد کردی	روزت ز چه رو سیاه کردی	اول رخ اوز غم با فروخت
و آخر از پای تاب برخواست	یک لحظه در آن قنات گدی	بر بست بچرخ سر بر افشاند
کای بی نمک این چه بختیست	باست کمانی اینچه بختیست	بس کوه بکوه دشت شست
گریان و جزع کنان بختیست	جمعی یاران و مصاحبان چون از حال آن درویش دشت	

یا قنند تجمیر و کفین او میا ساخته بدان سوی شتافتند نظم بشتندش تبریبی که باید

کشدندش به قفسی که شاید	چو بر روی طلی بگذاشتندش	سه روز آیین ماتم دشتندش
پس از چندی بشاد می افکند	هوایش را ز دل کیس و نهادند	کسی کو بیشتر کردش در غمش

ز خاطر بیشتر کردش فراموش

مجلس شست و سوم

شیخ آذری بزرگ بود و اشعار خوب دارد و مشتمل بر عشق مجازی و حقیقی و علم و تحقیقی
را هر کسوت مجازی بر افراشته و طبع بلند و بدیهه روان داشت چنانکه با اتفاق حضرت
شیخ صدرالدین رواس در مشهد مقدسه رضویه بدین النع بیگ میرزا رفت بودند
اول میرزا از شیخ صدرالدین پرسیدند که شمار داس بسین یار واث به ما این شیخ را

که رواس بصادیم میرزا گفت شما آنم نبوده اید رواس بصاد در کلام عرب نیامده بعد
 ازان از شیخ آذری سوال کرد که آذری چه نوع تخصصیست شیخ گفت در آذرماه این
 بنده متولد شده ام بجهت آن تخلص کرده ام میرزا فرمود شما شاعری بیش نبوده اید
 آن آذریست بضم ذال بفتح نیست شیخ آذری گفت که ذال ماه آذر سالما در مقام
 ذل و خواری گذرانیده چنانچه پشتش دو تاشده بود نزدیک بدان شده که کسرش
 واقع شود بمقام شعور و ادراک که رسیده قایم گشته و پشت راست کرده میرزا از طبع
 بلند او خوش وقت شدند و صحبت خوب گذشت دران اثنا بر جوانی نقش دوز عاشق
 شده بود و مفتون گشته بسر حد جنون رسید جمعی از اهل حسد ازان جوان سخنان شیخ
 رسانیده بودند و گفت که این پسر هر طرف می افتد و بامردم ناجس صحبت مینماید
 چون این حکایت مل بشیخ رسانید ملول گشت سه روز در خانه نشست و در بروی
 غیر مبت آن جوان بطریق معهود سر و قد خود را برمی افراخت و شمع چهره برمی افروخت
 و بنحو است در آئینه عاشقی شیخ نظاره جمال معشوقی خود کند هر روز آن جلوه بر زمین میآید
 بعد از سه روز بنانه شیخ آمد و برپا ایستاد و با شیخ در گفت و گو شد و از نا آمدن بطریق تنه
 استفسار نمود شیخ دطاعت او انگریست حال در دهرستان عشق با این سوخته هم سبق بود و تا آنجا



نجرات و مبرات موافق ما را در جمیع امور یار و مونس و در نجات سرایر و ضمایر حصار
 راز و محرم و در طریق نبوات چنان تند خو که بیک تاب ابر و خلقی را از مناسی منع کرد
 و در طریق ولایات چنان دلجو که از و بر ذیل خاطر نشسته گردی موافق آنکه این
 سوخته را دل میخو است و محل آمالش را بر تریب پادشاهانه می آرست آفتاب عالمتاب
 موهبت ازلی پر تو غنایات هدایت آثارم یزلی بر برج حقیقتش اندخت و کوب بلیتش
 را از مضیق حسیض در کات ذل و عقده تنزل به اوج درجات عز و ذروه ترقی
 رسانید و از مغاک خاک نذلت بر کنگره افلاک رفعت بر آورد و به لباس خضرین
 روی زمین استعداوش تزیین داد و تالمعه از شجر اخضر گوهرش به صورت در دهر
 مشتعل گشت هر آینه عندلیب نغمه آرای ناطقه اش در انجمن شمیم بیان اوراق جرید
 در دبر سرگشتهای بادیه پیمایی طلب گسترانید و چندی از مخدرات ابکار معانی را در
 جمله الفاظ و مقصورات آرسته در کسوت غزلیات و شمنویات و قصاید و رباعیات
 و معیبات ترکی و فارسی مرقوم صفایح صحایف شوق گردانید هر شاه بیتش سلطانی
 در اقلیم خسروی و سر غزلش بیانی از مقامات معنوی نظم

درین گلشن مکن گوشت گل کسر	که بوی گل همین صاف گل کسر	علم چون شیشه حیوان بر آفت
ز عالم رسم تاریکی بر انداخت	فروغ اندم همین کافیه را	چه حاجت پس بوضیف است

مجلس هفتاد و چهارم

سرگردان بادیه عشق و محبت و بیت الاخران زاویه درد و محنت نظم

مشعل فروخته باغ دل	لاله دسوخته داغ دل	بوته غم را کف خاکستری
بر سر صد آتش درد انگری	ز هر کش کاسه ایام عمر	باده خورخون دل از جام عمر
بمچونی از دست برون رفته	در سر سودای جنون رفته	هر طرفش سینه پاز داغ دل
باز شده صد گلش از باغ دل	همیشه کش بطنش روشن دلان	شارح منظومه بی حاصلان

پیش رو مجلس آوارها	دم کشن کاشا بهجبارها
پدش از زمره و ز خودی	نی از کس اوسانه از خود آگهی
این سوخته را خادم بارگاه اختصاص و این اشک شوق افروخته را ملازم درگاه عبودیت و اخلاص مشکف ز او یه صبر و شکیبائی متصف به شیوه دردمندی و بنیوائی امیر کمال الدین حسین الفنائی بتاریخ هشتصد و هفتاد و چهار در شهر سمرات در بزم نگار حسن و جوانی امیر حسین نام به نوعی چراغ برافروخت که دو کاشانه دلش غیر او هر چه بود بسوخت جوانی ز تنهنگ حسن بر همین ملاحظت آراسته بدان گونه که در جو بیار اعتدال سروی گل بازشل او کم خواسته چشمه پر شور و غوغا و ابروی مائل بصد گونه بلا نظم	چو گل در زنگش کرده تظاره بدندان کرده خود آوارها
چو گل در زنگش کرده تظاره غلام آن بنا کوش ازین گوش	اسمن که خوابگی با گل زدوش
بعد از چند وقت رفیقی شقیقه بطرح انداختن مجلس موصلتی بر خاسته و محفل از تنهنگ ملائک مانند روضه قدس بر آراسته در آن مجلس چون بهشت و محفل غنبر سرشت جمعی پیران سبیل و چندی از جوانان غنبرین کلامه مشکین غنبراله و آن بیچاره پریشان روزگار باد	
جهان بر چشم من تباریک گردوبی می پوش آخر الامرا این غزل را فرستاده معصوب نبار خط زرخ بنما و نسخ حسن خوبان کن نمانده جان تن پیرهن خوبی یوسف را نذار دزدنگی آب حیات امی غنچه لب کبشا چه شکلاست پیش آمده بی او من و دلا نیگویم که خاطر جویم کن یا مکن سرگز آن جوان خوش اخلاق متواضع متعلق	ریش و جگری پر کاله پر کاله مترنم بدین مقام بتان از جعد شکین چون بیارایند محفلا کسی که نزد او میرفت بر ساله غزل ز کاکل یک گره کبشا و صدل با پریشان کن بیای می سروناز و در تن پر مرده اش جان کن و زمان لب چشبه صد چون حضر را آت جان کن بر و بهر خدا ای جان و کار هر دو آسان کن تو دانی خاطر تست آنچه خاطر خواهدت آن کن
گردیده و بر دردمندان ابتلا و گرفتاران بلا شفق گشته همچون سیلی از افاق حسن و	

بنام

زیبائی بنامده و همچون آفتابی از در لطف و عالم آرائی در آمده آن شب تار و ز شمع
مجلس افروز عاشقان سپید روزگار و در هم ریش سینهای نگار گردیده و بعد از آنکه



آن پری سیکر آفتاب بنظر عازم شده بطرف خانه آن فقیر گفته رفتید در جواب گفته میم
ابا از دست نه آن بچاره گفت ما باری از دست رفتیم در جواب گفت ما هم از دست شما
میر ویم از روی لطف بدان گونه چون آن جوان به گفتار در آمده و مادر آن پریشان
سوزگار بر آمده در آنوقت در حالت مستی گاهی تنی برگردن او می نهاد و گاهی رو
بدان تیری بر کمان ناکشیده شست و یکشاد و هر زمان دوستکاری بر می پیود و بعد
عشوه گرمی دل او را میبرد و غریزی در آن حالت دست او را میگیرد و در آن محل

این رباعی گفت رباعی	بر گردنم ای دود پیر و دشمن	میخ تو بود حیات جان تو من
از بهر خلاصم دوست اندم دشمن	تو دوست ترا می کشد از گردن	در آن حالت در دهن می عالم

شمال بعد از انقضای پنج سال حضرت مصطفی راضی الله علیه و سلم شبی خواب دید
که در دست آنحضرت کاغذی بود در هم پیچیده و او را طلبید و کاغذ را بدو دادند
چون آنرا میگویند بکشود در آن نوشته بود آنظر فی فینک و اخلع نعلیک ازان و قه
شیل مرغی نیم بسل بطپیده و در خاک خن بگردید نظر

همچو عکس می ز جام آبگون

سرخ شد مشکوه چشمش از جنون | باطنش گرم از تبخیر غلظه | شمع سان و شن شنش آمد نور

در آن حالت بملازمت یکی از اولیای که او را چند بار طلبیده بود و بجهت آن قید نمیرفته همچو دیوانه بی سر و پایاده و سر پا برهنه تنها از بهرات متوجه نیشا پور شد در آن راه آئینه اش بسبب حالات غریبه عکس پذیر برق نور علی نور چون آن جوان از حالت آن گشته بیجان و مان خبردار گردیده بخواست سحاب شیش اشکبار گردیده ورقه بد و نوشت بقاصدی داد و از عقبش فرستاد بعد از سه روز که به نیشا پور رسیده بود و نظرش بر آن ورقه افتاد چون لیفته آن مکتوب را بکشود عنوان آن ورقه این باعی بوده باعی

غم نامه من را چو به بنی عنوان | بگذر ز سر خواندن بضموشان | زیرا که نخواهم که به بنی که چنان بوی جگر سوخته می آید از آن

آخرش رباعی دیگر اتمام سخن از آن مفهوم میشود رباعی | غم نامه من که کرده مهر افشاش | ظاهر شده در دلم از غموش

آنچه از پیشانی نال خود باز نمودم و به اظهار آن زبان بکشودم عنوان طومار در دو بلا من و اندکی از محنت و شفت و ابتلا می من آنچه در تحت عنوان اندراج یافته و در ضمن آن اندراج پذیرفته اظهار آن فوق طاقت هست و ابراء آن افزون از حد قدرت من بنان بیان در صد و اظهار آن چون شود که از شنیدن آن و لما خون شود رباعی

گر شرح دل سوخته ازار کنم | همچون دل خود بی لنگار کنم | لیکن چو ز صد کی نیاید به شمار به زان نبود که ترک گفتار کنم

خواندن این کتابت همان بود و دیوانه وار به شهر هرات روگردن همان چون بخرجه و جام رسید از آن جوان بدو این پیغام رسید که این غریق بحر استیلا می متوجه ترو حاق شد بنا بر آن از جام توجه نموده در مرغاب بهار کو بهایون رسید و بیدار بر پر انوار او مشرف گردید و بعد از جنگ حکم آن جوان بحصار رفت و در آن موضع بپایار شد و در اندک فرصتی از ناهمواری این شهر بمیدارخت گریخت

هم از ان دیار رباعی	بنگر جهان چه طرف بر شمع	وز حاصل ایام چه در شمع
من جامم جمجم دلی چو شمع	شمع طربم دلی چو شمع	در بزم طرب صراحی و جام
زا غار اثر نشان زانجام	یک سته گل در کف ایام	وز بیلن بچاره بجز نام
مجلس مفتاح و محبم		
محرم این غمهای کس و مصور این سرهای سخن کو کهن کو بهای بلای و جنون بیابانهای		
ابلاهیة آتش عشق و محبت پروانه شمع محفل درد و محنت از آوان روزگار صبی و غفوان		
شیاب و هم سمری باطوبی قاتنان طوبی لیم و سن ماب ربانیا آنکه زتاب دل غم پرور او		
شده بچو درخت پر شکوفه سرو	غیر از گل درویش خیزی گفت	جز میوه غم بود چیزی بر او
در بیت الاخران درد و غم و در بیابان محنت و الم همواره بر سر آب آتش و پیوسته		
افغان و خیران دران کشاکش بود رباعی	در سینه من چو گشت و تن آتش	ز دور و نخست در دل من آتش
افغان و بصد سوخته خرم آتش	آن شعله که سوخت جمله را آخر کار	
در درون سینه که گنجینه صد گونه بلاست هر لحظه مرا شمع دیگر بر می افروخت و		
از آتشکده بگر سوخته دودی که ببقیه دماغ بر می آمد مرا نوعی دیگر میسوخت آتشی که		
تنور سینه را تافته و در بوتله دل این سوخته اشتعال یافته بود اگر شمشیر چشم مر خشک		
ساختی و دران زمینهای آب خیز آتش زد می و خاکستری در آب انداختی آب دید		
از سرگشتی و خان و مان مردمان زیر و زبر گشتی و سحاب دید اگر نه آبی بر آتشی		
و اطعمای آن کردی شعله آن دود از دل بر آوردی		
کار من از آب دید بودی شکل	چو شمع بودی که زدی بر من	چون شمع بسوختی مرا آتش دل
کسی را چه خبر که درین خاکستر خود آتشی دیگر بنیان و راهزنی دیگر در قصد جان بود رباعی		
بسرشته ز عشق دیگران چون گل من	پنداشته ام بود همان حاصل من	
کس را چه خبر که در نهان خانه عشق	میسوخت خود از آتش دیگر دل من	

مکاد بیگاه و شام و سحرگاه عشق خانه بر انداز چشم بر راه و گوش بر آوازی بود و ششام
نسبت آن را نغمه و آتشاق نغمات آن نغمه مینمود و در آخر کار برقی از اوادی ایمنی
بدر خشیده بونی از جانب یمنی به شام جان رسید شعر
کردی هزار پاره بیکار پیرین * * * * *
و امر وز بعد از بهار برگشت ای دیده ببار کاش افتابین

و مقدمه این قضیه چنان بود که این سوخته ملازمی داشت که در قرآنی و بعد از آنکه در
خراسان رایت سلطنت بر افراشت انحراط در سلک بندگان صادق العقیده و قیام
و جاده قدیم و صراط مستقیم عبودیت را بقدم صدق و اخلاص چون سلوک داشت مستند
بسیار کرده بود آفتاب التفات بر وفات و او را از بخت عاقبت محمود چهار فرزند
شده بود و فرزند کلا ترش بنام بابا که کوکلتاش یکی از فرزندان مابود قابلیت داشت
در حسن صوری و معنوی که فهم دور بین اگر از کند تسلسل مدار گیر و گوشه از کنگره ایوان
سر جمالی او تواند دید و عقل دور اندیش اگر از برهان سلی معارج سازد به غره از شرفه

قصر غنچ و دلال شویات اعتدالی او تواند رسید نظم
لبی و صد هزاران خنده و صد
صدی و هزار آشوب و لبند
شدم گرم از نسیم شک بیزش
زبان بسته باخون چشم بدرا
نیش تقویم انجم رازده راه
ندیدش کس که جان نپذیرد
چشم آهوان لکن چشمه نوش
بر و از پید و ندانهای چون نور
و باغ ز گس بیمار خیزش
تو گوئی بنیشتن نیست از بیم
فشانده دست بر خورشید و باره
بحیرت ماند مجنون از خیاش
و بد شیر انگلنا ز خوابه گوش
صد را آب ندان دوا دزدور
فسون گر کرده بر خود چشم خود را
که کرد آن تیغ رهایی بدویم
بعیه آرای و ابر و پلاس
نقابم ریخت سبیل با جالش
لعلی از آب حیات پاک تر

و چشمی سر قند و در نیم خطریانی چون خضری به آب حیوان برده و رسته و ندانی چون
رشته بجز ابراب خورده نظم
پهلوی لعل لب آن نور دوا
چشمه حیوان شده آب حیات

پیش چشم مست آن شک قمر	آمد چشم از سر ز گس بدر	لکنتی از حسن بر هر یک وزن
خوبتر از یکدگر هر یک ازان	آنغره خوشتر آن شکر و بهتر	وز گوهرش آن غنبر تر و بهتر
وز شکر ناب آن گهر و بهتر	سرا قدش ز یکدگر و بهتر	آینه رو و شنفه میرش از مهر
منیر محبت عکس پذیر و ضمیر آفتاب تنویرش نور معرفت چون بدرستین حد قه چشم پر شود فتنه انگیزش به انوار ملاحظت روشن و حدیقه طلعت مهر آمیزش بر یاقین صباحت گلشن		
رباعی یارب چه صفای رنگ بختوان	چه لعل شکر خند گهر بار است این	
گفته کشم به کین به لطفت به کشم	سحان اند چه لطف گفتارست این	
آوردانه همین در شعر و موسیقی دخلی بود و بس در هر یک ازان آنی داشت که آن را		
در نمی یافت هیچ کس شعر	اندر آن نگار که است بهر چه	از اطلب کنید حریفان که آن بجا
الحامی چون تحریرات داودی و دکاشمی و بیانی چون انفاس عیسوی روح افزای و		
این دو مطلع از جایه اشند راوست مطلع	در ویت در و عشق که گفتن نمی توان	
گفتن نمی توان و نه گفتن نمی توان	چون روشنی دید و من در قدم اوست	
گر پای زمین باز نگیسر در کرم اوست	همواره مشام ایام عمر فقیر به نفعات شام	
اومی بودی معطر و همیشه دیده روشن ضمیر دل و جان در حظائر قدس و محافل ش		
به انوار دیدار او سیکشتی هنوز در ایام محبت او گاهی در میان دیده و دل مناقشه و		
مناظره میبود و دیده به تیر نفیر و تیغ ملامت این فقیر را سرزنش میکرد و زبان نصیحت		
میکشود و میگفت که چند بر آب و آتش و ناکی فی خصوص و ناخوش درین کشاکش باشی نیست		
فرد ملامت بر دل صد باره عاشق ایند	که باشد زخم تیشیر و بد و زندهش بسوزن هم	
دل در برابر رخمان موثر بر بیگفت به الماس قیام این نیست لظم در دوش بدل جان تحمید به		
خاک قدش دیده و زوید هم	گوئی چه کشی ناوک او را تو ز دل	از آن میکشتم این دل که دوزید هم
بزم آن گونه هم کربس صلابت	از استیلا می آثار محابست	بزم القصه آن که نچنان

ستونی را سلم کردی شمشیر	بسیر بخت شد با پنجه شیر	که بیرون موش از میان
چنانکه باندک زمان بخردی تعلیمی ازین سوخته چنان شد که روزی گاوی را بشیر چنان	بزد که تیغ آبدارش از پشت گاو بگذشت و همچون آب در زمین نشست دینخ را نی چنین	در کمانداری و قبضه دینخ چنانکه نظم به تیر از موی بگشود می گره را
بهنیزه حلقه بر بودی زره را	چو برق نیزه را بر سنگ رانده	کسی کو دو کمان عالی کشیده
که بر آب از لطافت نقشش تی	چنان در لطف بودش آب و تنه	شان در سینه خارا نشانده
وز از روی که چشم به از روی	از رخس بر کشیده بود علم	حسن صوری و معنوی با هم
نگذارم که در آئی نجای از گرن	غیر تم با تو چنانست که گردش	او دور باشد به منطوق بیت
از خاص خود چند کس را رفیق و هم صحبت خود ساخته بود که دانی مجلس او را از مردم بی محافظت نمایند ملاحظه نمود که چنان رعایت خاطر میکرد که در خانه بروی غیر می نیکو داشت		
و بی نصبت هرگز قدم از خانه بیرون نمی نهاد و در هیچ وقت و هیچ حال از و هیچ امری نداشت در وجود دنیا و از اول تا آخر بر فطرت اصل خود بود و در باغی تران قطره لبش نم که لبش سحر		
از ابرجد آکنده بشوید گری	لبش رخ گل چکاند امی رشید	حتاکه هزار بار پاکیزه ترمی
باتنامی از کان دولت و ایمان ملکیت بلکه با کبار و صغار و با اکثر اهل روزگار از خاک و عام فراخ حال هر کدام تواضع و تخلق نمودی و متخلق بودی و متخلق بودی و متخلق بودی		
مناسب همه ز سر تا پا	متواضع ز شاه تا بگدا	و چون قابلیت تمام داشت
ترتیب بسیار در آن یافته بود و آفتاب دولت از مشرق ازل بر تافته مناسبه بد و مفوض گردیده و در هر یک بنهایت و غایت رسیده مهر بزرگ بدست او و شماره حرفه آن مهر از عطا های روز است و چنانکه در مدح آنم گفته شده و به الماس بیان		
سفت گشته قطعه	هر قیست حرفهای نیکینش ز روی	هر یک در یتیم به از لولومی عد
و جنبیده نقطه آنم داده است	شده هزار عالم و الا شرف و انز	و روز اول از محض توفیق

نالی

تربانی و عطیات حمدانی هر روانه چون تعلق بدان یگانه داشت و نقاش ازل کلین
قابلیتش نگاشت **فر** | ایزد چون نور شمع جلال تو بر فروخت | بر مار قم به منصب پروا نگیشت

و چون دل صید کردن و پرواز در هوای مهر و وفا نمودن صلت اصلی و عادت جلی
او بود میر بازش و میر بانورش و بدان سبب که راکب براق برق میر عشق تو گردید
میر اخته و میر اسپان زرین افسر گشت و منطبق فرموده **شعر** | هر که او در عشق صادق آمده
بر سرش معشوق عاشق آمده | چون آینه ضمیرش از عشق حقیر عکس پذیر شده بود دلم

بر زبان میر اند که بعد از تو نام و پیش از تو میرم هر آینه در آینه خود نیز این سوخته را
ریده بود و عین او گردید **رباعی** | خورشید جالش فلک دای خود | خود دقنه چشم مست سیملا خود
در آینه ار چشم تو گردیده ترا | آتش رخ مشوک در تماشای خود | و با آنکه صاحب عیار صراف

حسن زیبائی امیر نظام الدین علی شیر و از فرزند خوانده بود و جهت شایسته حسن تعلق از
از آینه مقیدش تعظیم و احترام می نمود **رباعیات** | ای دیده بجای حسن چیزی دیگر
حجای بلامی حسن چیزی دیگر | گردیده هر که حسن ویش با هم
در کوچه ابات خان جلوه گرست | از شیوه او بر سر هر کس خبرست
زاگونه که گوئی تو که زان دست | و چون از مطلع حسن طالعش روشنی صبح ازل میبود بر آینه

ضمیرش نجو است او عکس انداخته بود که عالم خواب و خیالست و نمایش او عارض
سریع الزوال انعدام مال لاجرم بعضی تعلقات را از بیکل مرآت جوهر قدسی زدود
و دنیائی را هیچ نگاشت چنانکه اعتبارات عالم در پیش او هیچ اعتبار نداشت **رباعی**
باز آتش عشق در دلم زد تابی | بکشا برویم از حقیقت بابی | کین معرکه شعبده باز خیال

و چشم خدا بین نبود جز خوابی | و با آنکه فرزندان کامگار و امرای نامدار و اکابر دوله
بخصیص جناب شیخ الاسلام تعظیم و احترام او بسیار میکردند از دریای ذخایر علم و پند
با کنار آمده و خود بینی در نظر او نمی نمود و طریق اهل فقری و زید و ثعلی درویشان

بر سر دل ریشان از شفقت می لرزید و چون آنجماعت که بحال رسیده و جهت تکمیل
تنزل می کنند و انواع ناملایم تحمل میکنند تنزل میکرد و تحمل میورزید و هر که از اعلی
تا ادنی پیش او میبوی لب بکشادی عرض کردی و مهم او را به خوبترین وجهی فیصل داد
و چه جامی نیست و لدغانی بنام احمد که علی الاطلاق از اعظم غانان دشت قبیاق
بود به عرقی خواهر زادگی بعد از فوت پدر در محلی که بخراسان پسرش با آمده بود
و اعزاز و اکرام تمام یافته هر می که داشتی بدو گفتی که بدین سوخته رسانیدی و
سرانجام کردی و دختر کی از امرای خود را که آنکه سه فرزند بود بعقد نکاح او در آورده
و او را پسری شده بود و چون بشارت رسانیدند و آن مهر سپهر
حسن و جمال را بر آسمان کمال کوکب مسعود فال طالع شده و ذات بمثال او را
در بوستان عمال نهال اقبال تازه رسته چند ان استبشار بحصول پیوست که
این سوخته بی اختیار او را نیز فرزند خواند فاما طاعت اشراق آفتاب بامانیا ورد
محررق گردید و عقل از ان حیران ماند که ماه نو چون بدر چه خسوف رسیده نظر *

چو دیدند اهل دل در خطرش	عطار و سوخته بر آفتابش	بشتندش ز دیده اشکباران
چو برگ گل ز باران بهاران	گفتند تازه نهالی بود به تند باد فنا بشکست و در صغیر	

بجوار حق پیوست القصه بطولها و الغصه بشمولها و در تمام ایام و مروت شور و اعوام
آنچه در عشق جوان بدین سوخته فرو داد از صاعقه و برق علم اگر بر کو بهاسی عالم
فرو داد می از هم فرو پاشیدند می چنانکه همه کس آوازه او شنیدند می رباعی

ز آتشکده سینه من در شب غم	ز آنگونه کشید آتش عشق علم	از شعله آن اگر شد وقت کوه
بیرخت ز بیم بنیت او از هم	و اینها که گفتم از هزار یکی بود و از بسیار اندکی و الحاله بنظر	

نیز تحمل باز نمایم و تفصیل آن بجز زمان نمی فرمایند که آنچه بدل من نازل شده بود
اگر عیشی بود در دل و جان پنهان فاما آتشی بود و در مجرب سینه شعله زنان که شعله سستی

علم کشیده مرا بی آرام می کردند و قطره های اشک نام وار مردمان را از انحال اعلام نمودند

چهار باغ	عشق است که شیرین بون آید	بحریت که موجا بر ن آید
که دوستی کند که روح افزا	که دشمنی که بوی خون آید	طلوفان نوح که تلاطم امواجش

صد هزار گشتی شگسته و حکایت آن بوضوح پیوست در هنگام نوحه گری و گریه من از خون جگر پاره بودی و آتش که خلیل برافروخته و عالمی را سوخته در مقام بساط آئین گسری از سوزش من آتش پاره رباعی

گر دیده من بجه قلم بودی	گر آتش دل بلامی مزم بود	صد بار چو آب آتش نوح خلیل
در پیش دل دیده من کم بود	وقتی از اوقات دران آتش عشق و محبت تب محرق	

دست داده بود و تن من چنان بکاهیده و دل ضعیف شده و در گدازش بسیار از محنت بدن چنان نحیف گشته که هر قصه نهانی و هر غصه جانی که در سر پرده دل و سویدای او بود از ظاهر جلد همچون می مرقق رسیده و مثل مردم دیده از نقاب

ز جاجی و پرده غشی احساس نمیتوانست نمود رباعی	از روز که سوز عشق شد یاد
گذشت زین و آن کار دلم	از ضعف چنان گشت تنک تن

و ضعف بر تن بود که گاه خود را میداست و گاه نمیداست و مطلقاً حرکت نمیتواند چون آتش از کاروان مانده گاه میزد و گاه میزد و چون دیوانگان هر اسند گاه بر حال خود میخندید و گاه میگریست چون تشخص مرض او کسی نمیتوانست کرد سخن طبیب نمی شنفت با هر کدام از ان یاران همدم و هر یک از طبیبان میخاک می گفت

طبیبان خویش را زحمت بده چون به نخواهد	که من اندر سر شوریده سودای دیگر دارم
---------------------------------------	--------------------------------------

از روز شب است بد عا بر آورده زبان بزد کار بنامی کشود از روی نیاز استد عا نمود رباعی برون آنند کی جانا که بسیار از روز دارم و دلع عمر نزدیکست دیدار از روز دارم مرا پر خراب و او هر دو دیده بلکه پر گل هم اگر بی دیدن رویت بگلزار از روز دارم

آن جوان چنانکه به تن مرده جانی درآید و از زمین موآتی شاخ گللی یا سر دروآنی برآید
پیش این خسته آمد چشم چون بر روی او افتاد به انشای این غزل زبان کش گفت

آن خیالی گشته وزان یک گمانی مانده	اشعار از غم عشقت مرانی تن نه جانی مانده
چشم گشته خاک و سر بر آستانی مانده	ایکه میجویی فلشام رو بکوی یار بین

او نیز چون این سوخته را در مقام حیات دید چون گل شکفت و گفت شعاع

از برای دیدنت آن هم زمانی مانده	رفت صبر و هوش و دل فرسوده جا مانده
بر سر آن خاک این سر استخوانی مانده	این تن خاکی خدنگت را نشانی مانده

در همان فرصت لقامی او شفا فی کرهت کرد که رفع تمام الم شد و مجلس مابه انوار دیدار

رنگ گلستان از گشت مینو	از بهر شاخه شکفته نو بهاری	گرفته هر گل بر کف تباری
هوای بر سبزه گهر با گشته	زمر و را بحر و ارید بسته	بنفشه تاب زلف افکنده بر دوش

کشاده با دلسرین را بنا گوش



صبا برقع کشاده سادگان را بنفشه در رخا و سرخ گل مست ز شک افشانی باد طربناک خوار هوشه عود قمار	صلاد و داده کار افتاد و کذا جوانان صف کشیده گرد خرا عبیر آمیز گشته نافه خاک در یک دست از دست ساقیان گلزارستان در چوشت	سمن ساقی و زگر گس جام درو ثریا و ارگر و خمر که ماه دماغ عالم از بوی بهاری
و از یک طرف از تاثیر می عشق مغنیان و در خروش عاقبت کار از گردش این چرخ کز رفتار و از دور سپهر ناهموار عقده ذنب پریشانی راس حوادث و سرگردانی ایام نافه جام شد و تاریخ آن واقعه بلکه از اکثر فضلا واقع شده از انجمله مولانا صاحب	گفته قطعه تاریخ یعنی آن گنج لطف کان کم گفتش ای نسی پادشهان	چرخ مهر خورشیدش بهمان دو ششم آمد بنجواب وقت سحر باد باقی حیات شاه جهان
و امیرنشی نیز گفته بودی که سال دماه و شب در روز اهرم پذیرفت قطعه تاریخ	میر سپهر مرتبه مهر افتد اره اندر شب برات توفیق ایزدی تاریخ فوت او شودت منکشف چو رز	بابا که بود نادیده در خلق و در صفات شد محمود نام هستیش از وفقر حیات هر که که کم کنند یکی از شب برایت
چون او حریفی از بقایای حیات استعاره را که بر اوراق دفتر روزگار ثبت کرده بود باطل ساخت و حاصل خویش را از متسلکات وجود در تحت فاضل انداخت این مریض بستر فراق و علیل ماده اشتیاق بعد از ان عیش و سرور را از سباب عمر منبأ و کل غمی هالک او را فداک گردید تکیه بر متکامی ناامیدی زده همواره دست نیاب از غبار آورد و نقش سرور را از لوح ضمیر زدود و زبان تضرع بنا جات بر تنانکشو را بخوا	گر کم شدم از خراب حالی همی غم او مباد در دزم	اول از یادش مباد خالی جز غرض او سمع شب فروز

روزی که دلم شاد نباشد ز غمش در گردش یام من از زربانم | و چون غبار سد غمبت شعل

که با صبر بصیرت اولی الالبصار و محل الجواهریده آمال سید است قوتیامی چشم دولت و اقبال
بر اوران خود نیز ساخته بود بعد از فوت او آن مناصب ببردنش ارزانی داشتیم و ایشان
از عطای او ضائع نگذاشتیم و بعد از ان نایره آلام شداید غم نه بد ان مرتبه اشتغال یافت که بآبدیه
اشکبار تسکین آن توان داد و تشدد و نواب الم نه بدان مشابه در تشریح سینه شافت
که برسم و موسیائی اطفا تدهین آن توان نمود و چون ازین سراچه فانی و این باغچه
جهانی بیرون شد بر حسب وصیت او در عمارت فردوس منزلت سلطانی در مشغی
که پایان پای این سوخته خواهد بود و دفون گشت و حکم علیکم بالشام که مصرع

بومی آن زلف مرادست بوقت ششم | چون قابلیت آن داشت که استشمام

رایحه مقصود از جانب حضرت مصطفوی نماید اتفاقا چند سومی از گیسومی آنحضرت
که بدین سوخته برسم تحفه کسی آورده بود در محاذات رومی او موضعی پسند کرده از
بارشته های جان پیوند نمود منهد و الیه یعود و المستعار مردود

خاتمه

این حدیث قدسی مرتب قدوسی منزلت اذامات ابن آدم انقطع علمه الا عن ثلاث
صدقه جاریه و علم یتفقه به الناس و ولد صالح یدعوا له الخیر که تحت سلیمان الجمن و الانس
و الوحش و الطیر و میبدان جولان عادیات صبح راکب براق برق سیرت استمال اوار
بر انواع معادن ازل الازال الی ابد الابد و معنی ظاهر حدیث آنست که چون ولد
آدم را در گون میشود حال منقطع میگردد از و اعمال فاما سه چیز از انسان می ماند
یا دگار که به سبب آن نام او میماند بر صفحه روزگار یکی از ان سه چیز صدقه جاریه است
که عبارتست از ایل و حوض و رباط و سایر خیرات و مبرات المبرات از تفریط و افراط
و دوم علمیت منتفع بسایر مردمان از که فهم و رسوم و ولد صاحبست لا غیر که میخوانند

آن صلاح اور اہموارہ بخیر فاما عمارات رومی بانہدام می آورد آخر کار و باندک
زمانی خراب میگردد چنانکہ نیماند ازان آثار و رفیقہ مکانی و نسل انسانی نیز زود
منقطع و باندک زمانی مرتفع میشود فاما کلام و العلم الذی یتقہ بہ الخواص و العلوم
از آسمان بقا و غر مثل آن زمین فنا و خواری نمی آید ہرگز نیست کہ ہی گوہری و ہی سخن
آن فرو آید ہی بجای سخن + خصوصاً سخن عشق و محبت بیان حال اہل در محنت کفر
از صد سخن عشق ندیدم خوشتر + یاد گاری کہ درین گنبد و اربابند پس ازان سہ چیز کہ در تذہ
انحضرت سمت اطہار یافتہ و پرتوا صد ارباب و تافتہ مثل کلام نباشد هیچ کہ ام و نفع بہر
ازان دونہ ہمچون خواص و نہ عوام و این سخن نزدیکی خبر کی مشتبہ گردد و بلکہ ہوشمند
روشن ضمیر از فقرات کتاب کافی خویش متنبہ گردد کہ نمودار و اراد اللہ شہان
یقول لہ کن فیکون از ابتدا ہی صد و رکشت از واحد حقیقی تا انتہای طور و شیون
ہنگام ارادت کلام از غیب بی شائبہ شہد و ریب است کہ با تعینی معنوی مبرا از صحت
کہ بعد از کجی در توان یافت تامل کنند کہ چون وصول یافتہ بدل و بی توقف چنان
صورتی مجرد از مادہ و در تخیلہ چون گردیدہ تمثل و بعد ازان بوساطت لب و زبان
مادہ صوتی کہ معانی را در متوطن انقاری بشاہر ہو لا است آن صوتی در متوطن
طوسی یافت بہر تہ محسوسات چون رسیدہ در طور یکا و زہیا یعنی تلوم تسنہ ناز نور علی
و روان از نور صورت ظاہر چون باز گشتہ و در گوش سماع مادہ صوتی و در تخیلہ اش
صورت شالی را چون گذشتہ بہمان تجرد و پاکی کہ در دل متکلم داشتہ در دل
سماع چون علم تجرید بر افراشتہ و سالک را واقف کردہ ازین مطابقت نفس و
الفاق را بر اسرار مبداء و معاد علی الاطلاق و حضرت حق چون ما را بقدر توانائی
بہ ارتطاع بقلع و ایقاع فرزند ان و اتباع منوفق گرداند در دیرستان منورہ از
کاغذ و قلم ہم بہ تعلیم معلم علمک مالم کن آن سبق نیز خواند و چون تاثیر منظم و طبع

بیشتر است از مشهور و استماع آن اهل در و دراز ادنی الطنبور در اول حال بنظم برود
 و چند غزل فارسی گفت و از ترکی دیوانی ساخت و بعد ازان به انشای این کتاب
 محاسن العشاق مشتمل بر حقائق اسرار و تمثیلی بر اذواق و اشواق اشتغال نمود و
 نقاب آرزوی موشان گلغذار و پری پیکر ان گل خسار بکشد و ترقب از شاه باز آن
 آشیانه عشق و محبت پاکبازان قمارخانه در د و محنت که برین خرد و ذیل عفو پوشیده
 به اصلاح التفات فرمایند و غبار سهو و خطا از لوح این انشا برزد ایند توقع از
 محصوران شهرستان صورت و محبوبان زندان طبیعت آنکه ازین نوع سخن
 چون مالوف طباع ایشان نشده و بوی بشام ایشان نرسیده و تا غایت
 اذواق ایشان ازین گونه حقائق نچشیده پامی در دامن ادب کشیده خاموش
 نشینند که علم خدایر انهایت نیست و عطا و مواهب او را غایت فی و قطرات
 رشحات فیض و فضل او لایزال ریزانست و لمعات تجلیات جمال او علی الدوام
 از وجه کمال تابان چه هر کس را علم اول از تقسیم قد علم کل اناس مشرب هم فراخویشیت
 جلی و متعدد اصلی و عملی آموخته و خیاط ازل بر قد هر کس به طرزی جامه دخته
 و هر چند این سخن ازان سخنان در دناک نیست اما چندان باک نیست رباعی

فانوس دل از مهر فروزیم آخر
 در عشق تو چند آنکه بسوزیم آخر

پیر این اعتدازد و وزیم آخر
 چون شمع بسوزیم خاکستر دل

بیت

تقریظ بی نظیر و بیرونشضمیر آمد بلغا و بیرونشضمیر محمد
ظیم الدین خان بباد و متخلص ظیمیر حمه الله بر مطبوعه ملایقه

سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا مَا عَلَّمْتَ نَا إِنَّكَ أَنْتَ الْحَلِيمُ الْحَكِيمُ

ایها الناس بنید ز نعمای خدا

نعمت تازه و هم با همه در جمله جدا

پیداست که مقام برتر تر که تاق رساند بجز محقق نبوده است که گفته شد فرد

آنکه تاق رسادت عشق است

خیر قی انچه باشد آن فسق است

این را در صورت قرار داده

یکی در صورت مجاز که عشق صوری و مجازی عبارت از دوستی کی در عالم حقیقت که

عشق حقیقی اشارت بدوست لاجرم این مجاز را زردبان حقیقت گفته اند اگر بوسیله

این زردبان حقیقت نرسید نامش فسق گردید که آخر کار بعد اوت کشید کما جاء

فِي كِتَابِ مُجِيدِ الْاَخْلَاءِ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ كَرِهَ اللَّهُ

غفلت در همین مجاز بنگراند هرگاه در وازه حقیقت برو باز گردند بعد صحت میگوید

که يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فَلَانًا خَلِيلًا پس همین عشق است که با علما بین

میرساند و همین است که به سخل الساطین می اندازد پس با پیش بر خاطر ظیمیر خیابان

وارد شد که شنیده فی و فهمیده فی و دل نهاد فی بلکه داد فی است و در بابی باب نظم

آکس که برای روح تن پیداکرد

در حکم وی اعضای بدن پیداکرد

هوش و خرد و صوت و سخن پیداکرد

خاص از پی ذات خویش پیداکرد

در و دالم و رنج و محن پیداکرد

این با پی امتحان من پیداکرد

خود شکل حقیقت همه تن پیداکرد

اینهم ز مجازی به حقیقت چو کشید

مجنون مگر دید عین لیلی آنست
در تا بحقیقت نرسد بوالهوسی است

شیرین است حکم کو بکن پید اگر د
صد آفت و آشوب و فتن پید اگر د

پس صاحب دلان همین عشق مجاز را از فساد گندم گفته اند و عشق حقیقی از ترک گندم
پیدا می شود از اینجا است که آن شهشاه ملک حقیقت جناب امیر علیه السلام نخورد

گندم و از زمان جو غذا فرمود و فرود
یک ز خورون یک ز نا خورون عیان می شود

باعث عشق حقیقی و مجازی گندم است
آدم علیه السلام تا که گندم نخورده بود

در عالم حقیقت ماند همین که یک دانه گندم از خلق فرو شد در مجاز افتاد پس منتهای
این تابشت است و بس و بهشت از مکانی بیش نبوده است و لذات او همین لذت
چشم و گوش و کام و دهان است و فیها ما تشتهیه الانفس و تلذ الاغلین
نمود کار این در دنیا هم بسیار موجود است که فیها فاکیهة و محل و دمان پس
هر که بر همین مکان نمونه دنیا اتفا کرد و بر همین نگاه نکرد ابله است از اینجا است که
گفته اند اهل الجنة بلکه و هر که عاقل است کی بمان سرفرو می آرد که شتاق کمین
ما نزل البصو و ما طعی شان اوست لاجرم همین مقام عشق است که گفته شد فرو

نگین است عاشقان تر جنت برین

سوی مکان نگیند عاشق کمین

پس انتہا رعبادات ز به خشک که ظاهر شریعت است همین تابشت است و باطن
شریعت که عبارت از حقیقت و معرفت است تا خالق بهشت است لذات آن که مثل
لذات بهشت از چشم و گوش و کام و زبان تعلق ندارد به لفظ لذت یا من یا لذت تبصیر
که از علم و ادراک نفس بشیر و زویت بصیر بیرون و مخفی است که میفرماید قل لا تعلم
نفس مما اخفی لکم من قوۃ اعین پس این لذت وجدانی و روحانی که اولاد
مناطقه و با صره بیرونست مقام عشق است که باطن شریعت هر که بدین مقام است
است عاقل است و آنکه مثل زاهد خشک بدرجه اول و ظاهر شریعت بر لذات چشم و

گوشش و کام و زبان که نهش بهشت مستول نماد به نسبت این عاقل عاشق کین الیه
انکه است که بکان فرو داد شرح این نکته تا که واضح تر گویم باوراک خواهد آمد بشنو بطلیم

که اهل انجته بجهت عسارت از همین باشد
که آنجا عقل در کار است عاقل همچنین باشد
بود اهل خدا عاقل که مشتاق کین باشد
که عقل شرع ظاهرین عقلش دورین باشد
مقام عشق زین برتر بود حق یقین باشد
بجز یاهو و یاسن مونه آن باشد نه این باشد
خود می هم چون دروگم شد چه تکلیف اندرین باشد
که این ره بس خطرناکست شیطان کین باشد
مخو آنجا فریب نفس زندیقی همین باشد
در آنجا هم همین مسلوک راه شرع دین باشد
که اقلقدیم بر محبوب رب العالمین باشد
بباطن و حقیقت باش سالک همچنین باشد
و ان محققا بنگم براند اندرین باشد
برای ستر او این پرده شرع متین باشد
پس از فانی چو باقی ماند در شرع همین باشد
نه آن نادان که باطن هم بغفلت همقرین باشد
چو شد فی میده اعمی بعضی بالیقین باشد
مگر اعمی ز دیدار اله العالمین باشد
نه آن احمق معاذ الله که از بس تقرن باشد

تفاعلت کن فقط بر شرع گردنیا و دین خواهی
و گر چیزی دگر خواهی بسا در عالم دیگر
جنان بهم یک مکان باشد بر لوتین و حق
اگر چه عقل و حکم شرع ساقط میشود از وی
یقین علم یقین عین یقین شد انتهای او
چو عاشق کم درو شد بر که شارع حکم فرماید
بود در شرع هم تکلیف تا باشد خود می باقی
ولیکن در حجاب شرع اینجا پرده می باید
ز حد شرع که بیرون قدم زد و دام بلیست
نمیدانی که بر ترکیست از مقصود آذادنی
که عشق از دل تعلق دارد و ظاهر ادب باید
بظاهر شرع نیاید که بر ظاهر بود و حکمش
وقوع فعل در ظاهر در آنجا شرط شد لیکن
حقیقت سراد باشد بود کتمان او و حبیب
چو فانی گشت و عقلش رفت مرفوع اعلم باشد
غرض و نیت می باید چو نادانان بسر بردان
که باشد همچو کس محسوب در فی میده اعمی
چنین نادان اگر چه نزد طاعت سبحان یا
ز اهل انجته بجهت همین نادان بود مقصود

میر این عالم قنلت بظاہر غفلت و غیبت | بظاہر عاقل و بشیار و باطن اندرین باشد

در باب سحر سرگشته درین مقام است که مرتبه و مقام و شان عشق چنانست که گفته شد آنچه تا حق رساند آن عشق است و شرف و فضیلت و ترجیح و غلبه و تسلط انسان ملکوت و تصرفات بر جمیع بهائم بلکه بر تمام مخلوقات و جن و ملک بدولت علم و عقل است که علم آدم اکلا سماء کلتها و علم الانسان ما لکم یعلمه عبارت از نیست که ملائک بتعالیه آدم لا علم لانا گفته بود بارگاه عشق علم و عقل را باز نیست که حجاب

گفته اند و | این عجب ای که در پیش آمده | علم و فلسف عقل در پیش آمده است

اینجا عقل در اول قدم نصحت می شود که گفته اند شعر | عشق چو آمد ز درگفت سلام علیک

عقل برآمد ز درگفت سلام علیک | هرگاه عقل از سر بدر رفت هوش و حواس و فهم و ادراک را

چه دخل ماند که همه همراه عقل بدر رفت و این همه تکلیفات شرعی محض سبب عقل است که بر دیوانه و کودک و مجنون نبوده است که غیر مکلف و مرفوع القلم اند پس در حق زوال عقل نوع بشر از بهائم پیش نماند بلکه در طاعت و توانائی هزار مرتبه از بهائم کمتر پس اگر در مقام عشق زوال عقل لازم دانسته شود تا لازم آمد که بهائم غیر ذی العقول و بجانین مرفوع القلم غیر مکلف را بر انسان ذوی العقول مکلف شرعی در مقام عشق ترجیح تمام باشد پس شرف و فضیلت انسان که بسبب همین عقل بر حیوان بود کجا باقی میماند لاجرم در عل این سرگشته چه و لذا که خون شده اند و در بجائی نبرده اند و چنین حال که این کتاب نایاب عجیب بنظر در آمد که در خزانه خاص سلاطین بوده این کتاب عزیز الوجود یافته شد غالباً که اول نسخه از بیاض خاص مسوده مصنف باشد که نهایت خوشخط شان میر عماد مظلومند هب مع التصا ویر پر تکلف بر کاغذ قیمتی زیر آبادی نهایت کنه و مندرس دیده شد که هر صفحه اش وصلی مشق تعلیم متوفی کتاب امیر سلطان حسین نیر شهنشاه هفت اعلی صاجقران امیر تیر و گ

۱
عشق

سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان بوده است که سلطنت صوری سلطنت
معنوی جمع داشت این صاحب دل اهل معنی کاری کرده است که عشق ما با عقل و لغت
جمع کرده بنظر نمایان جلوه ظهور بخشیده بنظیر بر یک مطابق واقع تصویر کشیده
بچشم ظاهر و انموده است و نام کتاب اسم بهی مجالس العشاق نوشته است
و از ابتدا می حال جمیع عشاق کا ملین از انبیا و اولیا برگزیدگان خاص بارگاه کبریا
مثل حضرت سلیمان و حضرت یوسف علیهما السلام و ذکر ادبیاتی کا ملین با ضمیمه مثل
شمس تبریزی و مولانا می روم و خواجہ حافظ و شیخ سعدی عند لب گلستان شیرازی
و غیر هم اول از حالات و معاملات و کلمات این بزرگان بود یعنی بطور تذکره نوشته
بجای ابواب و فصول مجالس قرار داده بعد شرح بیان حال واقعی صورت مجلس
صحبت مع صورت معشوقان مجازی تصویر کشیده است که بجز سلطان اول و لغزم
صاحب مقدرت بر مصنف را بجز تحریر مسوده اول مقدرت و دماغ اینقدر تکلفات
ظاہری و قلمی کجا نوبت میرسد که اکثر مسودات ناصات می ماند چون در مقام
مضامین عشق چنان گفته اند که فرد
حسن این قصه عشق است در دفتر نمی نهد
قلم بشکن سپاهی ریز و کاغذ سوز و دم در کش
پس این عشق مجاز را که با عقل و شریعت
جمع کرده بحقیقت رسانیده اند چگونه شرح و بیان تقریر است تواند آمد و چه مضامین
که روحانی و وجدانی از اقلیم ناطقه و خامه بیرون بوده اند طره برانیمه ارباب مطیع
چه کمال کرده اند که بعینه طابق النعل بالنعل مع طرز شان خط میر عابد و نقشه صورت
تصاویر چنان مطابق و درست کشیده اند که تصویر عکسی توان گفت این گنج گوهر
نایاب را چنان بسیار یاب عرض بازار و ارز بازار کرده اند که هر یک بهره یاب
تواند شد بقول شاعر هندی فروم
دلت عشق به بکتا هر بیان خاک کرمول
بانی ده دل جبه هم بختی تھے افلاک کرمول
لاجرم بر جمیع صاحب دلان اهل باطن

نیکو ظاهر که چنین کتاب جامع عشق و عقل که هرگز از ازل متضاد اند با شریعت و طریقت
و حقیقت و معرفت جمع کرده همچو نظائر واضح تصویر کشیده که کسی دیده و شنیده باشد
همچو تخته نایاب عزیز الوجود در اچنان وقف عام از بازار کرده ارزان نموده منتها
بر جان عالمان ندادن کار ابله مطیع است **ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ**
مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

خاتمه الطبع سابق مطبوع هر طبع ریخته قلم ناشر ظهور می ثانی
محمد انوار حسین تسلیم سوسنی

من سبزی کلام بشا دانی ستایش بوستان بانی ست که گل رغمای حسن و عشق و زینت
امکان بهزب نسام برواقتان او خند نیست لاله و لسوخته دلغ و سنبل پریشان او
فدگر من سینه عشاق از آبیای نمی شنم غمت و جلال او تازه و تر بلبل را فریفته کل بر تان
شبیفته خار گردانید آتش محبت شمع در دل پروانه ریخت صبا می نسیم غیر شمیم را در هوای
چمن گرم عنان ساخت خرمش نگار نگارش و جلوه گرمی سیه چرخ دکان حروف نعت
شاید بیت که ملاحتش نمک خمیر حضرت یوسف علیه السلام است و صوت انا فصیح العز
سویچ پسند زغم که تازان پیدان بلاغت و فصاحت گشاید صلی الله علیه و آله و صحابه
و سلم اما بعد پیرو دیوانگان حسن پری رخسان نظم و نثر تسلیم سوسنوالی که از خار خا
کل مضامین در مسلک تلاش نفس سوخته و آتخوان شکسته با شکست قلم گره از سر کلافه
رقم میکشاید که درین ایام فرخی انجام که الفت با کوره معنی و محبت ناظوره نکات هر دل
چون سوز در برق جاگز نیست خریدار و حشت شورش انگیز من قدردان استعدا
ذلت خمیر من از لطافت نزدیک و از شافت و در حاتم عصر عشقی نول کشور که در
جست و جوی چالش کنان و ادوی گرم گوئی و موسی کلانان اینی معانی شمع و در

انجمن سعی افروخت و بشعله انگیزی شوق و آتش ریزی ذوق پروانه آسبال
و پرسوخت شور قدردانش نمک مانده دل و ادگان ملاحت تریکافی لحاظ رفاظ
و شیرینی خلق خلقی او در کام جان خسروان کشور سخن شکر ریز نام مرده و اقیانوس
موت را از سر نو طلاوت زندگی بخشید چنانکه مایه تسکین خاطر مشتاق سیمی به مجاز القیاس
را که معنیش چون آه جگر تاب شعله نفسان گرم خیزروانی ست و هر لفظ آن مانده
برق آتش بدامن افروخته ری سوخته جانی از تصنیف فرمان فرمای مملکت
نکته پرور می و زباندانی شنشاه سلیم سخن گسری و خوش بیانی شاهزاده سلطان حسین
ابن سلطان منصور او لا و سلطان حضرت تیمور گورکانی ست در مطبع علم خیر او ده خبا
پیر از خوبی و باند از اسلوبی که بدین تعلق دارد نه بشنیدن طبع فرمود این ساله
شریفه و این عجاله منفیه از عدم توجه مبصران بسان رخ رونفته بود و فرجام کار یک
نسخه از کتب خانه عالم بلعی فاضل لودعی مربی معانی ببله و آرش مطالب جلیله
افصح الفصحی ابلغ البلیغ کاشف استار فروع و اصول و آفت اسرار منقول و معقول
در همه کمال کامل و در جبهه علوم عال در علم ادب و اخلاق محسود اقران و در فصاحت
و بلاغت هم پنجه با سحران موج دریای متانت شیرینیه سلاست گل باغ طلاقت
تقریر قهر سپهر ذلاقت تحریر نفیس الطبع قدیم الوضع گوشواره گوش سخنوری افرق
شاعری در زبان پارسی و در وی معنی استاد اجله شعر حضرت خطیر الدین
بلگرامی خطیر تخلص مخاطب به دبیر الانشا به ست آمد همانا این کتاب کیاب بلکه نایاب
در عالم خوبی بی نظیر و بی مثالست و برهان قاطع رجحان ساطع شایه عادل حال
و قال ست که نسخه ثانی با وصف تکاپوی بلنج و تلاش نمایان دست آشنانشه کلک است
این محبوبه محبوبه بیابال پری جلوه در ماه شعبان المعظم ۱۰۸۶ مطابق ماه نومبر ۱۲۸۳ ع
از کتب مطبع باغین برآمده و منصفه ظهور جلوه گر شده و مطبوع طبابع طباهان عالم گردید فقط

قطعه تاریخ سابق

بخدمت این کتاب لطیف گیر
سال تاریخ طبع آن تسلیم
مرسم زخم طبع مشتاق است
گفت زیبا عروس مشتاق است

خاتمه الطبع حال از حضرت تسلیم

چون کتاب موصوفه بنفسه در نقاست معنی و لطافت بیان نظیری نداشت شوق
خرید تا بخران نوبت بجائی رساند که در کترک ایام نسخه بنام نهاد و در مطبع نهاد
مشتاقان محروم آتش شکایت برافروختند و معنی دوستان شعل فریاد سوخت
آخر کار کار پردازان مطبع فیض مطمع علم منبع عالم مرجع این شاهد رخا و نگار زیبا
بحسن شایسته و بایسته در قالب طبع آوردند و بهر هفت تصحیح جمال کردند - الحمد
که حسب مراد یاران سخن بنهاد این معشوق و لغریب و محبوب خاطر شکیب در راه جولان
شده عیسوی مطابق جمادی الآخره ۱۲۹۳ هجری در صحن مطبع خرابید و این نقش
شکافی بپاز نقش اول نگردید - بتایید تمیید و تشیید نشید تاریخی از زبان خامه معنی نگار
درین مقام خیر انجام جاگزید

قطعه تاریخ

بمطباع مجالس العشاق
گفت تسلیم سال طبع آن
بار دیگر ز فضل خلاق است
که نگار کلام عشاق است

۱۲۹۳



